Khandan-E-Badi Buwa

OrangeBooks Publication

Smriti Nagar, Bhilai, Chhattisgarh - 490020

Website**: www.orangebooks.in**

© Copyright, 2021, Author

All rights reserved. No part of this book may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form by any means, electronic, mechanical, magnetic, optical, chemical, manual, photocopying, recording or otherwise, without the prior written consent of its writer.

First Edition, 2021

ISBN: 978-93-90837-46-5

Price: Rs.299.00

The opinions/ contents expressed in this book are solely of the author and do not represent the opinions/ standings/ thoughts of OrangeBooks.

Printed in India

1

۷۸۶/۹۲

خاندان بڑی بُوا

...★تالیف لطیف★...

حضرت علامہ مولانا انوار احمد نعیمی جلالپوری

پرنسپل دار العلوم بہار شاہ فیض آباد شہر

...★شائع کردہ★...

سید رضوان اللہ واحدی

سکندر پور، بلیا

...★زیر اہتمام★...

درگاہ مخدوم حاجی شیخ سید محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول رحمۃ اللہ علیہ

چک حاجی عرف شیخ پور، سکندر پور، بلیا، یوپی

OrangeBooks Publication
www.orangebooks.in

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	خاندان بڑی بوا
نام موئف	علامہ انوار احمد نعیمی جلال پوری
کمپوزنگ	مولانا قاضی شاہ محمد ارشد القادری غازی پوری
پروف ریڈنگ	سید آل احمد واحدی، سکندر پور، بلیا
نام پریس	OrangeBooks Publication
سن اشاعت	۲۰۲۱ء
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۴۰۰/روپے

……☆ ملنے کے پتے ☆……

☆ الحاج سید آل احمد واحدی محلہ بڈھا سکندر پور، بلیا، یو پی ☆ دار العلوم بہار شاہ حسنو گڑھ وقند باری بازار، فیض ا آباد ☆ خانقاہ رحیمیہ گیلانیہ درگاہ شریف بالاپور، حیدر آباد، تلنگانہ ☆ مدرسہ غوثیہ معرفت القرآن جامع مسجد سرائے چوک، جلال پور، امبیڈکر نگر ☆ دار العلوم شاہ ولایت قبول پورہ، شہر بدایوں شریف ☆ خانقاہ حضوریہ وزیریہ سراحوض شریف، سنڈیلہ ضلع ہردوئی ☆ درگاہ مخدوم حاجی شیخ سید محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول، چک حاجی عرف شیخ پور، سکندر پور، بلیا

فہرست

باب اوّل:۔

۱: حضرت بڑی بوا کے اجداد واولاد 33

۲:۔ حضرت بڑی بوا صاحبہ 41

۳:۔ حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی 47

۴:۔ حضرت خواجہ زین الدین علی 59

۵:۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی 67

۶:۔ حضرت خواجہ نصیرالدین علی ابن کمال الدین علامہ چشتی 77

۷:۔ حضرت خواجہ سراج الدین چشتی بن کمال الدین علامہ چشتی 78

۸:۔ حضرت خواجہ علم الدین چشتی 79

۹:۔ حضرت خواجہ محمود راجن چشتی 80

۱۰:۔ حضرت خواجہ جمال الدین چشتی 82

۱۱:۔ حضرت شیخ حسن محمد چشتی 83

۱۲:۔ حضرت شیخ محمد چشتی 83

۱۳:۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنی 84

باب دوم:۔

۱۴:۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی 86

۱۵:۔ حضرت شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی 87

۱۶:۔ حضرت شیخ فخر الدین چشتی 88
۱۷:۔ حضرت شاہ نیاز احمد نیاز بے نیاز 89
۱۸:۔ خواجگان سلسلۂ وارثیہ 91
۱۹:۔ حضور سیّدنا وارث پاک 92
۲۰:۔ خواجگان سلسلۂ چشتیہ لطیفیہ 93
۲۱:۔ حضرت شیخ شعیب الاولیاء چشتی، براؤں شریف 97
۲۲:۔ سلسلۂ حافظیہ اسلمیہ 101
۲۳:۔ درگاہ صمدیہ پھپھوند شریف 104

باب سوم :۔

۲۴:۔ اولاد خاندان خواجہ سید نصیر الدین علی ابن خواجہ کمال الدین علامہ چشتی 108
۲۵:۔ شہر زعفران خرید 109
۲۶:۔ شیخ محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول 111
۲۷:۔ حضرت شیخ قطب الدین 118
۲۸:۔ حضرت مخدوم رکن الدین رکن عالم زاہدی 119
۲۹:۔ حضرت شیخ قیام الدین 120
۳۰:۔ حضرت شیخ امان اللہ 123
۳۱:۔ حضرت شیخ فتح اللہ 125
۳۲:۔ حضرت شیخ ثناء اللہ 127
۳۳:۔ حضرت شیخ عبد الوہاب 129

۳۴:۔ حضرت شیخ عبدالواحد 132

۳۵:۔ حضرت شیخ محمد زاہد 135

۳۶:۔ حضرت شیخ عبداللطیف باصفا 138

۳۷:۔ حضرت شیخ محمد اشرف 141

۳۸:۔ حضرت شیخ محمد عادل 141

۳۹:۔ حضرت شیخ لطف اللہ 142

۴۰:۔ حضرت شیخ مراد علی 142

۴۱:۔ حضرت شیخ کمال علی 143

۴۲:۔ حضرت شیخ جمال علی 147

۴۳:۔ حضرت شیخ باقر علی 148

۴۴:۔ حضرت شیخ خصال علی 150

۴۵:۔ حضرت شیخ ابراہیم بن خصال علی 152

۴۶:۔ مولوی اصغر بن محمد ابراہیم 153

۴۷:۔ حضرت شیخ عبدالرؤف بن خصال علی 155

۴۸:۔ حضرت شیخ ابوحامد بن عبدالرؤف 155

۴۹:۔ حضرت شیخ ابومحمد بن عبدالرؤف 156

۵۰:۔ حضرت شیخ محمد ارشد بن ابومحمد 156

۵۱:۔ بی بی کریم النساء بنت شاہ نبی احمد 161

۵۲:۔ شعرائے شیخ پور کا تذکرہ 164

۵۳:۔ درگاہ بڑی بوا میں روپوش ماہ ونجوم 168

حمد باری تعالیٰ

(از حضرت علامہ سیمابؔ وارثی اکبرآبادی)

یہ شمس و قمر یہ ارض و سما سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر رنگ میں تیرا جلوہ سبحان اللہ سبحان اللہ
عرش عالی فرش خاکی فردوس بریں پنہائے زمیں
یہ بھی تیرا وہ بھی تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ
جلوہ تیرے گلشن گلشن سطوت تیری صحرا صحرا
رحمت تیری دریا دریا سبحان اللہ سبحان اللہ
تیری قدرت کا شاہد ہے تیری صنعت کا قائل ہے
قطرہ قطرہ دریا دریا سبحان اللہ سبحان اللہ
باطن بھی تو ظاہر بھی تو ، اول بھی تو آخر بھی تو
سب کا والی سب کا مولیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
قدرت والا تو مطلق ہے عظمت والا تو برحق ہے
معبود نہیں کوئی محمد سا سبحان اللہ سبحان اللہ
سیمابؔ تیرا مسکین بندہ ہے طالب رحم و فضل و عطا
کہتا ہے یہی سجدے میں پڑا سبحان اللہ سبحان اللہ

نعت... معجزات رسول

(از حضرت علامہ افسرؔ صابری)

اللہ کا دیوان ہے دیوان محمد
اللہ کا فرمان ہے فرمان محمد

حیوان نباتات جمادات بھی تابع
ہیں جن و ملک بھی تو غلامان محمد

اس شوق میں ہر اونٹ ہوا سامنے حاضر
میں پہلے ہوں سو جان سے قربان محمد

وہ چشمے بہے ہاتھوں سے لشکر ہوا سیراب
یہ تشنہ لبوں پر ہوا احسان محمد

سب کھا چکے کھانے میں کمی کچھ بھی نہ آئی
اے صلّ علیٰ برکت فیضان محمد

تلواریں بنیں شمع ہوئیں خرمے کی شاخیں
اعجاز نمائی کا یہ سامان محمد

سب بول اٹھے بچے بڑے گونگے بھی گویا
کیا بات ہے اے شان خدا شان محمد

محروم رہا کنکروں سے سن کے شہادت
بوجہل کے ہاتھ آیا نہ دامان محمد

شق القمر ورجعت خورشید سے ثابت
جاری ہے فلک پر بھی تو فرمان محمد

بے دودھ کی بکری کے بھی تھن نہر لبن پیش
اے صلّ علٰی برکت فیضان محمد

افسرؔ ہے غلام آپ مداح نہ کیوں ہو
خود خالق اکبر ہے ثنا خوانِ محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

9

در مدح حضور غوث الاعظم جیلانی

(از حضرت بیدم شاہ بیدم وارثی دیویٰ شریف)

السلام اے غوث الاعظم السلام
السلام اے شاہ عالم السلام

السلام اے غوث یزداں السلام
السلام اے شاہ شاہاں اسلام

السلام اے شاہ خوباں السلام
عاشقوں کے دین و ایماں السلام

السلام اے رونق باغ رسول
السلام اے نخل بستان بتول

السلام اے درد بیدمؔ کی دوا
السلام اے درد پنہاں لادوا

در مدح حضور خواجہ غریب نواز

السلام اے خواجۂ ہندوستان
السلام اے وارث کون مکان

السلام اے خواجۂ کل خواجگان
السلام اے چارۂ بیچار گان

السلام اے غمزدوں کے غمگسار
السلام اے مضطرب دل کے قرار

السلام اے رہبر راہ صفا
السلام اے بادشاہ اصفیا

السلام اے بیدمؔ بیدم کے دم
السلام اے مجمع جود و کرم

انتساب

استاد گرامی شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد شریف الحق امجدی
مدفون گھوسی ضلع مئو

استاد گرامی ادیب شہیر قاضی شرع حضرت علامہ مولانا الحاج محمد شفیع احمد قریشی
مدفون مبارک پور اعظم گڑھ

استاد گرامی بحر العلوم حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی عبد المنان قادری
مدفون مبارک پور اعظم گڑھ

استاد گرامی شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج عبد اللہ عزیزی مدفون جمتا شاہی بستی

استاد گرامی صدر العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نعمان قادری
مدفون دیوگاؤں اعظم گڑھ

استاد گرامی حضرت علامہ مولانا الحاج محمد کوثر نعیمی مدفون جامعہ اظہار العلوم جہانگیر گنج

استاد گرامی صدر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الجلیل رضوی
مدفون سیون بازید پور ضلع فیض آباد

محب گرامی معمار ملت حضرت حافظ و قاری الحاج ابو الحسن قادری بانی دار العلوم وارثیہ
مدفون صحن وارثیہ گومتی نگر لکھنؤ

محب گرامی فخر القراء حضرت قاری حافظ الحاج صغیر احمد قادری بانی جامعہ برکاتیہ سید العلوم
کاس گنج نگر مدفون صحن جامعہ برکاتیہ

استاد گرامی حضرت حافظ نثار احمد محلہ دلاٹولہ جلال پور، علیھم الرحمۃ والرضوان کے نام

نذرانۂ محبت

استاد گرامی محدث کبیر سلطان العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج ضیاء المصطفیٰ قادری بانی

جامعہ رضویہ امجدیہ گھوسی

استاد گرامی انیس الاصفیاء حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی عبدالرحمن رشیدی

سجادہ نشین درگاہ رشیدیہ جونپور

استاد گرامی محدث جلیل حضرت علامہ مولانا عبدالشکور قادری گیاوی

شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ

استاد گرامی معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا مفتی شبیر حسن قادری

شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ روناہی

استاد گرامی صدر المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا قمرالدین قمر اشرفی گھوسوی

شیخ الحدیث دارالعلوم غوثیہ حضوریہ سریا شریف

استاد گرامی حضرت علامہ مولانا وصی احمد وسیم صدیقی

وائس پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ روناہی

استاد گرامی حضرت ماسٹر محمد کلام محلہ دلال ٹولہ جلال پور

استاد گرامی حضرت ماسٹر منیر احمد پرنسپل مرزا غالب ہائی اسکول جلال پور

استاد گرامی حضرت ماسٹر عبدالقادر اشرفی محلہ سرائے چوک جلال پور

مدظلہم عالی کے نام

عرض مؤلف

رابعۂ زمن حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا کا اور ان کے آباء واجداد اور آل و اولاد کا شمار ان اولیائے کرام کے زمرے میں کیا جاتا ہے جنھوں نے دین کی خدمت کی خاطر زندگی کی آسائش فرائض دین اور حقوق العباد ادا کرنے میں ایسی مثالی زندگی گذاری جو ہر انسان کے لئے قابل تعظیم وتقلید ہے۔

انھوں نے اپنے اپنے دور میں ایسے ایسے خطے میں دین اسلام کی وہ خدمات انجام دیں جو اپنی مثال آپ ہے ان حضرات نے جس عجز وانکساری کا اپنی زندگیوں میں اظہار کیا وہ ایک انسان کی زندگی کا عظیم الشان نمونہ ہے۔ ان حضرات نے اپنی زندگیوں کو دین کی سرفرازی اور عوام الناس کو راہ رشد وہدایت پر چلنے میں صرف کر دی۔

حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا کے خاندان کے تذکرے پر مبنی یہ کتاب ان کے خاندان کے واقعات، حالات، کرامات اور کمالات کا خزانہ ہے اور اس سلسلے کی اولین کوشش بھی ہے۔

جس کی تیاری میں بطور خاص حضرت سید محمد رضوان اللہ واحدی چشتی حسنی جیلانی ساکن بڈھا سکندر پور بلیا کا ممنون وتشکر ہوں جنھوں نے مواد فراہم کرنے میں ہماری خوب دل کھول کر مدد فرمائی۔

کتاب مکمل ہو جانے کے بعد بھی کچھ چیزں کا اضافہ کیا گیا جو تاریخ سے واضح ہے جیسے جیسے مزید معلومات حاصل ہوتی رہی اضافہ بھی ہوتا رہا۔ باقی اضافے انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں کئے جائیں گے۔

اپنے لڑکوں حافظ وقاری محمد حفیظ الرحمن، حافظ وقاری مولانا محمد عتیق الرحمن، حافظ محمد حبیب الرحمن اور حافظ محمد عزیز الرحمن جنھوں نے جدید ٹکنالوجی کے ذریعے مواد کو حاصل کر کے دوڑ دوڑ کر اس کی فوٹو کاپی کرائی۔ اپنی لڑکیوں حافظہ قاریہ فاضلہ مفتیہ تسنیم فاطمہ، حافظہ قاریہ توصیف فاطمہ اور ان کی والدہ جنھوں نے ہمارا پیر ٹوٹ جانے کے وجہ سے ایک قدم پر کھڑے رہ کر ہمارا تعاون مدد کرتی رہی اور ہماری ڈانٹ ڈپٹ برداشت کرتی رہی۔

اپنے ان احباب کا جو اس کام میں ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے یعنی حضرت ڈاکٹر محمد معراج بقائی حسنو گڑھ، حضرت بابا عبدالقیوم خاں کھڑی علی بیگ، بابا زاہد خان وارثی لال باغ، بابا سعید احمد خان نوگزی مزار اجودھیا، حکیم نور الحق خان مرزاپور فیض آباد، ماسٹر محمد سعید الرحمن عرف چنے خان، جناب محمد زاہد خان نظامی نورب گنج والے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو دین و دنیا کی اور آخرت کی سرفرازی عطا کرے۔

فقط والسلام

انوار احمد نعیمی جلال پوری

پرنسپل دار العلوم بہار شاہ فیض آباد

تقریظ جلیل

شہزادۂ امام اولیاء نبیرۂ شبیہ غوث اعظم حضرت علامہ مولانا سید شاہ پیر ابوالفیض حامد حسن جیلانی قادری نقشبندی سجادہ نشین درگاہ حضوریہ حسنیہ سریا شریف اعظم گڑھ۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ رفیق گرامی حضرت علامہ مولانا انوار احمد نعیمی جلال پوری پرنسپل دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد کی کتاب خاندان بڑی بوا کے انوار و برکات کی اشاعت ہونے جارہی ہے مولانا نے اس کو کس طرح تحریر کیا ہے وہ ایک مصنف و مؤلف ہی جان سکتا ہے۔

احمد آباد، حیدر آباد، دہلی، سکندر پور بلیا درگاہ حضور اپنی شریعت مظفر پور اور دیگر جگہوں سے رابطہ کر کے مواد کو فراہم کیا اور اس کو نہایت ہی جانفشانی کے بعد ترتیب دیا یہ ان پر بزرگان دین کا خاص فیض ہے۔ بلند بانگ دعویٰ کرنے والے اس زمانے میں کم نہیں ہیں لیکن کچھ کر گذرنے کا جذبہ کم ہی لوگوں میں پایا گیا ہے۔ اس وقت حضرت مولانا نے بزرگوں کے حالات اور ان کے سیرت و سوانح پر خاص توجہ مبذول فرمادی ہے بہت ہی جلد بزرگان سلسلہ حضوریہ قادریہ پر ایک ضخیم کتاب آپ کی آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

حضور والد ماجد سرکار امام الاولیاء بندہ نواز بار بار فرمایا کرتے تھے کہ مولانا میں اللہ تعالیٰ نے دو کمال و جوہر عطا کیا ہے کہ صدیوں کا کام برسوں میں نپٹا سکتے ہیں۔ میں نے بھی بار بار اس کا تجربہ کیا ہے مجھ کو جب بھی کوئی بڑا کام انجام دینے کا ارادہ ہوتا ہے تو ان کو شامل کرنا میری از حد درجہ مجبوری بن جاتی ہے لکھنے پڑھنے کا کام ان کے لئے بالکل آسان ہے جو کام لوگ دشوار سمجھتے ہیں وہ کام ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔

پیر لاثانی حضرت علامہ علوی صاحب علوی سجادہ نشین براؤں شریف کو بارہا فرماتے سنا کہ براؤں شریف جیسے دیہات میں شعیب الاولیاء سمنارو کانفرنس کا ارادہ کیا تو قدم قدم پر دشواری نظر آئیں اس سے پہلے دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ میں مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی سمینار و کانفرنس مولانا کی سربراہی میں منعقد ہو چکی تھی اس کو دیکھ کر جذبہ موجزن ہوا کہ براؤں شریف میں بھی ہونا چاہئے۔ حضرت مولانا انوار احمد نعیمی جلال پوری کے مشورے سے پورا خاکہ تیار کیا گیا اور کامیابی کے ساتھ کام انجام پا گیا۔

دارالعلوم غوثیہ حضوریہ پہلے خانقاہ شریف کی قدیم عمارت میں قائم کیا گیا تھا باضابطہ درسگاہ کی شکل میں جدید تعمیر کا ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کیا گیا جس میں ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ کو تقریباً چار سو کو مدعو کیا گیا تھا تقریباً دو درجن نامور شعراء بھی مدعو تھے دو روز میں چار نشستیں ہوئیں دیہات میں مکمل سہولت فراہم ہونے میں مولانا کا فارمولہ مکمل کامیاب رہا آج تک لوگ اس اجلاس کو فراموش نہیں کر پا رہے ہیں۔

جورہاٹ آسام میں جامعہ محی الاسلام کے قیام کا معاملہ آیا تو مولانا نے دو دو ماہ کر کے تین مرتبہ موقع دیا اور پورا پروگرام مرتب کیا گیا پوری رات کا اجلاس صوبہ آسام میں ایک عجیب بات تھی اس وقت انعا کی دہشت گردانہ تحریک بھی شباب پر تھی ملک کے نامور خطباء اور شعراء کو مدعو کیا گیا اجلاس بھی ہوا ادارے کا قیام بھی ہوا اور ضرورت سے زائد تعمیر بھی ہو چکی ہے۔

کلکتہ میں دارالعلوم اسلامیہ خضرپور سلسلہ انحطاط اور افراتفری کا شکار رہا ہے ارکان ادارے بار بار چاہتے رہے کہ کسی طرح یہ افراتفری ختم ہو اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ

باضابطہ ہونے لگے۔ انھوں نے فقیر کو سرپرست مقرر کیا اور میں نے حضرت مولانا سے رابطہ کرکے دارالعلوم کے معاملات میں دخیل کیا دو مرتبہ پندرہ پندرہ دن اور ایک مرتبہ ایک ماہ کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں کا معاملہ ایسا کر دیا کہ باضابطہ عالمیت کی دستار بندی ہونے لگی اور دارالعلوم بالکل معمول پر آ گیا اسی دوران دارالعلوم کا گولڈن بھی منایا گیا حضرت مولانا نے ہی اس کی میگزین پورے انہماک سے تیار فرمائی جو چھپ کو منظر عام پر آئی۔

خانقاہ حسنیہ گوہاٹی خانقاہ حسنیہ حضوریہ شیلانگ کے قیام میں بھی اسفار کرکے استحکام عطا کیا دارالعلوم غوثیہ حضوریہ کو مستحکم کرنے کے لئے گیارہ سال تک شعبان کے پہلے عشرے سے شوال کے پہلے عشرے تک فی سبیل اللہ میرے ہمراہ چندہ کرتے رہے ہیں۔

ان کی ان قربانیوں کی وجہ سے ہمارے پورے گھر کا فرد نہایت ہی عزت و احترام سے پیش آتا ہے حضور والد ماجد کے ہمیشہ معتمد خاص رہے ہیں۔

کام کے لوگوں کے درمیان کچھ ایسے معاملات ضرور حائل رہتے ہیں جو ان کے گلے کی پھانس بن جاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ پھانس بھی نکل جائے گی ایک مرتبہ مولانا نے حضور والد ماجد امام الاولیاء بندہ نواز سے فرمایا کہ میرے ایسے ایسے معاملات ہیں فرمایا تمہاری پوری زندگی ہنستے کھلتے گذر جائے میں آج اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں مولا تعالیٰ حضرت مولانا کو دارین کی سرفرازیاں عطا فرمائے آمین بجاہ جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقیر ابوالفیض سید حامد حسن حسنی جیلانی۔

بزرگان دین کا دربار اوران کا حال

ہندوستان یوں تو ہمیشہ صوفیوں اور درویشوں کا ملک رہا ہے روحانیت للٰہیت اور عشق و وفا یہاں کے خمیر وضمیر پایا جاتا ہے ان حضرات با صفا نے یہاں رہنے والوں اور بسنے والوں کو خوب اور ہمیشہ اپنے فیوض و برکات سے نوازا ہے۔ اور ان سے ایسی ایسی کرامات اور خوارق عادات کا صدور ہوا ہے جنھیں دیکھ کر اہل دنیا دنگ رہ گئی اور آج بھی حیرت زدہ ہیں۔

حضرت سیّدہ بی بی قطانہ عرف سیّدہ بڑی بوا کے آل و اولاد میں بھی بہت سے صاحب کرامات وکمالات بزرگ ہوئے ہیں۔

دین اسلام کی جو خدمت ہندوستان میں خاندان سیدہ بڑی بوا کے افراد نے انجام دیں ہیں وہ کبھی بھی فراموش نہیں کی جاسکتی ہے۔ ان حضرات کی خدمات کا اندازہ ایسا تھا کہ وہ عوام وخواص کے دلوں میں گھر کرتی گئی جس سے لاکھوں افراد کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا ہوئی جس سے لوگوں کے دلوں میں اولیائے کرام کے لئے جذبۂ شکر بھی پیدا ہوا۔

برصغیر پر نظر ڈالیں تو ایسے متعدد اسلامی اور روحانی مراکز نظروں کے سامنے آتے ہیں جہاں روزانہ لاکھوں کروڑوں حضرات عقیدت ومحبت سے حاضری دیتے ہیں اور ان بزرگان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

جس وقت حضرت بڑی بوا صاحبہ نے کوتوال کے سامنے اپنی دونوں چشمان مبارک پتے پر رکھ کر خادمہ کے ذریعہ بھیجی اس قہر وغضب دھما کہ پورے عالم میں ایسا ہوا

کہ جس کی دہشت زدہ آواز کو پورے عالم نے کان کھول کر سنا ہر ایک اپنی خیر منانے کے لئے دربار بڑی بوا میں دست بستہ حاضر ہو کر التجائیں کرتا رہا ہے تب جا کر کے سب کو عافیت نصیب ہو سکی ہے۔

خاندان حضور سیدنا غوث پاک کا قہر ولطف مشہور عام ہے جب قہر بن کر حضور سیدنا صابر پاک کا ظہور ہوا تو کلیر کی آبادی تہس نہس ہو گئی اور جب قہر بن کر حضرت بی بی قطانہ کی شکل میں ظہور ہوا اجودھیا کے لوگوں کے دلوں کی زمین میں ہلچل مچ گئی کلیر شریف اور اجودھیا کا یہ واقعہ آج بھی دلوں کو تہ و بالا کر رہا ہے۔ آج بھی یہ دونوں واقعات کی تفصیلات دلوں کو ہلانے کے لئے کافی ہے۔

جب اس خاندان کے لطف کا ظہور ہوتا ہے تو ویرانے گلزار، سوکھے درخت ہرے اور بیمار صحت یاب ہو جاتے ہیں لیکن جب ان کے قہر کا ظہور ہوتا ہے آبادی ویرانوں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ظالموں کو جاہ پناہ نصیب نہیں ہوتی ہے۔

ان دونوں واقعات نے صنم خانوں اور کفر کی سرحدوں میں تہلکہ مچا دیا ان کے چراغ سر شام ہی بجھ گئے۔ واقعہ کلیر کے بعد کئی لاکھ لوگوں نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے واقعہ اجودھیا کے بعد بھی لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے ایمان کی دولت سے سرفرازی حاصل کی۔

آج کچھ لوگوں نے تو بزرگان دین کی آنکھ بند کر کے ان کی عظمتوں سے کھلواڑ کرنا شروع کر دیا ہے ان کے متعلق مجھ کو کچھ نہیں کہنا ہے صرف تاج الاولیاء حضور سیدنا سید شاہ بابا تاج الدین کا ارشاد کافی ہے

دام و در کی ایسی میں رام کرت گن گائے
پر بھو کی سوگند ہے دُشت اسے مل جائے

یعنی ظاہر پرست خدا کی تسبیح اور عبادت کا دکھاوا کرتا ہے اللہ کی قسم اس کو اللہ تو نہیں مل سکتا البتہ شیطان تو مل جاتا ہے

تن کا پاپی من کا برہ　　اجیارے سب کیسی
مند کا دیپک نہیں　　فرشیوں کا سا بھیس

یعنی جسم گناہوں سے آلودہ ہے دل سیاہ ہو چکا ہے مگر ان چیزوں کو سفید بالوں نے چھپا رکھا ہے محض اللہ والوں کا حلیہ بنا لینے سے یا ان جیسا لباس پہن لینے سے دل کے اندر روشنی نہیں ہو سکتی۔

حضرت مولانا انوار احمد نعیمی جلال پوری نے حضرت بی بی قطانہ بڑی بوا کے خاندان کے حالات تحریر فرما کر اپنی عقیدت و محبت اور ان سے وابستگی کا اظہار فرمایا ہے ہم سے ہزاروں علماء و مشائخ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے لیکن بزرگان دین سے جو لگاؤ اور وارفتگی کا جذبہ حضرت مولانا کے اندر پایا اب تک میری زندگی میں کوئی دوسرا نہیں ملا ہے گاہے بگاہے جب ان کی عرس حضوری میں آمد ہوتی ہے تو پورے طالبین و مریدین میں ہی نہیں سرکار سرا حوضی کے جملہ افراد خانہ میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے یہی حال خانقاہ شریف سریا میں بھی ان کی آمد پر ہوتا ہے۔

بارہ سو صفحات پر مشتمل انوار حضوری چھ سو صفحات پر مشتمل انوار امام الاولیاء تحریر فرمائی ہے بہت جلد یہ کتابیں بھی آپ حضرت کے آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور عطا کریں گی

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کو دارین کی سرفرازیاں عطا فرمائے آمین آمین ۔

فقط

سید شاہ راشد حسین حضوری نقشبندی

سجادہ نشین سراحوض شریف

سنڈیلہ ضلع ہردوئی

اظہار حقیقت

ایک مرتبہ جونپور کے چند احباب حضور مخدوم فتح اللہ چشتی اودھی کے عرس پاک میں شرکت کے لئے تشریف لا رہے تھے میں بھی ان کے ہمراہ ہو گیا پھر انوار العلماء ابوالحفاظ حضرت مولانا انوار احمد نعیمی جلال پوری سے رابطہ کر کے ذرائع سے حضرت سے فون پر پہلے رابطہ ہوا دھیرے دھیرے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا توقع سے زیادہ ان کے اندر سوز وگداز، خلاص وسروت اور بزرگان دین سے حد درجہ وابستگی پائی پاس انفاس، مطائف ستہ اور سلطان الاذکار کا پابند پایا۔ درجنوں خانقاہوں سے روابط ان کے مضبوط پائے۔ دین سے وابستگی کا یہ عالم کی آپ کے جملہ بچے اور بچیاں حافظ قرآن ہیں بڑی صاحبزادی جامعہ عائشہ صدیقہ پانچوں پیر سلطان پور میں شیخ الحدیث، مفتی اور صدر معلمات کے عہدے پر فائز ہے۔ باقی بچے بچیاں حفظ کے عالمیت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا نہایت ہی صابر، تابع، اور شوکل ہیں حرص ولالچ دور دور تک ان کے اندر نہیں پائی جاتی ہے۔ فیض آباد اور اجودھیا کے درجنوں اعراس اور دینی محافل کے آپ بانی اور سر پرست ہیں۔ دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ، دارالعلوم غوثیہ حضوریہ سریا شریف، دارالعلوم مخدوم اشرف کچھوچھہ شریف، مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ، جامعہ محی الاسلام، آسام، مدرسہ ابراہیمیہ گلشن اولیاء اجودھیا، مدرسہ غوثیہ معرفت القرآن جلال پور، دارالعلوم اسلامیہ خضر پور کلکتہ کے قیام وترقی کے لئے کلیدی کردار ادا کیا۔

خانقاہ حسینہ میلا مائی گوہاٹی، خانقاہ حسینہ حضوریہ بارہ پتھر شیلانگ کے قیام کے لئے تیزپور، جورہاٹ، موران ہاٹ، شیپ ساگر، ڈبروگڈھ، تنسکیا، دمدمہ وغیرہ کا دورہ

فرما کر ترقی دی۔

حضور مجاہد دوراں مولانا مظفر حسین کچھوچھوی کو بابری مسجد ایکشن کمیٹی کا قومی چیئر مین اور مولانا کو ریاستی چیئر مین بنایا گیا۔ والڈ اسلامک مشن کی جب ریاستی شاخ بنائی گئی تو آپ اس کے صدر بنائے گئے اور جب ملکی سطح کی میٹنگ لکھنؤ میں ہوئی جس میں رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لائے اور ان کی موجودگی میں جب انتخاب ہوا تو آپ کو کارگذار صدر اور قاری عبد النبی کشمیری کو اعزازی صدر بنایا گیا۔ قاری عبد النبی کے انتقال کے بعد آپ کو صدارت کی ملکی ذمہ داری دے دی گئی ہے۔

سیاسی اعتبار سے جب بزرگوں نے چاہا کہ کوئی پلیٹ فارم تیار کیا جائے تو حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی، قاری محمد میاں مظہری، حضرت علامہ سید شاہ اختر میاں پھپھوند شریف، حضرت صوفی فاروق باپو چشتی احمد آباد، مولانا عبد الستار ہمدانی، حضرت علامہ غلام عبد القادر علوی براؤں شریف کے مشورہ سے قدیم سنیوں کی تنظیم مسلم متحدہ محاذ کا دوبارہ قیام عمل میں آیا۔ جس میں آپ کو کنو ینز اور جناب سی، ایم ابراہیم سابق مرکزی وزیر مواصلات کو سرپرست مقرر کیا گیا۔ جامعہ وارثیہ ستاریہ اور دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ سے دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد میں آنے کی وجہ سے یہ جملہ روابط کمزور ہو گئے جس کی وجہ سے ان جملہ تحریکات سے آپ کی وابستگی نہ کے برابر رہ گئی ہے۔

اب آپ اپنی پوری توجہ بزرگان دین کی سیرت و سوانح اور ان کے کارنامے کو عام کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ آپ کی فیاضی کا یہ عالم ہے کہ کئی کتابیں آپ نے دوسروں کو عطا فرما دیں ہیں اور انھوں

نے اپنے نام سے شائع فرمائی ہیں۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا انھوں نے ارشاد فرمایا کہ لکھنے کا ثواب مجھے ملے گا اور چھپانے کا ثواب ان کو ملے گا۔ ان کے پاس وسائل ہیں میرے پاس وسائل نہیں ہیں کم سے کم یہ کام مکمل تو ہوا۔

جلیل آساں نہیں آباد کرنا گھر محبت کا
یہ ان کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہیں

خاندان بڑی بوا کی ایک شاخ شیخ پور سکندر پور ضلع بلیا میں ہے جہاں حضرت شیخ کمال الدین علامہ ابن بڑی بوا کے پوتے کا مزار شریف ہے جو شیخ پور سکندر پور کے سادات کے مورث اعلیٰ ہیں۔ جب حضرت مولانا کا ذکر اور ان کی مشغولیات کا تذکرہ کیا تو ہر ایک کے دل سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں۔ ۱۱/ ذی الحجہ کو سالانہ عرس میں مختلف محفلوں میں آپ کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو دن دونا رات چوگونا ترقی عطا فرمائے تا زیست صحت وسلامت رکھے۔ آمین۔

سید رضوان اللہ واحدی جیلانی چشتی
محلہ بڈھا، پوسٹ: سکندر پور، ضلع بلیا
rizwanwahidi93@gmail.com

عرض حال

خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ جس نے ہم لوگوں کو بزرگان دین کے دربار کی جاروب کشی عطا فرمائی اور ان کے مزارات سے فیوض و برکات حاصل کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

حضرت مولانا انوار احمد نعیمی جلال پوری صاحب قبلہ سے مجھ کو روحانی بالیدگی نصیب ہوئی ہر وقت بزرگان دین کا تذکرہ اور ان کے دربار سے وابستہ رہنے کے لئے آمادہ کرنا اور زیادہ سے زیادہ ان کے لئے معمولات کا اضافہ کرنا شجرہ خوانی کی تاکید کرنا اعراس مقدسہ میں زیادہ سے زیادہ شرکت کر کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے آمادہ کرنا آپ کا خاصہ ہے۔

عرس خواجہ غریب، عرس مجاہد ملت، عرس سمنانی، عرس وارثی، عرس غازی، عرس حافظ ملت اور دیگر اعراس میں میری شرکت مولانا صاحب قبلہ کی دین ہے۔

حضرت مولانا صاحب قبلہ کے حکم پر میرے مکان کے بالکل سامنے ایک شہید کا مزار ہے اس کی جدید تعمیر کروائی اور لنگر کا سالانہ انتظام کیا جس کی وجہ سے مجھے اور میرے گھر والوں کو کافی فیضان ملا اور راحت نصیب ہوئی ہے۔

حضرت بڑی بوا کا سالانہ عرس و نذر و فاتحہ کی ابتدا کی آپ نے کی جس کا نصف حرفہ تقریباً آپ کے سپرد رہتا ہے۔ بابا عبدالقیوم خان کھڑکی علی بیگ، جناب نسیم سلمانی کھڑکی علی بیگ، حکیم نور الحق خان سرزاپوروی، بابا زاہد خان وارثی لال باغ، ڈاکٹر معراج احمد بقائی حسنو گڑھ، حافظ معراج احمد صابری اجودھیا وغیرہ آپ کے شریک کار رہتے ہیں

اب تو حضرت کی کوشش سے حضرت بڑی بوا کے خاندان کے لوگ بلیا اور لکھنؤ سے بھی برکات بڑھانے کے لئے تشریف لاتے ہیں ؎

کیسی بے کیف بنا رکھی تھی فرزانوں نے
پھونک دی روح نئی دیوانوں نے

میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن لوگوں نے حضرت مولانا صاحب قبلہ کا ساتھ دے کر بزرگان دین کے آستانوں پر باغ و بہار لانے کی کوشش کی ہے ؎

سینچا ہے اسے خون سے ہم تشنہ لبوں نے
تب جا کے اس انداز کا میخانہ بنا ہے

اعتراف حقیقت

بابری مسجد کی شہادت کے بعد عرس حضور سیدنا ابراہیم شاہ مجذوب کا صرف ایک روز کا دن ہی دن منتظمہ نے اجازت دی تھی بیرونی مقرر کا آنا اور مجمع کا ہونا محال تھا حضرت مولانا انوار احمد نعیمی جلال پوری پورے اسٹاپ اور طلبہ کے ساتھ تشریف لائے اور ساتھ ہی ساتھ حضرت قاری عبدالجلیل صاحب حبیبی مع طلبہ کے تشریف لا کر کے عرس کی رونق میں اضافہ کیا جتنا مجمع تھا اس کی چار گنا فورس تعینات تھی حضرت مولانا صاحب قبلہ نے جب مندرجہ ذیل اشعار سے گفتگو کی ؎

وفا کرو گے وفا کریں گے ستم کرو گے ستم کریں گے
آج سے فیصلہ ہے یہ اپنا جو تم کرو گے وہی ہم کریں گے

اور ارشاد فرمایا کہ

اٹھ گئے راہ شہادت یہ اپنے قدم
یہ زمین خون کی تحریریں ڈھل جائے گی
ہم کو تلوار اٹھانے پر نہ مجبور کرو
ورنہ اس دور کی تاریخ بدل جائے گی

آپ نے لوگوں کو عزت بھی دلائی، حوصلے بلند کئے، آنسو بھی پوچھے، عزم وارادے بھی مضبوط کئے۔ ہم لوگوں کے کان کھڑے ہو گئے کہ اب دوبارہ بغیر فساد ہوئے نہیں رہ پائے گا سنگینیں تن گئی، فوج الٹر ہو گئی، نوجوان سپاہیوں نے ایکشن لے لیا لیکن مولانا نے ایسا اپنے موضوع کو نبھایا کہ یکا یک ماحول تبدیل ہو گیا کہ پورے فورس والے بڑے ہی

عزت واحترام کے ساتھ صلوٰۃ وسلام اور قل و دعا میں شریک ہوئے۔

جب سے مولانا صاحب قبلہ سے ہمارے تعلقات نہایت ہی مضبوط ہو گئے یہاں تک وہ اپنے معاملات میں ہم سے مشورہ لینے لگے اور ہم اپنے معاملات میں ان سے مشورہ لینے لگے۔ ان کے ہمارے تعلقات گھریوں جیسے ہو گئے۔

اجودھیا کے جملہ دینی پروگرام میں اہل اجودھیا آپ کی شرکت لازمی سمجھتے ہیں اجودھیا کی تاریخ اور بزرگان دین اجودھیا کے آپ کو خواص وعوام نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری دے رکھی ہے۔ فقط والسلام

بابا جنید احمد رضوی

خادم درگاہ ابراہیم شاہ اجودھیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس خدائے بزرگ و برتر وواہب العطیات کا شکر ہے جس کی عطائیں غیر محدود اور جس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا دائرۂ امکان سے خارج ہے۔ لہذا ان نعمت وجود کا شکر ادا کر کے دوسری نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیئے ے

آدمی بے ہنر بے زباں حمد خدا را چہ تواند بیاں

جس طرح سے خالق موجودات کا شکر ادا کرنا انسان کی طاقت و امکان سے باہر ہے اسی طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و ثنا، تشریح و زیادتی سے بالاتر جو کچھ حد حدیث کے سوا متعین ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات خداوندی کے لئے فرمائے ہیں اے اللہ ہم نے تیرا حق عبادت ادا نہیں کیا اور تمام انسان آپ کے حق میں کہتے ہیں ہم نے آپ کو نہیں پہچانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربار خدا بندی میں عرض کرتے ہیں کہ ہم تیری تعریف نہیں کر سکتے تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ پر درود نہیں بھیج سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

اس طرح سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کامل کے کمالات، صحابہ کرام کی تمام صفات اور ائمہ عظام کے احسانات کا حساب و شمار طاقت بشری امکان میں نہیں ہے۔ در حقیقت یہ تمام حضرات دریائے نبوت کی نہریں اور آسمان رسالت کے چاند ہیں۔ جس فیض کو فروغ ملا یا جو نور دین میں ظاہر ہوا وہ ان بزرگوں کے طفیل ہوا ان میں ہر نہر کا پانی جدا

اور ہر چاند کی روشنی الگ ہے ان میں سے ہر بزرگ کتاب فضیلت کا ایک مستقل باب اور مستقل فصل ہے۔

کوئی صدق وراستی میں مشہور ہے کوئی عدل وانصاف میں معروف، کوئی لباس حیا سے مزین اور کوئی علوم بے پایاں کا ماہر غرضیکہ خاتم نبوت کے خلفاء کا اختتام خاتم ولایت کی مہر سے ہوا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن پر شجر ولایت کی انتہا ہوگئی اس شجر سے درخت طوبیٰ کی طرح بہت سی شاخیں نکل کر تمام عالم کو اپنے نور سے چمکا رہی ہے اور تمام دنیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نور جمال ولایت سے روشن ہو رہی ہے حصوصاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولاد امجاد، اور عالی نژاد نواسوں نے ان کمالات سے وارثت حقیقی اور نسبت ذاتی کے سبب پوری طرح فیض حاصل کیا اور اپنی ذاتی عصمت کی وجہ سے باطنی حکومت کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت کو دوسروں کے سپرد کر دیا۔

نور ولایت خاندان نبوت سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور نہ آسمان ولایت ان قطبوں کے بغیر اور چیز پر قائم رہ سکتا ہے ۔

ظاہر از اہل بیت نور نبی ہم چو در ماہ نور خورشید است
از ازل تا ابد بود ظاہر زانکہ ایں نور نور جاوید است

خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب، بنی آدم کا غوث اور جن وانس کا مرجع بنا دیا حتیٰ کی شیخ محی الدین سبحانی مجدد دین ہو گئے اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن شیخ میں اور ہی قسم کا جمال وکمال ہے اور

حضرت شیخ کا جمال دراصل حضور اکرم ﷺ کا جمال اور ان کا کمال درحقیقت رسالت پناہ کا کمال ہے۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا تذکرہ باعث رحمت قربت ہے اس لئے کہ عاشق کو اپنے محبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے اور محبوب بھی عاشق کا ذکر پسند کرتا ہے غرضیکہ ان بزرگوں کا تذکرہ ایک ایسی عبادت ہے جسے ہر آدمی محنت و مشقت کے بغیر ہر حال میں ادا کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اس طرح سے نصیب ہوسکتا ہے۔ (ماخوذ از اخیار الاخیار)

زیر نظر کتاب میں رابعۂ زمن حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ کے خاندان کے حالات و واقعات اور کہانیاں درج ہیں ویسے بھی ماضی و حال کے واقعات اور قصے کہانیاں سننا لوگوں کی عادتیں داخل ہو گیا ہے تو بزرگوں کے حالات سننا جو باعث سعادت دارین بھی ہے زیادہ اچھا ہے تاکہ طبیعت کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے اور عبادت بھی ہو جائے۔

امید ہے کہ یہ پاکیزہ ارواح ہمارے اس طرح یاد کرنے سے خوش ہوں اور اس کے عوض میں وہ ہمیں بھی عالم آخرت میں یاد کرلیں اور مدد کے لئے اپنے دروازہ کو طالب و عاشق کے لئے کھول دیں اس آس و حرص کے تحت یہ کتاب تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

باب اوّل

تذکرہ

حضرت بڑی بوا صاحبہ سے
حضرت خواجہ شیخ سید یحییٰ مدنی تک

تذکرہ اولاد خواجہ شیخ سراج الدین چشتی بن کمال الدین علامہ چشتی

بن حضرت بڑی بوا صاحبہ

حضرت بڑی بوا کے اجداد و اولاد

ساتویں صدی ہجری میں آپ کے اجداد کرام بنو سر سلسلہ عالیہ قادریہ حضرت پیران پیر غوث اعظم دستگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی شہباز لامکانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فرزند دلبند حضور سیدنا شیخ عبدالوہاب سیف الدین جیلانی کی اولاد تھے۔ اشاعت دین وتبلیغ رشد و ہدایت کی غرض سے عروس البلاد بغداد شریف سے شہر ہرات، نیشاپور، یمن اور خراسان، یزد سے ہوتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے اور یہاں کے مختلف شہروں جیسے ملتان، لاہور، دہلی ہوتے ہوئے اودھ یعنی اجودھیا میں قیام کیا۔ آپ کی اولاد بلیا، پاٹن پور، گجرات اور دکن میں اقامت گزیں ہو کر تبلیغ و اشاعت دین اور خلق اللہ کی رشد و ہدایت، صلاح و فلاح میں مشغول ہوئے۔

آپ کے جدّ محترم کا ہندوستان وارد ہونا

حضرت رابعۂ زمن بی بی سیدہ قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ ہمشیرہ حضور سید شاہ پیر خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی صحیح النسب سید اولاد رسول ہیں آپ کے دادا ابونصر شیخ سید عبداللطیف رشید الدین الجیلانی خراسانی رحمت اللہ علیہ سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے اور لاہور قیام کیا جہاں آپ کے والد سید یحیٰ یوسف جیلانی لاہوری پیدا ہوئے۔

لاہور سے یہ بزرگ و محترم خاندان براہ راست اودھ یعنی اجودھیا پہنچ گیا اسلامی عہد تھا اور سادات کرام کو سب آنکھوں میں جگہ دیتے تھے پھر علم و فضل میں بھی یگانہ تھے۔

اس لئے بڑی عزت وعظمت اور ہر دل عزیزی حاصل ہوگئی۔

آپ کے دادا ابونصر شیخ سید عبداللطیف رشدالدین کا مزار گورسان بڑی بوا میں واقعہ ہے۔

حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ کا نسب نامہ

حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ ہمشیرہ معظّمہ حضور سیدنا سید شاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی۔

بنت المعید حضرت سید شاہ شیخ یحییٰ یوسف الجیلانی الحسنی قادری ابن ابونصر شیخ سید عبداللطیف رشید الدین الجیلانی یزدی الحسنی قادری ابن ابوعلی شیخ سید عبداللہ (امین الدین) الجیلانی الحسنی یزدی قادری ابن ابومحمد شیخ سید عبدالرحیم (حسن محمد) الجیلانی الحسنی قادری ابن ابوالمنصور شیخ سید عبدالسلام الجیلانی الحسنی قادری ابن حضرت سید شاہ سیف الدین عبدالوہاب الجیلانی الحسنی قادری ابن ابومحمد سلطان سیدنا شیخ سید میراں محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری غوث الاعظم الجیلانی رضی اللہ عنہم۔

بی بی قطانہ عرف بڑی بوا کا آبائی سلسلہ

رابعۂ زمن حضرت سیدتنا بڑی بوا صاحبہ اور آپ کے والد، دادا اور پردادا وغیرھم کا آبائی سلسلۂ طریقت قادری ہے جو نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا ہوا آپ تک آیا اجودھیا میں آپ

کے والد ماجد حضور سیدنا یحییٰ یوسف الجیلانی الحسن پشمینہ کی تجارت کے ساتھ ساتھ رشد و ہدایت کا بھی کام فرماتے تھے جس میں ان کو بڑا فروغ حاصل ہوا ان کے پاس بہت سے غلام بھی تھے۔

حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ کے جدّ اعلیٰ یعنی حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر کو اللہ تعالیٰ نے شان عظیم، کمالات بزرگ، کرامات وافر اور نفس قاطع عطا فرمایا تھا۔ تمام خلقت بالاتفاق آپ کے کمالات کے قائل ہے۔ آپ مرتبۂ غوثی، قطبی اور فردانیت سے ترقی کر کے مقام محبوبیت تک گئے تھے اور اس حال میں آپ نے فرمایا قَدَمِی ھٰذِہ عَلیٰ رَقبَۃِ کُلِّ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اور تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردن نیچی کر لی تھی۔ یہ مقام کیسے حاصل ہوتا ہے۔ جائے کہ کسی است حرف بس است عقلمند کے لئے ایک حرف کافی ہے۔

حضور سیدنا یحییٰ محمود الجیلانی قدس سرہٗ

آپ کمسنی ہی میں اپنے والد سید عبداللطیف رشیدالدین قادری خراسانی کے ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے اور شہر لاہور کو اپنا مسکن بنایا پھر آپ اودھ یعنی اجودھیا تشریف لائے اور تاحیات یہیں رہے اور سنہ ۶۷۱ھ میں ۳۲ برس کی عمر میں رحلت فرمائی مزار مبارک فیض آباد اجودھیا کے درمیان بڑی بوا کے قبرستان میں واقع ہے۔ آپ کے صرف ایک فرزند حضرت سید شاہ ابوالفضل عبدالرحمن قادری الجیلانی الحسن تھے۔ (تذکرہ مشائخ بالاپور ص ۲۴)

حضور سیدنا یحییٰ یوسف الجیلانی قدس سرہٗ

آپ کی ولادت شہر لاہور میں ہوئی لایور سے منتقل کر کے اپنے والد ماجد کے ہمراہ اجودھیا تشریف لائے خاندانی وجاہت اور ذاتی فضل وکمال کی وجہ سے مقبول عام وخاص رہے۔ آپ کی ایک صاحبزادی حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا متولد ہوئیں جو اپنے زمانہ کی رابعہ بصریہ تھیں۔

اور ایک صاحبزادے اجودھیا میں متولد ہوئے جن کا نام خواجہ نصیر الدین محمود اودھی قرار پایا جو پورے آفاق میں چراغ دہلی کے نام سے مشہور ومعروف ہوئے ہیں۔

جس مقام پر آپ حضرات کی ولادت باسعادت ہوئی ہے اس جگہ پر آپ حضرت مخدوم فتح اللہ چشتی اودھی کا مزار شریف ہے یہ پورا علاقہ پہلے محلہ چراغ دہلی کے نام سے موسوم تھا اور اب اس علاقے کو محلہ عالم گنج کٹرہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

آپ اس علاقے میں اپنے والد اور اپنے بھائی کے ہمراہ پشمینہ کی تجارت کیا کرتے تھے جس میں آپ حضرات کو کافی عروض حاصل تھا۔ ساتھ ہی ساتھ خاندانی طور وطریقے پر سلسلہ قادریہ کی اشاعت وفروغ پر بھی کافی توجہ مبذول فرمایا کرتے تھے پورا علاقہ ان کے فضل وکمال، تقویٰ وطہارت اور خلوص وللہیت کا معترف تھا۔ ہر ایک آپ حضرات سے باادب وبااخلاص ملاقاتی ہوتا تھا۔ آپ حضرات کی شفقتیں، عنایتیں، نوازشیں اور بندہ پروری کا عام چرچا تھا۔

آپ راجاؤں میں مہاراجہ، رئیسوں میں امیر الامراء، علوم دینی اور درسگاہ کی زینت، بحث ومناظرہ کے شہسوار اور خانقاہوں کی آبرو تھے۔ عابد شب زندہ دار اپنوں میں

حد سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈے مگر بیگانوں اور ظالموں کے لئے بادل کی گرج بجلی کی تڑپ تھے۔ آپ گھر کے آسودہ حال تھے مگر قوم کے لئے آشفتہ حال تھے۔ آپ اپنے لئے نہیں قوم وملت کے لئے زندہ تھے۔ زبان کے دھنی ، وعدے کے سچے، جو انجمنوں اور محفلوں میں بولتے وہی دار ورسن پر بولتے تھے۔ آپ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول تھے۔ آپ زبان ہی کے نہیں بلکہ کردار وعمل کے پختہ کار تھے۔ آپ کی زندگی مقام تقویٰ وطہارت کی آئینہ دار تھی۔

عشق رسول پاک ، محبت غوث پاک آپ کا مشرب تھا آپ عشق کے ساگر میں نہاتے، تیرتے ، ڈوبتے ، ابھرتے تھے وہ سب کو اسی ساگر میں نہلانا چاہتے تھے آپ اتنے ہی رفیق القلب تھے کہ سرکار کا نام آتے ہی آنکھیں ساون بھادوں بن جاتیں ۔ خاکساری وصنواری ان کی بلائیں لیتی ۔

دل آتش عشق سے کباب ہو چکا تھا آپ کا دل ذاکر تھا خشیت الٰہی سے آنکھیں غمناک رہتیں۔ کشادہ چوڑی پیشانی پر سجدہ سے شعاع نور پھوٹ پھوٹ کر نکلتی تھی آنکھوں کی سرخی شب بیداری پر غمازی کرتی تھی لمبے لمبے ہاتھوں سے ناداروں کی جھولیاں بھرتے جودوسخا ان کی فطرت ، بیکسوں کی چارہ سازی آپ کی سرشت ، حاجت مندوں کی حاجت روائی ان کا خمیر وضمیر تھا آپ علوم ومعانی کے بحر ذخار ، عزم وارادے کی چٹان تھے ۔

خدا کے لئے یہ تو مشکل نہیں
محاسن کا مجموعہ ہو فرد واحد

شیخ ابوالفضل عبدالرحمن قادری جیلانی حسنی قدس سرہ

آپ حضرت خواجہ سید شاہ یحییٰ محمود جیلانی قادری حسن کے اکلوتے صاحبزادے تھے آپ کا عقد مبارک اپنی حقیقی خواہر عم زاد یعنی حضرت سیدنا شیخ یحییٰ یوسف قادری جیلانی حسن کی دختر بی بی قطانہ ہمشیرہ حقیقی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے ہوا جو بڑی بوا کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ خواجہ نصیر الدین سے پندرہ سال بڑی تھیں اور رابعہ عصر تھیں آپ کا نکاح اپنے عم زاد شیخ محمد عبدالرحمن سے ہوا جو شیخ یحییٰ محمود کے فرزند تھے۔ آپ کے بطن سے حضرت کمال الدین علامہ اور شیخ زین الدین علی تولد ہوئے اس طرح سے حضرت کمال الدین علامہ حضرت زین الدین علی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے بھانجے اور بھتیجے ہوتے ہیں (تذکرہ مشائخ بالا پور ص ۲۴)

السلام اے رہبرے گمگشتگان بیکس نواز
محسن اہل عقیدت مقتدائے خاص و عام
چونکہ تیری ذات تھی آئینۂ دور حیات
اس لئے اہل نظر کرتے ہیں تیرا احترام
جس مقدر والے پہ تیری ہوئی چشم کرم
بن گیا ہے کاروان زیست کا بھی وہ امام
صرف ہند و پاک ہی میں تذکرہ تیرا نہیں
تیری شہرت کا ہے چرچا ساری دنیا میں مدام

حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالرحمن قادری جیلانی حسنی کی نگاہ کرامت نے جادۂ

مستقیم سے بھٹکے ہوئے نہ جانے کتنے قدموں کو راہ حق کا رہرو ہی نہیں رہبر تیز گام بنا دیا ہے۔

آپ حضور سیدنا غوث الاعظم جیلانی کے خاندان کے باوقار عالم دین اور رشد وہدایت کے تاجور تھے۔ سادگی وانکساری آپ کا حسن ذاتی اور کم گوئی آپ کے جمال گفتار کی زینت خوبیٔ اخلاق اور پاکیزگیٔ عمل آپ کا اسوۂ حسنہ تھا۔ طہارت فکر اور اصابت رائے آ کی دانش وبینش تھی۔ آپ کی زندگی سلف صالحین کی زندگیوں کا آئینہ اور آپ کی بندگی واصلان حق کی معرفتوں کا گنجینہ تھی۔ تصنع اور بناوٹ سے پاک، نمائش اور ریا سے آزاد اور حق بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی یہی پہچان وعلامت ہے۔

زحسن اہتمام ما جمال یار مستغنیت
با آب ورنگ وخال وخط پۂ حاجت روئے زیبا را

آج کل عام طور پر یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جو خاندان علم دین وعلم معرفت دونوں سعادتوں کا سنگم رہا ہے فی الوقت اخفاد واولاد تک آتے آتے صرف سجادہ نشینی باقی رہ گئی ہے اور علم وفضل اور شریعت ومعرفت کا بوریۂ فقر رخصت ہو گیا ہے جس سے بجا طور پر لوگوں کو شکایت کا موقع ملتا ہے۔

نہ مومن ہے نہ مومن کی اسیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
قم باذن اللہ کہنے والے جو تھے رخصت ہو گئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گور کند

مگر آپ کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ آپ نے خاندانی وراثت اپنی اولاد میں منتقل کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا آپ کے وصال کو تقریباً سات سو سال گزر گیا ہے لیکن آج بھی آپ کی آل و اولاد کا رشد و ہدایت اور فضل و کمال کا چشمۂ شیریں پورے عالم کو سیراب کر رہا ہے۔ شیخ پور سکندر پور بلیا، جوراس امیٹھی، احمد آباد گجرات، پاٹن شریف، گلبرگہ، حیدر آباد، بالا پور، شولا پور کے علاوہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں آپ کی اولاد آباد ہو کر اعدائے دین و سنت سے زندگی بھر جہاد زبان و قلم میں مصروف اور غازئ میدان وفا ہیں ہندو پاک کا خطہ خطہ آپ کی اولاد کے رشد و ہدایت کے روشن کئے ہوئے شمع سے روشنی حاصل کر رہا ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبرئیل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

حضور سیدنا ابو الفضل سید عبد الرحمن قادری جیلانی حسن ایسے ہی مقبولان بارگاہ خداوندی میں سے ایک فرد جلیل تھے جن کا ورود مسعود زمانے کے لئے فرحت و انبساط کا موجب تھا آپ بہجت زمن اور برکت زماں تھے۔ واقعی آپ گلزار قادریت کے ایک منفرد مہکتے ہوئے پھول تھے آپ کو حضور سیدنا خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سلطان

المشائخ رضی اللہ عنہ سے سلسلہ چشتیہ کی خلافت و اجازت بھی حاصل تھی۔

حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ قدس سرھا

آپ عشق خداوندی میں جل کر کباب ہو چکی تھیں عشق آپ کا مشرب، عشق سے سروکار عشق سے مطلب، عشق خداوندی ان کا سرمایۂ ناز، عشق ان کا انجام، عشق ان کا آغاز، عشق ان کا دین، عشق ان کا ایمان، عشق ان کی روح، عشق ان کی جان، عشق ہی کے نام پر مرتے ہیں اور عشق ہی کا دم بھرتے ہیں اور جوش و مستی میں کہتے ہیں ؎

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما

آپ کو بہشت کا شوق، نہ دوزخ کا خطر، راحت کی خوشی نہ رنج کا ڈر، نہ طلب عز و شان، نہ کوشش نام و نشان، نہ دنیا کی جستجو، نہ پدرم سلطان بود کی گفتگو

فاش می گویم واز گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم

انہیں عاشقان صادق کا جگر ہے کہ راہ محبت میں فراق کے رنج ہجرت کے صدمے کہتے ہیں اور صراط رضا و تسلیم پر ثابت قدم رہتے ہیں جملہ مرادات سے دست بردار کار دنیا سے بیکار ہو کر افکار عقبیٰ کو سینے سے لگاتے ہیں تب شاید حقیقی کی فضائے قربت میں رہتے ہیں ؎

ہر کرا باشد ز یزدان کاروبار　　　یار انجا یافت بیروں شد ز کار

آپ حضور سیدنا خواجہ یحییٰ یوسف اودھی کی صاحبزادی اور قطب الارشاد،

پیشوائے مشائخ کبار حضور سیدنا خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی کی ہمشیرۂ معظّمہ تھیں۔

آپ کے چچا حضرت خواجہ یحییٰ محمود اودھی کے اکلوتے صاحبزادے حضرت شیخ ابوالفضل محمد عبدالرحمن جیلانی حسنی قادری سے آپ کا عقد مبارک ہوا۔ آپ کے بطن سے حضرت خواجہ کمال الدین علامہ قادری اور حضرت خواجہ شیخ زین الدین علی تولد ہوئے اس طرح سے حضرت کمال الدین علامہ قادری اور شیخ زین الدین علی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے بھانجے اور بھتیجے ہوتے ہیں۔

ابھی آپ کے بچے بہت ہی کمسن تھے کہ حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا بیوہ ہو گئی خیر المجالس میں لکھا ہے کہ علامہ کی پرورش حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے کی۔ حضرت نصیر الدین اپنے بھانجوں کو اودھ سے دہلی لا کر حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کی خانقاہ میں رکھا اس پر شیخ نے فرمایا اچھا کیا تم نے اپنے بھانجوں کو یہاں لے آئے۔ (تذکرہ مشائخ بالاپور ص ۲۵)

آپ اپنے وقت کی زاہدہ، عابدہ خاتون تھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل بیکراں سے آپ کو نوازا تھا اور روحانیت کے عظیم مراتب آپ کو عطا فرمائے تھے۔ اس وقت کے بڑے بڑے علماء وصلحاء آپ کی عظمت و بزرگی کے سبب احترام کرتے تھے۔ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات کے معترف تھے عبادت و ریاضت، خدا ترس، فیض رسانی اور جود و سخا میں دور دور تک مشہور تھیں آپ اپنے وقت کی رابعہ بصریہ تھیں۔

شہر کوتوال کا واقعہ

حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا علیہا الرحمۃ والرضوان بڑی عبادت گزار اور اللہ والی بی بی تھیں قدرت نے ان کو حسن ظاہری بھی عطا فرمایا تھا اس زمانے کے کوتوال نے بیوہ ہو جانے کے بعد آپ سے شادی کرنا چاہی مگر وہ راضی نہ ہوئیں کوتوال نے کچھ عالموں اور بزرگوں کو بیچ میں ڈالا مگر نا کامیاب رہا۔

انھوں نے کوتوال سے دریافت کرایا کہ اس کو ان میں کون سی ایسی کشش نظر آئی جن سے وہ اتنا بضد اور زور و ظلم پر آمادہ ہے اس نے جواب کہلوایا کہ سنا ہے ان کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر پتے پر رکھیں اور خادمہ کے ہاتھ کوتوال کو اس پیغام کے ساتھ بھیجوا دیں کہ تجھے جو پسند ہے وہ حاضر ہے مگر یاد رکھنا کہ اودھ (موجودہ اجودھیا) میں اب کوئی عالم رہے گا نہ ظالم۔

بددعا کا مکمل اثر

اس واقعہ سے پہلے کیسے کیسے کاملین سے شہر اجودھیا معمور تھا ہر محلے اور ہر گلی میں درسگاہوں اور خانقاہوں نغمہ لاہوتی فضا میں گونج رہی تھی درسگاہوں اور خانقاہوں کی بساط الٹ گئی علمائے کرام نے دھیرے دھیرے شہر کو خالی کر دیا کیا عجب کی ان کے دل سے نکلی ہوئی آواز اور درد و کرب ہی کا اثر ہوا کہ اجودھیا کی پوری تاریخ مذہبی رواداری اور فرقہ

وارانہ ہم آہنگی سے بھری ہوئی ہے اور ظلم وستم کی کہانیوں سے خالی ہے ہوسکتا ہے کہ انھیں کے دل کی پکار کا یہ سبب ہے کہ اجودھیا میں پیدا ہونے والا ہر صاحب علم وکمال مہر عالم تاب کی مانند ابھرا تو مشرق سے مگر چمکتا ہوا مغرب کی طرف بڑھا اور اسی سمت میں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا ؎

زندگی جن کے تصور سے جلد پائی تھی
ہائے کیا لوگ تھے جو دام اجل میں آگئے

بندروں کا صفایا

مسلم یتیم خانہ قائم ہونے سے پہلے اور کچھ عرصہ بعد تک حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ کے علاقہ میں بندروں کا راج پاٹ تھا ان کی کثرت نے یتیم خانہ میں رہنے والوں کا عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا یتیم خانہ کی چیزیں اور بچوں کے کپڑے بستر و چادریں وغیرہ اٹھا لے جاتے تھے اور پھاڑ پھاڑ کر پھینک ڈالتے تھے۔ بچے اور منتظمین اس صورت حال سے بے حد پریشان تھے حضور سیدتنا بڑی بوا صاحبہ کے آستانۂ مبارکہ پر حاضری دیکر اپنے دکھ کا مداوا کے لئے التجائیں کی اچانک چوبیس گھنٹے کے اندر اندر بندروں نے بڑی بوا صاحبہ کا علاقہ خالی کر دیا۔ اس دن سے آج تک ایک بندر بھی اس علاقے میں نہیں آتا اگر کبھی کوئی بندر بھولے بسرے ادھر آ بھی جاتا ہے تو شام ہونے سے پہلے ہی وہ اس علاقہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

چاہ صحت

سنہ ۱۹۴۰ء تک ایک کنواں پختہ مسلم یتیم خانہ کی عمارت کے شمالی کونے پر موجود تھا جو

عوام وخواص میں چاہ صحت کے نام سے مشہور تھا لوگوں کا بارہا کا تجربہ تھا کہ حضرت بڑی بوا صاحبہ کی برکت سے اس کنواں کے پانی میں شفائی تاثیر ہے لوگ اکثر پرانے اور لاعلاج امراض کے مریضوں اور آسیب زدہ لوگوں کو اس کنواں کا پانی پلانے کے لئے لے جاتے تھے جس ان کو شفا حاصل ہوتی تھی نہ جانے کن لوگوں کے ایماں ومشورے پر مسلم یتیم خانہ کے ارباب حل وعقد نے اس بابرکت کنواں کو پٹوا دیا اور لوگوں کو اس کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ کے لئے محروم کردیا۔

اس کنوئیں کی پختہ اینٹوں کی گولائی کا نشان چند سالوں پہلے تک موجود تھا جو اپنی عظمت رفتہ کا اظہار کررہا تھا۔

حضرت بڑی بوا صاحبہ اس شہر کی صاحبہ ولایت بزرگ ہیں قیامت تک عزل و نصب کا اختیار آپ ہی کے سپرد ہے۔ آپ کا وصال پر ملال سلطان فیروز شاہ کے عہد حکومت میں ؁۵۰ھ کے بعد ہوا۔

فیض پائے گا زمانہ اب مزار پاک سے
نور پائیں گے ستارے اس زمیں کے خاک سے

مرمت درگاہ شریف...... بیسویں صدی کے اوائل میں جناب واجد علی ناظم سلطان پور نے درگاہ بڑی بوا کی مرمت کرادی تھی کیونکہ ان کے مرشد حافظ محرم علی صاحب نے اس کی ہدایت اور تاکید فرمائی تھی۔

اس کے بعد فیض آباد کے ایک سوداگر شیخ رمضان علی نے بھی ازسرنو مرمت کرائی تھی۔

۱۹۷۷ء میں گوکل بھون ، اجودھیا کے مہنت شری منگل داس جی نے بڑی بوا صاحبہ کی درگاہ کی چہاردیواری اور فرش وغیرہ کے پلاسٹر کو جو کافی بوسیدہ ہو چکا تھا اس کو از سر نو سیمنٹ سے پلاسٹر کرا دیا ہے لوگ بتلاتے ہیں کہ مہنت جی کو حضرت بڑی بوا صاحبہ سے بڑی عقیدت تھی اور وہ اکثر اپنی مطلب برآوری کے لئے آستانہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔

چند سال قبل حجن گلشن خواجہ سرا نے درگاہ شریف کے سامنے ایک برآمدے کی چھت ڈھال دی ہے اور لوہے کی جالی سے پیک کر دیا ہے درگاہہ شریف کے اندر لوگوں نے سنگ مرمر کا فرش لگوا دیا ہے مزار شریف کو جالیوں سے مزین کر دیا ہے۔

اندر باہر بجلی ، پنکھا اور قمقموں سے خوب سنوار دیا گیا ہے مزار شریف پر آنے جانے والوں کی سہولت کے جملہ انتظامات اچھے کر دئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑی بوا کے قبرستان میں دیگر بزرگوں کے مزارات کے مزین کرنے کے اسباب جلد از جلد پیدا فرمادے آمین۔

بڑی بوا صاحبہ کا سالانہ عرس

راقم الحروف انوار احمد نعیمی جلال پوری نے نے بارہ سال قبل جناب بابا جنید احمد جناب بابا عبدالقیوم ، جناب ڈاکٹر معراج احمد بقائی ، جناب سید افضال احمد کے تعاون سے حضرت بڑی بوا کے عرس اور لنگر کی ابتداء کی تھی چند سال کے بعد درگاہ بڑی بوا کے آس پاس کے گاؤں کے لوگوں کو جوش آیا اور ان لوگوں نے ۱۵ رصفر کو چند سالوں سے خادمان

درگاہ کی شمولیت سے عرس پاک کا انعقاد کرنا شروع کر دیا۔

راقم الحروف کے احباب ہر سال عید قرباں کے بعد آنے والی جمعرات کو حضرت بڑی بوا کا سالانہ عرس کرتے چلے آرہے ہیں ہر سال اپنی سابقہ روایت کے مطابق عرس کا انعقاد ہوتا ہے۔

۱۵/صفر کو خادمان درگاہ اور علاقے کے لوگوں کی شمولیت سے بڑی انعقاد ہوتا ہے۔

۱۶/صفر کو ہر سال درگاہ حضرت عبدالرحیم شہید فتح گنج کی جانب سے بڑے شان وشوکت سے سالانہ نذر و نیاز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

جن کے بابا علی اور نانا نبی
ایسی شان قرابت پہ لاکھوں سلام
جس کے دیدار سے یاد آئے خدا
ایسی نورانی تربت پہ لاکھوں سلام

خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی برادر حضرت بڑی بوا صاحبہ

سلام اے ساقی مستان سلام اے پیر میخانہ
سلام اے مرشد پاکاں امام بزم رندانہ
سلام اے شیخ لاثانی سلام اے مرشد دوراں
سلام اے کنز عرفانی سلام اے مصدر عرفاں
سلام اے مرتضیٰ صورت سلام اے مصطفیٰ سیرت

سلام اے ہادی دیں السلام اے مہدئ ملت
سلام اے سرد بستانے بہار ہر گلستانے
سلام اے نور یزدانے سلام اے پنجتن شانے
جبین شوق ہو میری تمہارا آستاں ہو
ادا شام و سحر یوں ہی صلوٰۃ پنجگانہ ہو

(حضرت بیدم وارثی)

مقرب حضرت محبوب، قطب الارشاد شیخ سید نصیر الدین محمود اودھی بن شیخ یحییٰ یوسف اودھی بن شیخ عبداللطیف رشید الدین جیلانی یزدی بن شیخ ابواعلیٰ شیخ سید عبداللہ (امین الدین) جیلانی بن ابو محمد شیخ سید عبدالرحیم (حسن محمد) جیلانی بن شیخ عبدالسلام بن شیخ عبدالوہاب سیف الدین جیلانی بن حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنھم) اکابر اولیائے ہندوستان میں سے ہیں آپ شان بزرگ علم وافر اور احوال مستور رکھتے تھے۔ آپ ابتدائے حال سے انتہائے سلوک تک ہمیشہ ریاضت اور مجاہدات میں مشغول رہے تسلیم و رضا میں آپ بے نظیر تھے۔ آپ کا کمال یہ ہے کہ آپ سے خوارق عادات کا ظہور کم ہوا۔

آپ کی پیدائش اور تعلیم

حضرت کی پیدائش اجودھیا کے محلہ عالم گنج کٹرہ میں ہوئی آپ سے پندرہ سال بڑی ایک بہن تھیں جو وقت کی رابعہ بصریہ تھیں جب حضرت کی عمر نو برس کی ہوئی آپ کے والد ماجد نے وفات فرمائی۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کہ وہ بھی سید زادی تھیں۔ آپ کی تربیت اور تحصیل علم میں بہت کوشش فرمائی تھیں چنانچہ پہلے استاذ العلماء محقق دوراں

حضرت علامہ مولانا عبدالکریم شیروانی کے زیر تعلیم رہے ان کے انتقال کے بعد جامع معقول ومنقول ماہر فروع واصول حضرت مولانا افتخار الدین الگیلانی سے علوم ظاہر حاصل کئے اور فقہ کی مشہور کتاب بزودی حضرت قاضی محی الدین کا شانی محقق عصر سے پڑھی۔ مولانا برہان الدین غریب سے علم فقہ وغیرہ کی تکمیل کی۔

سلسلہ قادریہ میں ریاضت ومجاہدہ...... عالم طفلی سے آثار ترک وتجرید اور نفس کشی کے حضرت کی پیشانی سے ہویدا تھے۔ ہمیشہ صائم رہتے تھے کبھی نماز باجماعت فوت نہ ہوئی اکثر برگ سنبھالو سے روزہ افطار فرماتے تھے سات برس ایک درویش کامل کے ساتھ نماز جماعت سے ادا کی اس کے ساتھ خاندانی سلسلہ یعنی سلسلہ قادریہ کی تعلیمات کے مطابق ریاضت ومجاہدہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

عین نوجوانی میں مولانا شمس الدین صدیقی اودھی اور مولانا رفیع الدین اودھی کے ہمراہ تغلق بادشاہ کی حمایت میں قوم چنگیز خاں کے خلاف لڑائی کرنے کے لئے تشریف لے گئے اس قوم کا قلع قمع کر کے دہلی واپس تشریف لائے۔

دربار حضرت محبوب الٰہی میں

جب آپ کے بڑی بہن کی عمر پچپن سال اور آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی زیارت اور خدمت حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سے مشرف ہوئے اور خدمات شائستہ بجالا کر محمود گنج مشرف کے خطاب سے مخاطب ہوئے آپ کا یہ دستور تھا کہ شب وروز کمر بستہ خدمت پیر ومرشد میں حاضر رہتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ اس وقت کیلو

کھڑی تشریف فرما تھے دریا کے کنارے ایک بالا خانہ تھا اس میں مشغول رہا کرتے تھے اس جگہ سوائے حضرت خواجہ مخدوم نصیرالدین چراغ دہلی کے دوسرا نہ جا سکتا تھا یہ بھی اسی بالا خانہ میں مشغول رہتے تھے۔ کبھی کبھی اپنی والدہ اور ہمشیرہ کی خاطر اجودھیا چلے جاتے تھے چند یوم وہاں رہ کر رواپس چلے آتے تھے۔

خاندانی نسبت کے بعد نسبت چشتیہ کا حصول...... سلسلہ چشتیہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی سے شروع ہوتا ہے آپ ملک شام سے بغداد میں حضرت خواجہ علی دینوری کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا کیا نام ہے؟ عرض کیا ابو اسحاق شامی۔

حضرت خواجہ نے فرمایا آج سے تم چشتی کہلاؤ گے تم خواجہ چشت ہو چشت تمہاری وجہ سے مشہور ہوگا اور جو شخص تم سے منسوب ہوگا وہ بھی قیامت تک چشتی کہلائے گا۔

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی، حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی، حضرت خواجہ محمد چشتی، حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی اور حضرت خواجہ مودود چشتی یہ حضرات سلسلہ چشتیہ کے پنجتن ہیں۔

اسی طرح ان کے خلفاء میں سے ملک ہندوستان میں بھی پنجتن ہیں ایک حضرت خواجہ معین الدین چشتی، دوسرے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی، تیسرے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی، چوتھے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی، پانچویں حضرت خواجہ نصیرالدین محمود اودھی چراغ دہلی چشتی۔

جس شخص کا شجرہ ان پنجتن سے ان پنجتن تک جاملتا ہے چشتی کہلاتا ہے جن پنجتن

سے سلسلہ مذکور ظاہر ہوا۔

لطائف اشرفی میں لکھا ہوا ہے کہ جو شخص خاندان قدیم اور سلسلہ کریم اہل چشت کی موافقت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے اندر دو وصف ہونے ضروری ہیں اول ترک وایثار دوم عشق وانکسار۔

جس شخص کے اندر یہ دو وصف نہیں ہیں ان کو چشتیوں کے مذہب سے کوئی خط اور بہشتیوں کے مشرب سے کوئی نصیب نہیں ملتا ہے۔

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی اودھی کو سلطان المشائخ کے مرید خاص اور بزرگ ترین خلیفہ ہونے کا صرف حاصل ہوا اور ان کے وصال کے بعد دہلی میں مسند ارشاد پر متمکن ہونے کا شرف ملا اور ایک جہاں کو ہدایت بخشی۔ آپ کے صحبت فیض سے بہت سے بزرگ مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔

چراغ دہلی کا لقب

آپ کا لقب چراغ دہلی ہے ایک دفعہ مخدوم جہاپناں سید جلال الدین بخاری اوچی زیارت بیت اللہ کو گئے انہیں امام عبداللہ یافعی کی صحبت مل گئی انہوں نے فرمایا کہ اس سے پہلے دہلی میں بڑے بڑے مشائخ گذرے لیکن آج کل شیخ نصیر الدین محمود چراغ روشن کئے ہوئے ہیں اسی دن سے آپ چراغ دہلی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (سیر العارفین)

حضرت چراغ دہلی کا مقام ومرتبہ...... مخدوم شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی

قدس سرہ' کا مقام آپ کا مناجات سے ظاہر ہے آپ فرماتے ہیں کہ

الٰہی اس وقت کا صدقہ جب تو نے محمود درویش کو پہلے آسمان پر اپنے شیدائیوں میں پکارا۔

الٰہی اس وقت کا صدقہ جب تو نے محمود درویش کو دوسرے آسمان پر زریں گھوڑے پر سوار کرایا اور یاقوت کی لگام اس کے ہاتھ میں دی۔

الٰہی اس وقت کا صدقہ جب تو نے محمود درویش کو تیسرے آسمان پر زریں خوان کھانے کا شرف بخشا اور زریں کوزہ میں پانی پلایا۔

الٰہی اس وقت کا صدقہ جب تو نے محمود درویش کی چوتھے آسمان پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرائی۔

الٰہی اس وقت کا صدقہ جب تو نے پانچویں آسمان پر محمود درویش کو جمال جہاں آرائے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمایا۔

الٰہی اس وقت کا صدقہ جب تو نے محمود درویش سے اللّٰہ یقرأُکَ السلامَ (اللہ تم پر سلام بھیجتا ہے) فرمایا۔

الٰہی اس وقت کا تصدق جب تو نے محمود درویش کو ساتوں آسمان پر سدرة المنتہیٰ تک پہنچایا اور ندا کرائی کہ اے محمود درویش ہم نے تمہیں دوزخ سے نجات دی اور جنت کا عیش تمہیں بخشا۔ (سبع سنابل اردو ص ۱۶۰،۱۵۹)

غوث العالم محبوب یزدانی کا ارشاد

غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ، فرماتے ہیں کہا گرچہ سلطان المشائخ کے تمام خلفاء وشیوخیت اور ارشاد کی مسند پر متمکن تھے لیکن حق تعالیٰ نے جو ولایت حضرت شیخ نصر الدین کو عطا فرمائی تھی کسی کو نہیں ملی تھی اور جس قدر آثار ولایت اور انوار ہدایت کا ظہور آپ سے ہوا کسی سے نہیں ہوا بلکہ سارے ہندوستان میں کوئی صاحب ولایت آپ کی برابری نہیں کر سکتا چنانچہ یہ کلمات یہ سب لوگوں میں مشہور ہیں۔

غلام بخت بلندش ایاز ومحمود است شب حصول وصول خدا بمواحش کمینہ منزل وادنیٰ مقام محمود است۔ یعنی اس کے بلند بخت کے غلام ایاز ومحمود ہیں حصول معرفت اور اصول ولی اللہ آپ کے زیریں مقامات ہیں۔ (لطائف اشرفی)

سلطان المشائخ کی شفقتیں

ایک دن سلطان المشائخ اپنے بالا خانہ سے اتر رہے تھے کہ آپ کی نظر شیخ نصیر الدین پر پڑی اس وقت وہ بڑ کے درخت کے نیچے متحیر کھڑے تھے آپ نے آدمی بھیج کر انہیں طلب فرمایا اور پاس بیٹھا کر دریافت کیا کہ تمہارے دل میں کیا خواہش ہیں اور اس کام سے تمہارا کیا مقصد ہے۔ اور تمہارے والد کیا کام کرتے تھے انہوں نے عرض کیا کہ میرا مقصد آپ کی درازئ عمر کے لئے دعا کرنا اور درویشوں کے جوتے سیدھے کرنا اور ان

کی خدمت کرنا اور میرے والد سوداگری کرتے تھے سلطان المشائخ نے بہت شفقت فرمائی۔ (سیرالاولیاء)

شیخ نصیرالدین فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے نفس نے تکلیف دینا شروع کیا اس کے دفیعہ کے لئے میں نے اس قدر شکنجبین پیا کہ قریب تھا کہ ہلاک ہوجاتا میں نے اپنے دل میں کہا کہ آدمی کے لئے نفس کا تابع ہونے سے مرجانا اچھا ہے۔ مراۃ الاسرار ص ۸۶۱)

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اس قدر مجاہدہ کیا کہ دس دن تک کچھ نہ کھایا۔ جب یہ خبر سلطان المشائخ تک پہنچی مجھے اپنے پاس بلاکر خواجہ اقبال (خادم خاص) سے فرمایا کہ ایک روٹی اور حلوہ لاؤ اور مجھے حکم دیا کہ کھاؤ میں غلبۂ خوف کی وجہ سے چند دن تک اسے کھاتا رہا غرض کی شیخ نصیرالدین محمود سلطان المشائخ کے دس خلفاء میں جو عشرۂ مبشرہ کے مانند تھے مخصوص تھے اور فرمابرداری اور متابعت ظاہری و باطن میں ممتاز تھے۔ (ایضاص ۸۶۱)

شیخ نصیرالدین سے فرمایا کہ آپ مسند ارشاد پر متمکن ہوں اور خلق کی ہدایت میں مشغول ہوں گے چنانچہ شیخ نصیرالدین کے کمالات اظہر من الشّمس ہیں کہ بتیس سال تک سلطان المشائخ کے سجادہ کا حق ادا کرتے رہے اور سر مو فرق نہ آنے دیا اس سے زیادہ کیا کرامت ہوسکتی ہے۔

آپ کا مرتبۂ قطب مدار پر فائز ہونا

میر سید محمد مکی قدس سرہٗ بحر المعانی میں لکھتے ہے کہ حضرت قطب العالم شیخ نصیر

الدین محمود اٹھائس سال تیس ماہ دو دن مرتبۂ قطب مدار پر فائز رہے اور یہ مرتبہ آپ کو آپ کے تحمل کی وجہ سے عطا ہوا تھا تو اٹھائس سال تین ماہ دو روز کے بعد مقام فردانیت میں نزول فرمایا اور مقام فردانیت سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔

بحر المعانی میں میر سید محمد مکی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اے محبوب اب تجھے جاننا چاہئے کہ مرتبۂ اقطاب اور قطب مدار کیا ہے۔

اقطاب وہ ہیں جو ولی کو ولایت سے منزول کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اور مرتبۂ قطب مدار یہ ہے کہ وہ قطب عالم ہے اور اقطاب کو مقام قطبیت سے معزول کرنا چاہے تو کر سکتا ہے حق تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم فرما دیتا ہے کہ جو کچھ قطب مدار کہے پورا کرو۔ احکام لوح محفوظ میں بھی اسے تصرف دیا جاتا ہے عرش اور کرسی بھی قطب مدار کے تصرف میں ہوتے ہیں جب قطب مدار ترقی کرتے ہیں تو مقام فردانیت میں نزول کرتے ہیں اور تصرفات ختم ہو جاتے ہیں۔

سلطان محمد تغلق کے ارمانوں کا خون

ایک دفعہ سلطان محمد تغلق بادشاہ نے شیخ نصیر الدین محمود کے لئے سونے اور چاندی کے برتنوں میں اس غرض سے کھانا بھیجا کہ اگر نہ کھائیں گے تو اس کو ایذا رسانی کا سبب بنا کر جرم عائد کر دونگا اگر کھا لے گے تو پوچھوں گا کہ آپ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا کھا کر غیر شرعی اور ناجائز کام کا ارتکاب کیوں کیا۔ جب شیخ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے زبان سے کچھ نہ فرمایا البتہ سونے کے ایک برتن سے تھوڑی سی یخنی

اٹھائی اور اسے ہتھیلی پر رکھ کر چکھ لیا اس سے بداندیش اور بدخواہوں کے ارادے معرض وجود میں نہ آسکے۔ (اخبار الاخیار اردو ص ۱۷۸)

حضور چراغ دہلی اور محفل سماع

منقول ہے کہ شیخ نظام الدین کے مریدوں نے ایک مرتبہ محفل سماع کا پروگرام بنایا مرید غزل خوانوں سے دف پر سماع سن رہے تھے اور اس محفل سماع میں شیخ نصیر الدین محمود دہلی بھی موجود تھے آپ اٹھ کر جانے لگے دوستوں نے بیٹھنے کا اصرار کیا تو فرمایا یہ خلاف سنت چیز ہے میں اسے ہرگز گوارا نہیں کرتا اس پر لوگوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ سماع کے ناجائز ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے شیخ کے طریقے سے انحراف کرتے ہیں آپ نے ان دوستوں کو جواب دیا کہ شیخ کا قول حجت شرعیہ نہیں۔ قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرنا چاہئے بعض خودغرض لوگوں نے یہ بات شیخ نظام الدین کی خدمت میں پیش کی اور کہا کہ شیخ نصیر الدین یوں کہتے ہیں چونکہ شیخ نظام الدین کو اصل واقعہ کی پہلے سے اطلاع مل چکی تھی اس لئے ان لوگوں سے فرمایا کہ شیخ نصیر الدین ٹھیک فرماتے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہی حق ہے۔ (اخبار الاخیار)

حضرت محبوب الٰہی کے دربار میں سماع

سیر الاولیاء میں ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاء کی محفل سماع میں مزامیر (باجے) وغیرہ نہ ہوتے تھے اور نہ ہی تالیاں بجائی جاتی تھیں اگر آپ سے کوئی کسی کے متعلق یہ کہتا کہ فلاں باجے وغیرہ سنتا ہے تو آپ اسے منع فرما دیتے تھے اور فرماتے کہ باجے وغیرہ سننا شریعت میں ناجائز اور ممنوع ہیں۔ (اخبار الاخیار ص ۱۷۹)

باجے وغیرہ حرام ہیں

خیر المجالس میں ہے کہ ایک شخص نے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے آکر پوچھا یہ کہاں جائز ہے کہ محفل سماع میں دف، بانسری، ستار باجے وغیرہ بجائے جائیں اور صوفی ناچیں اور رقص کریں آپ نے جواب دیا کہ باجے وغیرہ تو بالاتفاق اور بالاجماع ناجائز و گناہ ہیں اگر کوئی طریقت سے نکل جانا چاہے تو شریعت میں رہنا ضروری ہے اور اگر شریعت سے بھی نکلنا چاہے تو پھر کہاں جائے گا؟

اولاً تو سماع ہی زیر بحث ہے اور علماء کا اس میں اختلاف ہے اگر چند شرائط کے ساتھ جائز کر لیا جائے تب بھی ہمہ قسم کے باجے وغیرہ بالاتفاق ناجائز و حرام ہیں (اخبار الاخیار اردو ص ۱۷۹)

آپ کا ارشاد

اے مسلمانو! شریعت پر عمل کرو اور جو تم نے طریقہ اختیار کر رکھا ہے یہ دراصل

بے دینوں کا طریقہ ہے جس سے سوائے پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہے۔

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ایمان محفوظ رکھنے کی فکر کرو اور کرامتوں در پے نہ ہو۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ میں نہایت ہی پریشاں ہوں کہ لوگ بغیر مشاہدہ کئے لوگوں کے پیچھے کیوں دوڑتے ہیں۔ (اخبار الاخیار ص ۱۸۱)

آپ کے خلفائے کرام

حضور سیدنا خواجہ بندہ نواز محمد حسینی گیسو دراز گلبرگہ شریف، حضور سیدنا مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری اوچ شریف، حضرت علامہ مولانا مخدوم سید علاء الدین چشتی سنڈیلہ شریف، حضرت مخدوم میر سید مکی سرہند شریف، حضرت مولانا خواجگی مدفون کالپی شریف استاد قاضی شہاب الدین جونپوری، حضرت شیخ صدر الدین حکیم طبیب دہلی، حضرت قاضی عبد المقتدر دہلوی، حضرت قاضی محمد ساون، حضرت مخدوم شیخ سلیمان رودولوی، حضرت شیخ محمد متوکل کیتوری، حضرت شیخ مولانا دانیال عود، حضرت خواجہ کمال الدین علامہ حقیقی بھانجے، حضرت مخدوم زین الدین علی حقیقی بھانجے علیھم الرحمۃ والرضوان کے اسمائے مبارکہ مشہور عام وخاص ہیں۔

آپ کا وصال مبارک

صاحب سیر العارفین کہتے ہیں کہ شیخ نصیر الدین کا وصال کا وقت قریب آیا تو

اپنے دونوں بھانجوں یعنی شیخ زین الدین علی اور شیخ کمال الدین علامہ کو جو آپ کے محرم راز تھے اپنے پاس بلا کر وصیت خاص فرمائی۔ وہ دونوں عزیز حضرت شیخ کے مزار کے پاس آرام فرما ہیں۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود کی وفات شب جمعہ ۱۸/ ماہ رمضان ۷۵۷ھ بمطابق ۱۴/ستمبر ۱۳۵۶ء کو سلطان فیروز شاہ کے عہد حکومت میں ہوئی آپ کا مزار دہلی میں قبلۂ حاجات خلق ہے۔

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام پیمانہ مجھے

حضرت شیخ سیدنا زین الدین چشتی حسنی خواہر زادہ خواجہ چراغ دہلی

آپ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کے حقیقی بھائی، حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالرحمن قادری چشتی جیلانی حسنی اور رابعۂ زمن حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ کے فرزند ارجمند اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے بھانجے اور بھتیجے تھے۔

آپ کو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے خلافت و اجازت ملی تھی اور حضرت خواجہ کے محرم راز بھی تھے۔

السلام اے یادگار مصطفیٰ
السلام اے رازدار مرتضیٰ
السلام اے آفتاب معنوی

السلام اے وارث ارث علی
السلام اے مصدر خلق حسن
السلام ایب جانشین پنجتن
السلام اے چارہ ساز ودادرس
السلام اے ناصر و فریاد رس
کاشف کہنہ حقیقت السلام
واقف اسرار وحدت السلام

(حضرت اوگھٹ وارثی)

آپ زمرۂ بے باکان میں سے تھے اور شان عظیم رکھتے تھے۔ بلند حال اور قومی ہمت تھے غلبۂ ذات مطلق کی وجہ سے آپ ہرگز دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو سکتے تھے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ......

مئے حرف وحدت کسے نوش کرد
کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

یعنی جس نے وحدت کا پیالہ پیا، دنیا و عقبیٰ بھول گیا۔

آپ ابتدائے سلوک سے اس قدر ریاضیات و مجاہدات اور ترک و تجرید پر عمل پیرا ہو گئے کہ احباب آپ کی صحبت کی تاب نہ لا سکے۔

السلاۃ فی الوحدۃ و الآفۃ بین الاثنین یعنی سلامتی تنہائی میں ہے اور آفت دو کے درمیان ہے۔

آپ اکیلے رہتے تھے آپ تمام صوری ومعنوی قیود سے آزاد و بے نیاز تھے آپ افراد کی طرح زندگی بسر کرتے تھے آپ نفس قاطع رکھتے تھے اور جو کچھ منہ سے نکالتے تھے فوراً ہو جاتا تھا۔

آن آفتاب عشق ولایت
آں گنجینۂ نور ہدایت
آں خوکرہ مقام تفرید
آں مستقیم بفنائے توحید

آپ قلب اسرافیل پر تھے اور ولایت موسوی رکھتے تھے اور مشائخ عظام کے درمیان یہ امر مسلم ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کی ولایت پر ہوتا ہے۔

آپ بہت بے باکی سے کام لیتے تھے وہ یا تو لوگوں کی نظروں میں اسی طرح رہنے کی کوشش کرتے تھے یا اسی حال میں رہنے پر مامور تھے کیونکہ صوفی کو اپنے مقام پر اس قدر ذوق و مشاہدہ اور حال نصیب ہوتا ہے کہ ان کی بصیرت کے آگے لوگوں کی مدح وقدح کچھ وقعت نہیں رکھتی ہے اگر کوئی صوفی کوتاہ ہمتی سے خلق کی جانب نظر کرتا ہے تو اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔

اسی وجہ سے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نے فرمایا ہے کہ جب تک سالک کے دل میں ذرہ بھر رعایت خلق باقی ہے اسے مقام معرفت تک رسائی نہیں ہوتی ہے۔ پس اس معاملہ میں صوفیاء اہل صفا کا مذہب یہ ہے کہ یہ لوگ وارث انبیاء ہیں اور انبیاء معصیت سے پاک ہیں اس وجہ سے کہ ان کے تمام اقوال و افعال وحی کے مطابق

ہوتے ہیں اور خود درمیان سے اٹھ جاتے ہیں۔

صوفیائے کرام بھی حق تعالیٰ کے قول یَفعَلُ اللّٰہ ما یَشَائُوَ یَحکُمُ ما یُرِیدُ کے مطابق ذات مطلق میں اس قدر مستغرق ہوتے ہیں کہ کسی ظاہری و باطنی معاملے میں ان سے اس حال کے مخالفت کوئی فعل سرزد نہیں ہوتا اس مقام کی وجہ سے صوفیائے کرام کو معصیت سے محفوظ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ تمام موجودات میں مطلوب حقیقی کے متلاشی ہوتے ہیں کسی بزرگ نے خوب لکھا ہے ۔

چو باد صبا دربدر کو بکو
طلبگار اویم طلبگار او

پس اس قوم پر جو شخص اعتراض کرتا ہے حسد واندھے پن سے کرتا ہے حق تعالیٰ نے شیخ زین الدین علی چشتی کو اس قدر تصرف عنایت فرمایا تھا کہ مشائخ وقت حسرت کرتے تھے آپ بڑے ثابت قدم اور بلند ہمت تھے ۔

زندہ آنست کہ جانے دردست
اوست کہ از عشق نشانے دردست

سلسلہ چشتیہ کے دستور العمل کے مطابق صوفی کسی وقت لذت عنایت میں غرق ہو جاتا ہے اور کسی وقت شوق خطاب میں بجلی کی طرح چمکتا ہے یہ بھی بے حد زیبا ہے چنانچہ کسی بزرگ نے کہا ہے کہ......

گہ نازک کرشمہ گہ لطف گہہ عتاب
مسکین دلم چرانشود زیں ہمہ خراب

یعنی محبوب کے کبھی ناز کرشمے ہیں کبھی لطف ہے کبھی عتاب ہے اس سے میرا مسکین دل کیوں نہ خراب و برباد ہو۔

اوگھٹ جنم میں ایک پرستی ہوت ہے ناز
پریم اگن میں جلے پریمی دن میں سو سو بار
اوگھٹ سانچ کو آنچ نہ لاگے جانب ہے سنسار
سائیں دھنی ہے دوکھ نہ آوے سانچے رہے مہوار

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے نزدیک بہترین راحت تحیئر ہے جو عارف کامل کو توحید میں فنا سے حاصل ہوتی ہے یعنی ذات مطلق میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ جس قدر اپنے آپ کو ڈھونڈتا ہے نہیں پاتا اس کے حرکات و سکنات سونے والے کی طرح ہوتی ہیں۔

اوگھٹ جوگی وہی گنی جو اپنی سدھ بسرائے
گیان رہے اور دھیان رکھے اور سانس نہ خالی جائے

آپ کا مقام و مرتبہ

حضور سیدنا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی نے کبھی کوئی وصیت نہ فرمائی کیونکہ صوفیائے اہل صفا کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ جب مرید پیر کے حضور میں مرتبۂ کمال پر پہنچ جاتا ہے اور ایمان مشاہدۂ حقیقی جو کہ قرب حق ہے حاصل کر لیتا ہے اسے پھر کوئی وصیت

نہیں کی جاتی ہے کیونکہ وہ امر حال سے آشنا ہو گیا اور فنائے احدیت جلوہ گر ہو گئی پس ایسے مرید کے حق میں وصیت کرنا فضولی ہے اور فضولی اس طائفہ کے یہاں روا نہیں ہے۔

مکتی ہووے کلیس کٹے چھٹے جنم کا پاپ
ست گرو کے نام کا اوگھٹ ہردے مالا جاپ
اپنی گانٹھ کوڑی نہیں پر دھنی ہیں دین دیال
اوگھٹ جگ میں دھنی کا داسی ہوت نہیں کنگال

آپ کے مرید

صاحب اخبار الاخیار فرماتے ہے کہ مخدوم شیخ سماء الدین بجلوری سالک لکھنؤ اور مولانا داؤد مصنف بہ ’جندائن‘ وغیرہ جیسے صاحب کمال حضرات شیخ زین الدین چشتی حسنی کے مرید تھے اور شیخ زین الدین کی اولاد قصبہ چوراس میں ہے جو لکھنؤ سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے۔ پہلے یہ خاندان انوار علم وصلاح سے آراستہ تھا اب یہ لوگ ساٹھ کم چوراسی ہو گئے ہیں جس سے اب آباؤ وجداد کے فضل وکمال کی جھلک کا نام ونشان بھی نہیں رہا ہے۔

جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کردی
قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی

خواجہ چراغ دہلی کی وصیت

صاحب سیر العارفین کہتے ہیں کہ جب شیخ نصیر الدین کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنے دونوں بھانجوں یعنی شیخ زین الدین اور شیخ کمال الدین علامہ چشتی کو جو آپ کے محرم راز تھے تو آپ نے پاس بلایا وصیت خاص فرمائی وہ دونوں عزیز حضرت شیخ کے مزار کے قریب آرام فرمائیں۔

الغرض شیخ زین الدین علی چشتی اور شیخ خواجہ کمال الدین علامہ چشتی نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے بعد خرقۂ خلافت کا کسی کے لئے حکم ہے شیخ نے فرمایا کہ ان درویشوں کے لئے جن کے متعلق تم لوگوں کا حسن ظن ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میری تحریر لاؤ تاکہ دیکھ لوں آپ نے مریدوں کی فہرست میں سے اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ درجہ کے مریدین کے نام دیکھ کر فرمایا کہ ہم ان کو کہتے ہیں کہ اپنے ایمان کا غم کھائیں اس لئے کہ دوسروں کا بوجھ اٹھائیں۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ نصیر الدین محمود کا وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھانجوں شیخ زین الدین علی اور شیخ کمال الدین علامہ کو طلب کر کے فرمایا کہ میں نے اپنے احباب میں سے کسی کو سجادگی نہیں دی یہ تمہاری چیز ہے۔

آپ کی وصیت پر عمل

اس کے وصیت فرمائی کہ جو خرقۂ خلافت سلطان المشائخ سے ملا تھا اسے میرے

قبر میں میرے سینہ پر رکھ دینا۔ میرے شیخ کا عصا میرے جسم کے برابر رکھ دینا۔ میرے شیخ کی تسبیح میری شہادت کی انگلی پر لپیٹ دینا اور نعلین چوبیں میرے بغل میں رکھنا چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا۔

میر سید محمد حسینی گیسودراز بندہ نواز نے حضرت کو غسل دیا اور جس چارپائی پر آپ کو غسل دیا گیا تھا حضرت گیسوئے دراز نے اس کی رسی نکال کر گلے میں ڈال لی اور کہنے لگے کہ ہمارا خرقہ یہی ہے اور سید محمد گیسوئے دراز بندہ نواز کو بعد میں جس قدر مقبولیت حاصل ہوئی اسی اعتقاد کی وجہ سے تھی۔

حضرت سید شاہ خواجہ کمال الدین علامہ چشتی اودھی

شہر اودھ یعنی اجودھیا اہل اسلام کے دل میں مرکز عقیدت و محبت اور مرکز علم وادب اور محور عشق ووفا کی وجہ سے بسا ہوا تھا اس کی آغوش میں اپنے وقت کے بڑے بڑے باکمال صوفیائے عظام، مشائخ اسلام اور علمائے کرام نے پرورش پائی جن کی بدولت یہ شہر مومن کے دل کی دھڑکن بن گیا۔ اس شہر کو لاثانی شہرت قطب مدار حضور سیدنا خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی سے ہوئی آپ کے خانوادے اور سلسلے میں ہر دور میں ایسے ایسے نابغہ روزگار افراد پیدا ہوتے رہے جن کی وجہ سے اودھ کی شہرت میں برابر اضافہ ہوتا رہا ہے۔

اسی خاندان والا تبار میں حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا کے بطن سے ایک ایسی ہستی پیدا ہوئی جو اپنے اسلاف کی کامل یادگار عشق نبوی سے سرشار، سنت مصطفوی کی عامل اور علم ومعرفت کا سنگم تھی وہ ذات ستودہ صفات حضرت خواجہ کمال الدین علامہ قادری چشتی اودھی کے نام سے شہرۂ آفاق ہوئی۔

حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کی شخصیت ہشت پہلو تھی آپ کی زندگی کا مطالعہ جس نوعیت سے اور جس زاویے سے کیا جائے اس میں ممتاز ویگانہ نظر آئے گی۔ خاکساری، ملنساری، انکساری، بلند اخلاقی، جود وسخا، زہد وتقویٰ، خوف خدا، عشق مصطفیٰ، اور خدمت دین متین کا جذبہ آپ کی ذات کے نمایاں پہلو تھے۔

آپ کی ذات مسند درس وتدریس کی شان تھی علمی استحضار کا عجیب عالم تھا کسی بھی کتاب کے پیچیدہ مسائل کو ذرا سی دیر میں حل فرما دیا کرتے تھے آپ نے اپنی پوری

زندگی خلوص وللّٰہیت کے ساتھ ملت بیضاء کی تبلیغ واشاعت اور امت مسلمہ کی خدمت میں صرف کر دی۔ آپ کی پوری زندگی زہد وتقویٰ، عبادت و ریاضت اور خدمت خلق سے مزین تھی آپ کی ذات گوں ناگوں محاسن وکمالات کی مالک اور تنوع الجہات اوصاف و خصائل کی حامل تھی علمی اعتبار سے معاصرین میں لائق وفائق تھے کثرت علم کی وجہ سے علامہ مشہور ہوئے۔ حضور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے محبوب نظر بنے آپ کے مریدین، تلامذہ اور خلفاء ملک و بیرون ملک میں کثیر تعداد میں پھیلے ہوئے جو دین وسنت کے فروغ میں کوشاں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل رہے ہیں۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

التصوف کلہ اخلاق فمن زاد علیک بالاخلاق زاد علیک بالتصوف یعنی تصوف سراسر اخلاق ہے تو تم سے اخلاق میں بڑھ کر ہے تم سے تصوف میں بڑھ کر ہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی میں تواضع وانکساری حلم و بردباری، صبر و رضا، تحمل و برداشت، عصمت وعفاف، عزم وثبات، غیرت واستغناء، احسان وکرم، حفظ ایمان وتحفظ اسلام، خدا پرستی وانسان دوستی، للّٰہیت واخلاق اور خلاق کریمانہ جیسے بے شمار خصائل محمودہ میں حضور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کی جھلک ان میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔

آپ کا نسب

صاحب خزینۃ الاصفیاء غلام سرور بن غلام محمد آپ کے نسب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"شیخ کمال الدین علامہ قدس سرہٗ از کبرائے اولیاء و اعاظم خلفائے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دھلوی و خواہر زادہ حقیقی وی است سلسلۂ نسب دے با امیر المومنین حسن میرسد" یعنی شیخ کمال الدین علامہ قدس سرہٗ اولیائے اکبر اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خلیفہ اعاظم اور حقیقی بھانجے ہیں ان کا سلسلۂ نسب امیر المومنین حسن تک پہنچتا ہے۔

مؤلف انوار العارفین حافظ محمد حسین مراد آبادی لکھتے ہیں ذکر شیخ کمال الدین علامہ

"نسب الیشاں با امام حسن می رسد" یعنی ذکر شیخ کمال الدین علامہ کا۔ آپ کا نسب امام حسن تک پہنچتا ہے۔

تذکرہ اولیائے پاک و ہند کلاں کے مؤلف مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں کہ ذکر حضرت مولانا کمال الدین خلفائے اعاظم و ہمشیرہ زادہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ۔ سلسلہ نسب حضرت کا امیر المومنین حضرت امام حسن سے ملتا ہے۔ (بحوالہ تذکرہ مشائخ بالا پور)

آپ کا نسب کچھ یوں ہے۔۔۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی بن شیخ ابوالفضل عبدالرحمٰن قادری جیلانی بن ابوالفقیر یحییٰ محمود بن ابونصر شیخ سید عبداللطیف رشید الدین الجیلانی یزدی قادری۔

آپ کی تربیت اور لقب

ابھی آپ کمسن ہی تھے کہ والد گرامی کا انتقال ہو گیا خیر المجالس میں لکھا ہے کہ

”علامہ کہ پرورش حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے کی حضرت نصیر االدین اپنے بھانجوں کو اودھ یعنی اجودھیا سے دہلی لا کر حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کی خانقاہ میں رکھا اس پر شیخ نے فرمایا اچھا کیا جو تم نے اپنے بھانجوں کو یہاں لے آئے“

کثرت علم کے باعث آپ کا لقب علامہ ہوا چنانچہ مؤلف انوار العارفین لکھتے ہیں کہ ”ذکر شیخ کمال الدین علامہ لقب ایشاں بکثرت علم علامہ گشت“ (بحوالہ تذکرہ مشائخ بالا پور ص ۲۵)

بارگاہ چراغ دہلی میں محبوبیت

حضرت خواجہ نصیر الدین ’کمال الدین علامہ‘ کو بہت عزیز رکھتے تھے مجالس حسنیہ میں لکھا ہے کہ۔

جس جگہ کمال الدین علامہ کی دستار دیکھتے کھڑے ہو جاتے تھے روایت ہے کہ شیخ کمال الدین علامہ کا مکان شیخ نصیر کے خانقاہ کے قریب ہی واقع تھا شیخ نصیر الدین اکثر و بیشتر اپنی خانقاہ ہی میں قیام فرماتے اور ارادت مندوں کو درس و تلقین سے فیضیاب کرتے چونکہ شیخ کمال کی رہائش خانقاہ کی صحن میں قریب ہی تھی جب بھی آپ کا گذر خانقاہ سے ہوتا تو آپ کی دستار مبارک دیکھتے ہی شیخ نصیر الدین کھڑے ہو جاتے تھے آپ کے اس امر پر حاضرین مجلس کو بڑی حیرت ہوتی تھی۔

چنانچہ شیخ کمال الدین بھی اپنے پیر و مرشد اور حقیقی ماموں کی اس تعظیم سے بڑی شرمندگی محسوس کرتے تھے اور چونکہ دن میں کئی مرتبہ خانقاہ سے آپ کا گذر ہوتا اور آپ کو دیکھتے ہی ہر بار شیخ نصیر کھڑے ہہو جاتے تھے۔ اس وجہ سے شیخ کمال الدین دوسرے

راستے سے آیا جایا کرتے تھے تاکہ شیخ نصیر الدین کو مجلس میں کھڑے ہونے کی زحمت نہ ہو۔

ایک روز یہی معاملہ پیش آیا آپ کو دیکھتے ہی شیخ نصیر الدین کھڑے ہو گئے تب مجلس میں سے کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو شیخ نصیر نے فرمایا کہ

کسے نمی داند کہ مرتبۂ کمال الدین چیست! ہر کہ در احترام او کوتاہی کند برگشتہ من و خواجگان ہم است یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کمال الدین کا مرتبہ کیا ہے؟ جو شخص ان کا احترام کرنے میں کوتاہی کرے گا وہ نہ صرف مجھ سے بلکہ خواجگان سے برگشتہ ہے۔

دادا پیر اور پیر سے خلافت

حضرت شیخ حسن محمد مجالس حسنیہ میں لکھتے ہے کہ حضرت کمال الدین علامہ کو خانۂ کعبہ اور روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا بہت شوق تھا تو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کی خدمت میں اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے اجازت عنایت کیا اور اپنا پہنا ہوا جامہ پہنایا اور اسی جگہ پر بیٹھا کر خلافت نامہ مرحمت فرمایا۔

آپ حج کے لئے روانہ ہوئے سات حج کئے اور کچھ سال خراسان میں قیام کیا اس سفر میں کوئی دس یا بارہ سال کا عرصہ لگ گیا۔ جب ہندوستان لوٹ رہے تھے راستے میں اطلاع ملی کہ حضرت محبوب الٰہی نے اس دنیا سے پردہ فرمالیا ہے۔

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ محبوب الٰہی کے وصال کے بعد جب شیخ کمال الدین سفر حج سے واپس دہلی تشریف لائے تو شیخ نصیر الدین حضرت محبوب الٰہی کے مسند پر جلوہ

افروز تھے چنانچہ نصیر الدین چراغ دہلی نے اپنے عزیز بھانجے اور وارث شیخ کمال الدین علامہ کو سفر حج سے لوٹتے ہی بیعت کر کے خلافت نامہ مرحمت فرمایا اور خلعت خلافت سے سرفراز کر کے اپنا خلیفہ اکبر مقرر کیا۔ (بحوالہ تذکرہ مشائخ بالا پور ص ۲۶)

صاحب تکملہ سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ شیخ کمال الدین علامہ کو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے بھی خلافت ملی تھی اور انہوں نے حضرت محبوب الٰہی سے بھی اجازت حاصل تھی

مرشد کی طرف سے شادی کا حکم

شیخ کمال الدین علامہ کے زیارت مکہ سے لوٹنے کے بعد حضرت نصیر نے آپ سے فرمایا اگر تم مجرد رہنا چاہتے ہو تو ہماری نسل نہیں ہوگی اور اگر عیالدار ہو جاؤ گے تو ہماری نسل باقی رہے گی لہذا آپ نکاح کے لئے راضی ہوئے۔

صاحب مناقب المحبوبین حضرت نجم الدین چشتی نظامی لکھتے ہیں

”حضرت شیخ کمال الدین شادی نمی کردند حضرت چراغ دد ہلی ایشاں را فرمودند کہ اگر شمارہ ہم حضور خواہید ماند اگر شما محفل شوید نسل اجداد ما باقی خواہد ماند زیرا کہ ما نخواید زیرا کہ ایشان ہر دو یک جدی ہم اند۔ پس شیخ کمال الدین ما بر پیر خود کہ خال ہم بودند شادی کردند۔“

حضرت شیخ کمال الدین نے شادی نہیں کی تھی حضرت چراغ دہلی اان سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مجرد رہنا چاہتے ہو تو ہمارے اجداد کی نسل نہیں ہوگی اور عیال دار ہو جاؤ گے تو ہمارے اجداد کی نسل باقی رہے گی کیونکہ یہ دونوں ایک ہی جد کی اولاد تھے پس شیخ کمال

الدین نے اپنے پیر اور حقیقی ماموں کے حکم سے شادی کی۔

خواجہ چراغ دہلی کا فیضان دوامی

آپ نہایت وجیہہ وجمیل تھے اور آپ کی زوجہ محترمہ سیاہ فام تھیں لہذا آپ چھ سال تک اپنی اہلیہ کی جانب متوجہ نہ ہوئے ایک دن شیخ نصیر الدین نے اپنے بھانجے شیخ زین الدین علی کو حکم دیا کہ ایک مکان ٹھیک کرو جمعہ کی نماز کے بعد حضرت چراغ دہلی وہاں تشریف لے گئے اور حضرت کمال الدین علامہ اور ان کی منکوحہ کو طلب کیا اور فرمایا یہ مکان تم کو دیا یہاں رہو اور فرمایا کہ......

مردماں بر رنگ نظر می کند بر شکم ایں زن نمی کنند۔ یگان یگان اولیاء از شکم ایں زن پیدا شوند۔ لوگ رنگ پر نظر کرتے ہیں (دیکھتے ہیں) اور اس عورت کے پیٹ پر نظر نہیں کرتے کہ کیسے کیسے اولیاء اس عورت کے شکم سے پیدا ہوں گے اور انشاء اللہ بروز قیامت تک تمہاری اولاد سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے کہ آپ کی اولاد سے تواتر اور تسلسل سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے آئے ہیں۔ (بحوالہ تذکرہ مشائخ بالا پور ص ۳۸)

مقامات مقدسہ کی زیارت

آپ نے سات حج کئے جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے مدینہ منورہ روضۂ مطہرہ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بیت المقدس بھی حاضر ہوئے خراسان ہوتے ہوئے واپس دہلی آئے اس سفر میں بہت سے امراء اور سلاطین آپ سے ملے اور انہوں نے آپ کی عزت کی۔

فتوحات کثیرہ کا انبار

فتوحات کا یہ عالم تھا کہ جب آپ دہلی واپس آئے آپکے ساتھ تیس اونٹ مال و اسباب سے بھرے ہوئے تھے جس میں تیس ہزار اشرفیاں اور روپئے بھی تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے آپ سے فرمایا کہ شیخ کمال الدین! اس قدر دینار اپنے ساتھ کیوں لائے ہو؟ آپ نے عرض کیا! مجھ کو راستے میں معلوم ہوا کہ سلطان المشائخ

حضرت نظام الدین اولیاء نے رحلت فرمائی اوران کی جگہ آپ سجادگی پر بیٹھے ہیں۔ پس اگر خالی ہاتھ جاؤں گا۔ میرے اپنے اور غیر کچھ کہیں گے۔ اس وجہ سے میں اسباب ظاہر لایا ہوں اب میں اس کو علماء صلحاء اور مساکین میں تقسیم کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

تاتار خان نے آپ کو اسی روپئے روزآنہ بطور نذر پیش کرنا چاہا اور اس امر کا پروانہ لکھ کر آپ کو پیش کیا آپ وہ پروانہ لے کر حضرت نصیرالدین چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس باب میں کیا حکم ہے حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی نے فرمایا چونکہ بغیر طلب اور قصد کے تم کو وظیفہ ملا ہے اس لئے یہ بمنزلہ فتوح ہے تم اس کو قبول کرو۔ اپنے پیر مرشد کے فرمان کے مطابق آپ نے وظیفہ قبول فرمایا۔

آپ کی مقبولیت ومقامات

آپ ایک بارکرامت ہستی تھے۔ صاحب اجازت درویش تھے آپ ایک بلند پایہ عالم تھے مقتدائے عصر تھے حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی آپ کی بہت عزت کرتے تھے راستے میں جہاں کہیں بھی آپ مل جاتے تھے حضرت نصیرالدین چراغ دہلی رک کر کھڑے ہوجاتے تھے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسودراز نے آپ کے بہت سے مناقب اپنی کتابوں میں تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری نے آپ سے مشارق الانوار کی شرح پڑھی ہے۔

مولانا احمد تھانیسری ، مولانا عالم پانی پتی، تاتار خان اور مولانا سنگریزہ ملتانی آپ کے شاگردوں میں ہیں۔

سلطان فیروز شاہ، امراء، وزراء خواص وعوام غرض سب ہی آپکے معتقد تھے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری اوچی کو جو منشور خلافت حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے ملا وہ آپ ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔

آپ کی آل واولاد

آپ نے اپنے شیخ اور ماموں کے حکم پر شادی کی اور برکات ونوازشوں کی دعائیں لیں۔ آپ کے سب سے بڑے لڑکے شیخ سید نظام الدین چشتی کا جوانی میں انتقال ہوا۔

حضرت علامہ کمال الدین چشتی کی صاحبزادی کی شادی شیخ برہان الدین کے صاحبزادے سے ہوئی، جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس بیٹی کے تقویٰ و پرہیزگاری پر حضرت علامہ کو فخر وناز تھا۔

وصال:۔ ۲۷/ذیقعدہ ۷۵۶ھ بمطابق ۲/دسمبر ۱۳۵۵ء کو ہوا۔ آپ کا مزار شریف اپنے مرشد و ماموں حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے روضہ شریف کے پائینتیں گنبد میں ہے اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

علامہ چشتی کی اولاد کا فیضان

حضرت شیخ سید سراج الدین چشتی حسنی بن حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کے وصال کے بعد آپ کی اولاد نے جس میں مسلسل ولی اللہ ہوتے آئے ہیں جیسے حضرت شیخ ابونصر مجد الدین، حضرت شیخ الدین محمد محبوب اللہ الصمد، حضرت ابو برکات عز الدین، حضرت شیخ کمال الدین ثانی وغیرہ نے گجرات ہی میں رہ کر فیض رسانی، رشد و ہدایت خلق اللہ کا جو سلسلہ جاری رکھا وہ محتاج بیان نہیں ہے (تذکرہ مشائخ بالاپور ص ۲۹)

شیخ سید نصیر الدین علی چشتی ابن حضرت کمال الدین علامہ چشتی

آپ شریعت و طریقت کے سنگم تھے اور علم و عمل کے جامع تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مومن سادہ ہوتا ہے کی مکمل تفسیر و آئینہ تھے۔ آپ انتہائی سادہ، مخلص اور منکر المزاج، منفرد المثال شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے وعظ و بیان میں درد و اخلاص تھا دل میں دین و ملت کیے لئے اضطراب تھا۔ حق گوئی آپ کا شیوہ تھا معروف کی دعوت دینا اور منکر سے منع کرنا آپ کی عادت تھی آپ نے پوری زندگی علمی و دینی خدمات کے لئے وقف کر دی تھی اسی وجہ سے ہر دل عزیز و غیر متنازع رہے ہیں آخری وقت میں آپ گلبرگہ شریف منتقل ہو گئے تھے۔ اور وہی پر آپ کا ۸۵۱ھ کو وصال ہوا آپ کا مدفن شور گنبد کٹورہ حوض گلبرگہ شریف ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے مشہور ہوئے ہیں مخدوم سید شاہ محمد عرف حاجی شاہ پھول (متوفی ۸۶۱ھ، چک حاجی عرف شیخ پور، ضلع بلیا، یوپی) اور حضرت شیخ سید

میران (متوفی شور گنبد، کٹورہ ہاؤس، گلبرگہ شریف) میں آپ اپنے والد کے بغل میں آرام فرما ہیں۔

حضرت خواجہ شیخ سید سراج الدین چشتی ابن خواجہ کمال الدین علامہ چشتی

حضرت خواجہ شیخ سراج الدین چشتی حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا اور حضرت ابو الفضل عبد الرحمن قادری خلیفہ حضرت محبوب الٰہی کے پوتے تھے۔

آپ نے چار برس کی عمر میں حضرت خواجہ چراغ دہلی سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا پھر کمسنی میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی سے خلافت حاصل کیا۔

حضرت خواجہ نصیر الدین چرغ دہلی کے وصال کے بعد دہلی کی سکونت ترک کر دی تھی اور گجرات تشریف لائے اور پاٹن شریف میں سکونت اختیار کی اور تا حیات یہیں رہ کر سلسلہ عالیہ چشتیہ کو فروغ دوام دیا۔

آپ کا میدان رشد و ہدایت اور عشق و وفا کا فروغ تھا مگر آپ نے عمر عزیز کا زیادہ حصہ اصلاح نفس اور عبادت و ریاضت میں گذرا تا دم واپسی مسند ارشاد پر متمکن رہے باپ دادا کے سجادے کا حق ادا کیا۔ ہزاروں مفلسوں اور تہی دستوں کو علم و عرفان اور عشق و وفا کی کنجیاں عطا فرما دیں۔ آج ہند و بیرون ہند صد ہا خانقاہوں میں اس کے بلا واسطہ بالواسطہ مشائخ و خواجگان چشت کے ذریعے علوم طریقت و معرفت کی ضیا بازیاں ہو رہی ہے۔ مشائخ عظام کے روحانی کمالات کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ اور خلوص وللٰہیت

کے بھی حامل تھے۔ آپ کی عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ بلکہ ہر کام خلوص اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کا کلام پر تاثیر تھا۔ دعا اور مناجات کے وقت آپ کی رقت کا پتہ چلتا تھا۔ صبر و تحمل مزاجی آپ کا شیوہ تھا۔ عفوو درگذر آپ کا شیوہ تھا آپ کا غصہ دین، ایمانی اور روحانی نقصان کے پیش نظر تھا۔ احقاق حق اور ابطال باطل سلسلہ چشتیہ کی نشر و اشاعت آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

غیبت، چغلی اور بدگوئی سے آپ کو شدید نفرت تھی۔ کینہ، بغض اور حسد سے آپ کا دل پاک و صاف تھا نہ کسی مخالف کی ترقی سے رنج نہ اس کی مصیبت سے خوشی بہترین سیرت، بلند اخلاق اور تہذیب و شائستگی کے پیکر تھے۔ آرام طلبی و عیش پرستی سے آپ کو نفرت و بیزاری تھی۔ مسکین پرور و بیکس نواز تھے حرص و آز، غرور و تکبر سے بری تھے ایک عالم ربانی اور پیر کامل میں جو جو محاسن و کمالات ہونے چاہیئے وہ سب آپ میں موجود تھے حقیقت یہ ہے آپ ہر اعتبار سے خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی اور خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کے مظہر و پرتو تھے ان تمام صفات کے گواہ آپ کے خلفاء، مریدین اور متعلقین ہیں جنہوں نے آپ کو قریب سے دیکھا ہے اور آپ کی بافیض صحبت سے استفادہ کیا ہے۔

۲۱/ جمادی الاول ۸۱۷ھ کو یہ فضل و کمال اور عشق و عرفان کا آفتاب خاک پاٹن شریف گجرات میں روپوش ہو گیا۔

خواجہ شیخ سید علم الدین چشتی مسند سجادگی پر

اللہ کیرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے نائب، سالار کاروان عارفاں، مقتدائے طائفہ

عاملاں ، رہبر قافلۂ سالکاں ، تاجدار گروہ عالماں ، مینارۂ عشق و محبت شہزادۂ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کے وصال پر ملال کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ سراجیہ کے مریدین و خلفاء پر جو حزن وملال طاری تھا وہ ناقابل فراموش تھا۔

عقیدت مندوں کی آنکھیں ایسے مرشد و رہنما کی تلاش میں سرگرداں تھیں جو علمی ، عملی اور روحانی جلالت سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ مشائخ کا نمونہ ہو اور حسن عمل و کردار کا پیکر ہو بیکسوں کا دستگیر اور دکھ درد کے ماروں کا غمخوار بھی ہو۔ جس کی گفتگو میں حضرت خواجہ محبوب الٰہی کی شیرینی و دلربائی خواجہ چراغ دہلوی کی رعنائی حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کے علم وتقویٰ کی شہنشاہی اور حضرت خواجہ سراج الدین چشتی کی تواضع و انکساری کی مکمل تصویر ہو جو ایک طرف سلسلہ عالیہ چشتیہ کی روحانی تعلیمات کو فروغ دیتا ہو تو دوسری طرف احکام شریعت بتا کر خدا اس کی راہیں منور فرماتا ہو۔

نظروں نے تلاش بسیار کے بعد آخر اپنا گوہر مراد پا لیا حضرت علامہ شیخ علیم الدین چشتی کو اپنا مرشد و پیشوا چن لیا جن کو حضرت مخدوم شیخ سراج الدین چشتی نے اپنی خلافت واجازت سے نوازا تھا سر پر عمامہ چشتی باندھا تھا اور خواجگان چشت کا خاص جبہ عطا فرمایا تھا مرشد و والد ماجد نے واقعی ان کو کندن بنا دیا تھا۔

آپ اپنے والد ماجد کی مسند سجادگی پر ۲۶؍صفر ۸۲۹؁ھ تک رونق افروز رہے مزار شریف آپ کا پاٹن شریف میں ہے۔

حضرت خواجہ شیخ سید محمود راجن چشتی کا سجادگی پر جلوہ فرمانا

حضرت خواجہ شیخ سید سراج الدین چشتی کے پوتے حضرت خواجہ محمود راجن چشتی اپنے والد ماجد اور پیرو مرشد کے وصال کے بعد مسند سجادگی پر جلوہ بار ہوئے۔

حضرت خواجہ محمود راجن چشتی حسن اخلاق، صدق زبان، قلت کلام، شکر و رضا، حلم و نرمی، پارسائی و شفقت تواضع وانکساری کے پیکر تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ کو پورا عالم میں عام کیا محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو مخلوق کے نفع کے لئے پیدا فرمایا لوگ ان کے پاس اپنی فریادیں لے جاتے ہیں یہ لوگوں کو راغت پہنچانے والے اللہ کے عذاب سے مامون ہیں (طبرانی)

فرمان سید الامبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ بزرگ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔ آپ اس فرمان کے مظہر اتم تھے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ جس کو فیاض عالم کی جانب سے علم وزہد اور حسن اخلاق عطا ہوا وہ متقیوں کا پیشوا ہے۔

دوسری جگہ ہے کہ جب معلم میں یہ تین خوبیاں صبر، تواضع اور حسن خلق ہوں تو وہ متعلم کے حق میں نعمت کاملہ ہے حضرت مخدوم محمود راجن میں یہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

آپ شیخ علیم الدین والحق چشتی قدس سرہٗ کے خلیفۂ اعظم اور فرزندارجمند تھے پہلے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی اس کے بعد علوم باطنی کے حصول میں ہمہ تن مصروف ہو گئے طلب صادق دیکر مرشد برحق نے جام چشت سے سیراب فرمایا اور آپ کو علوم ظاہری و باطنی کا مجمع البحرین بنا دیا۔ اس کے بعد اجازت وخرقۂ خلافت کی دولت سے نواز کر سجادگی کی

ذمہ داری تفویض فرمائی۔

آپ نے عرصۂ دراز تک ارشاد و تبلیغ کا کام جاری رکھا جو شخص علم شریعت کے حصول کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوتا اسے بیعت فرماتے اور قلیل مدت میں مقصد اصلی تک پہنچا دیتے تھے۔

آپ زہد و تقویٰ، علم و حلم، کشف و کرامات، اور صفائی باطن میں اپنی مثال آپ تھے۔ ۲۲ / صفر سنہ ۹۰۰ ھ کو آپ کا وصال پر ملال ہوا مزار پاٹن شریف گجرات میں مرجع خلائق ہے اور نفع بخش خاص و عام ہے۔

شیخ سید جمال الدین چشتی

شیخ الاسلام حضور سیدنا شیخ جمال الدین المعروف بہ شیخ جمن قدس سرہٗ اولیائے روزگار سے تھے۔ آپ حضرت شیخ محمود معروف بہ شیخ راجن قدس سرہٗ کے محبوب خلیفہ ومجاز ہیں علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ عبادت و ریاضت، دیانت و حیانت، پاکیزگیٔ ظاہر و باطن میں بے مثال تھے۔

خود کو ہر چند مستور الحال رکھنے میں کوشاں رہتے لیکن بے اختیار آپ سے کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا جس سے خلق خدا میں خدا پرستی کا جذبہ بیدار ہو جاتا اور راہ خدا میں مشغول ہو جاتے۔ آپ دنیا سے بیزار و مستغنی تھے لیکن اسرار الٰہیہ کا مشاہدہ ہوتا رہتا۔ طالبین کو مختصر سی مدت میں اصل الاصول تک پہنچا دینے میں آپ کو ملکہ حاصل تھا آپ کی ذات والا صفات سے بے شمار بندگان خدا خدا والے بن گئے آپ کا شمار حضرت کمال

الدین علامہ چشتی کے احفاد میں ہوتا ہے۔ ۲۰/ذی الحجہ سنہ ۹۴۰ھ میں رحلت فرمائی قبر شریف احمد آباد گجرات میں ہیے۔

شیخ سید حسن محمد چشتی

قطب الاولیاء حضرت سیدنا شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہٗ علم ظاہری میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علم تفسیر، فقہ، حدیث میں یگانۂ روزگار تھے۔ علم باطن میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ہر طالب صادق کو اپنی صحبت میں جگہ دیتے اور چند ہی دنوں میں اسے غواص معرفت بنا دیتے۔ طالبین کے لئے آپ کی صحبت اکسیر اعظم کی خاصیت رکھتی تھی۔

آپ کا نصب چار واسطوں سے شیخ الشیوخ حضرت کمال الدین علامہ چشتی قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے۔

وہ اس طرح ہے شیخ حسن محمد بن شیخ احمد کبیر میان جو بن شیخ نصر الدین بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ چشتی قدس اسرارھم۔

۲۸/ذیقعدہ سنہ ۹۸۲ھ ھ وصال شریف کی تاریخ ہے آخری آرام گاہ احمد آباد گجرات ہے۔

شیخ سید محمد چشتی

مظہر انوار الٰہی حضرت سیدنا شیخ محمد چشتی قدس سرہٗ جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ آپ کے والد و ماجد قدس سرہٗ نے آپ کو سلاسل اربعہ یعنی قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کی اجازت وخلافت کی فضیلت سے بہرہ مند کیا۔

اپنے والد کے قائم مقام ہو کر آپ نے مسند جانشینی کی زینت بخشی آپ کا سینہ علوم وفنون کا گنجینہ تھا۔

اپنی مجلسوں کے تشنگان معرفت کو منزل مقصود سے ہمکنار کر دیتے۔ علم حقائق و معرف میں آپ کی کثیر تصانیف ہیں۔ چہل در د نسخہ جو ہمارے مشائخ میں مشہور و متداول ہے آپ ہی تصنیف ہے۔ ۲۹/ربیع النور سنہ ۱۰۴۰ھ میں واصل ای اللہ ہوئے قبر شریف احمد آباد گجرات میں ہے۔

شیخ سید یحییٰ مدنی قدس سرہٗ

آپ سلسلہ چشتیہ وارثیہ وسلسلہ چشتیہ لطیفیہ ستاریہ کے انتیسویں خواجہ ہیں قطب مدینہ حضرت سیدنا شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہٗ پہلے عالم ظاہر سے مالا مال ہوئے اس کے بعد حصول علم باطن میں مشغول ہو گئے۔ مربیٔ باطن نے درجہ تکمیل تک رسائی فرمائی۔ شہر مدینہ منورہ میں مظہر الانوار الٰہی حضرت خواجہ سیدنا محمد قدس سرہٗ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے شیخ نے باکمال مرید پر خاص توجہ فرمائی جلد ہی اجازت وخلافت کی دولت سے مشرف فرما کر اپنا خلیفہ نامزد کر دیا۔

آپ نے فیضان شیخ کو عام سے عام تر کرنا شروع کر دیا۔ جہاں تشنگان معرفت کا اژدھام ہو گیا۔ آپ نے تبلیغ وارشاد جاری رکھا خصوصاً طالب صادق کو راہ باطن پر گامزن فرما دیتے اور بہت جلد مقصود اصلی تک پہنچا دیتے۔

آپ کی نظر کیمیائے اثر سے آپ کے گرد صاحبان حال وقال کا مجمع لگا رہتا تھا ۲۸/صفر سنہ ۱۱۰۱ھ میں سفر آخرت فرمایا۔ شہر رسول مدینہ منورہ میں آسودۂ خواب ہیں۔

باب دوم

تذکرہ

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ، کمالیہ، سراجیہ کے چند مشاہیر کرام سے شیخ کلیم اللہ جہان آبادی سے درگاہ صمدیہ پھپھوند شریف تک

سلسلہ چشتیہ نظامیہ کمالیہ سراجیہ کے چند مشاہیر کرام

حضرت بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ کے صاحبزادے سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو خوب فروغ حاصل ہوا آپ کی آل واولاد میں ایک سے ایک مشائخ عظام ورود میں آئے اورانھوں نے پورے عالم کو ابر رحمت بن کر سیراب کیا۔ ٹھیک اسی طرح آپ کے سلسلہ سے وابستہ حضرات نے بھی پورے عالم اسلام کو اپنے فیوض و برکات سے مزین فرمایا چند مشاہیر حضرات کے تذکرے کرکے آپ کے فیضان کے کتنے چشمہ پھوٹے اور کس کس کی کشت سیراب کیا۔

شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی

سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ وارثیہ اور سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ لطیفیہ میں آپ کا شمار تیسویں خواجہ کے طور پر ہوتا ہے۔

فانی فی اللہ حضرت سیدنا شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہٗ نے سب سے پہلے علم ظاہری حاصل کیا اور اس میں حد درجہ کمال حاصل کیا اس کے بعد شہر مدینہ منورہ میں قطب مدینہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہٗ کے دست اقدس پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کی نعمت باطن کے حصول کے بعد شاہ جہاں آباد تشریف لائے۔ قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان اپنا مسکن بنایا اور مقیم ہو گئے۔

عوام و خواص نے حصول فیض کے لئے آستانۂ بوسی شروع کی تو آپ کی بارگاہ میں ایک جہاں سمٹ آیا اور خلق کثیر کی بھیڑ لگ گئی۔ آپ نے سلسلہ بیعت جاری فرما کر متوسلین

ومعتقدین کے دین وکمال کی حفاظت فرمائی اور متعدد طالبین کو اصل الاصول تک پہنچا دیا۔

آپ نے ارشاد وتبلیغ کے ساتھ خلق خدا کی رہنمائی کے لئے تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ سواء السبیل، کشکول مرقع وغیرہ آپ کی عظیم یادگار ہیں۔ جو علم تصوف کا عطر مجموعہ ہیں۔

۲۴/ ربیع الاول ۱۱۴۲؁ھ میں واصل الی الحق ہوئے شہر دہلی میں مرقد انور زیارت گاہ خلق ہے۔

شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی

آپ سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ وارثیہ اور اور سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ لطیفیہ کے اکتیسویں خواجہ ہیں۔

سراج الواصلین حضرت خواجہ شیخ نظام الحق والدین قدس سرہٗ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے والد ماجد کی جانب سے آپ کا سلسلہ نسب شریف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے۔

علاقۂ مشرق کی ایک قصبہ سے جسے آپ کا وطن مانوف ہونے کا شرف حاصل تھا۔ علم دین حاصل کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کی خدمت میں حاضری دی شیخ نے پہلی ہی نظر میں بھانپ لیا کہ آنے والا بلند پرواز شہباز ہے لہذا پہلے آپ کو علم ظاہر حاصل کرنے کا حکم صادر فرمایا حضرت شیخ نے خود بھی آپ کو علوم دینیہ سے مزین کرنے میں کافی توجہ فرمائی جس کی وجہ سے آپ جلد ہی علوم وفنون سے

فارغ ہو گئے اس کے بعد وہیں شرف بیعت سے بھی مشرف ہوئے اور حصول علم باطن کے لئے ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ کی نظر خاص نے سونے پر سہاگا کا کام کیا جس سے جلد ہی منزل مراد پر پہنچ گئے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ سے نعمت ہائے باطن اور خرقہ خلافت کی دولت حاصل کی۔ حسب حکم شیخ دکن کی طرف روانہو گئے۔ اور اورنگ آباد پہنچ کر اقامت گزیں ہو گئے۔ اور وہیں پر شاہ باز عشق نے حضرت بندہ نواز گیسودراز قدس سرہٗ کے خاندان میں آپ نے شادی فرمائی۔ ۱۲؍ذی القعدہ ؁۱۱۴۲ھ کو وصال حق فرمایا مزار پاک اورنگ آباد میں ہے۔

حضرت شیخ فخر الدین فخر جہاں چشتی

آپ سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ وارثیہ اور سلسلہ چشتیہ لطیفیہ کے بتیسویں خواجہ ہیں۔ حضرت خواجہ شیخ فخر الدین والحق محمد اورنگ آبادی ثم جہاں آبادی حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم اور محبوب فرزند تھے آپ کا سلسلہ نسب مادری حضرت بندہ نواز گیسودراز تک پہنچا ہے آپ شہر اورنگ آباد میں پیدا ہوئے سن ولادت ؁۱۱۲۶ھ ہے۔

حضرت کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ کو آپ کی ولادت کی خبر پہنچی تو آپ نے ان کے لئے اپنا لباس بھیجا محمد فخر الدین نام تجویز فرمایا۔ اور مولانا لقب عطا نے فرمایا۔ مرید ارشاد فرمایا کہ شاہ جہاں آباد میں دنیا کو نور ہدایت سے منور کرے گا۔

جب آپ کی عمر شریف سولہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے مولانا کو تمام نعمت روحانی و باطنی تفویض فرما کر دار فانی سے رحلت فرمائی اس کے بعد آپنے روز و شب مشقت کثیرہ کر کے تین سال میں علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی اور مردان خدا کی روش اختیار کر کے ریاضت شاقہ میں مشغول ہو گئے تا کہ ظاہری علوم کی بنیاد پر حسن ظن سے آنے والوں کی وجہ سے اوقات عزیز پراگندہ نہ ہوں اور ذکر و فکر کے لمحات میں کسی طرح خلل انداز نہ ہوں اس کے بعد اجمیر شریف تشریف لا کر ایک عالم کو منور فرمایا۔

۲۷؍ جمادی الآخر ؁۱۱۹۹ھ میں وصال فرمایا۔ مہرولی شریف پرانی دہلی میں حضرت قطب الاقطاب کے جوار رحمت میں آپ کا مزار شریف ہے۔

قطب عالم، مدار اعظم حضرت شاہ نیاز احمد بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ نیاز بے نیاز ’’حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں چشتی کے جانشین ہیں۔ حضرت علامہ سید محمد علی شاہ میکشؔ اکبر آبادی فرماتے ہیں۔

’’محبت اور خودی کا حسین ترین موصوف اگر عقل و دانش میں نہ آئے تو خدا اور دل و نگاہ میں سما جائے تو انسان ہے۔ اور ان ہی معدودے چند حضرات میں قطب عالم، مدار اعظم نیاز بے نیاز شاہ نیاز احمد بریلوی قدس سرہٗ کی ذات گرامی بھی ہے۔ سلسلۂ چشتیہ کے فرد فرید حضرت شاہ نیاز احمد صاحب مولانا فخر الدین فخر جہاں کے عزیز ترین و محبوب ترین خلیفہ تھے۔ (نقد اقبال)

لقب نیاز بے نیاز اور خطاب قطب عالم مدار اعظم ہے۔ ولادت بروز چہار شنبہ ۲۵؍ ربیع الاول ؁۱۱۵۵ھ ۳؍ مئی ؁۱۷۹۹ء بمقام سرہند محلہ پیر جی میں ولادت ہوئی۔ آپ

کے آبا واجداد بخارا موجودہ ازبکستان کے بادشاہ تھے اور اندی جان پایہ تخت تھا چوں کہ مشئیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا، چنانچہ آپ کے تیسرے دادا حضرت شاہ آیت اللہ علوی اندی جان نے ترک سکونت فرما کر گیارہویں صدی ہجری سترہویں صدی عیسوی میں فقیری اختیار کی۔ شاہجہانی عہد میں ملتان میں آکر بسے۔ یہ پہلی ہجرت ۱۰۵۰ھ ۱۶۴۰ میں ہوئی۔

حضرت شاہ عزت اللہ محقق سرہندی ملتان سے سرہند آگئے۔ آپ کے والد حضرت حکیم الٰہی صاحب سلسلۂ نقشبندیہ سہروردیہ سے نسبت رکھتے تھے۔ لیکن والدہ حضرت بی بی شاہ غریب نواز ’’حضرت مولانا سعد رضوی صاحب‘‘ کی صاحبزادی تھیں، جو حضرت سید نظام الدین اورنگ آبادی کے خلیفہ و مرید تھے۔ اس لئے آپ کے نانا اور والدہ کی طرف سے چشتیہ سلسلہ کی تعلیم کا پورا پورا اثر موجود تھا۔ والدہ خود بہت بڑی ولیہ تھیں۔

آپ نے حضرت شاہ نیاز بے نیاز کو حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کی خدمت میں بچپن سے دے دیا تھا۔ حضرت مولانا فخر جہاں پاک نے آپ کو اپنی اولاد کی طرح پرورش دی۔ خواجگان چشت کی وہ سب روحانی نعمتیں آپ کو عطا فرمائی۔ جو جانشین کو دی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ نیاز بے نیاز کی ذات پاک نے اور سلسلۂ نیازیہ کی صفات میں چشتی سلسلے کی ساری خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ سلسلۂ نظامیہ نصیریہ کمالیہ کے اعظم اور معروف بزرگ ہیں۔ سلسلۂ نیازیہ نے چشتیہ سلسلے کی تبلیغ میں بڑا رول ادا کیا ہے۔ ساری دنیا میں سلسلۂ نیازیہ کے لاکھوں مریدین و متوسلین موجود ہیں۔ اہل بیت سے والہانہ محبت،

مرشد کا ادب وضعداری سلسلۂ نیازیہ کی خصوصیات میں ہے۔

حضرت شاہ نیاز بے نیاز کے خلیفہ و مریدین میں بڑے بڑے علماء و مشائخ ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ کی تربیت و تعلیم میں شریعت کی پابندی، علم حدیث و فقہ کی تعلیم پر ایسے ہی زور دیا جاتا ہے جیسے ادب، عشق اور علوم باطن پر۔ خود آپ عالم باعمل تھے۔ مدارس میں تعلیمات پر آپ نے ہمیشہ صوفیاء کو راغب کیا۔ تصنیفات میں "شمس العین"، "نور العین"، "رسالہ سوز گداز"، "رسالہ آل رسول"، "سند و اسماء الرجال" وغیرہ فارسی اور اردو کا دیوان آپ کی یادگار میں ہے۔

خانقاہ نیازیہ میں آج بھی حضرت شاہ محمد حسنین المعروف حسنی میاں صاحب سلسلۂ نظامیہ نصیریہ نیازیہ کو صاحب سجادہ اور جانشین کی حیثیت سے ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں، آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ آج بھی چشتیہ سلسلہ کی تعلیم وضع داری کو پابندی سے آپ نے برقرار رکھا ہے۔

وصال:۔ حضرت نیاز بے نیاز نے چھٹی جمادی الثانی ۱۲۵۰؁ھ بمطابق ۱۸۳۴؁ء بروز جمعہ ۲/ بجے وصال فرمایا۔ بریلی میں اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

طمع فاتح خلق نہ داریم نیاز
عشق من در پس من فاتح خوا من باقیست

خواجگان سلسلہ وارثیہ

سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ کلیمہ وارثیہ کے تیسویں خواجہ حضرت شیخ قطب الدین چشتی قدس سرہٗ ہیں جن کا مزار شریف مدینہ منورہ میں ہے چوتیسویں خواجہ حضرت شیخ جمال

الدین چشتی ہیں جن کا وصال ۱۲؍ربیع الثانی کو ہوا۔ پیتسویں خواجہ حضرت شیخ عبداللہ شاہ چشتی ہیں آپ کا وصال ۱۲؍محرم الحرم کو ہوا۔ سیتسویں خواجہ حضرت شیخ خادم علی شاہ چشتی ہیں آپ حضور سیدنا وارث پاک کے ماموں اور مرشد ہیں ۱۴؍صفر سنہ ۱۲۵۳ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار شریف گولہ گنج لکھنؤ میں ہے۔

حضور سیدنا وارث پاک

سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ کلیمیہ کے آپ اڑتیسویں خواجہ ہیں آفتاب ولایت سرکار عالم پناہ حضور سیدنا سید وارث علی شاہ چشتی کاظمی نے سات سال کی عمر قلیل میں آپ نے قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا اور صرف چودہ سال کی عمر تھی کہ اہل طریقت کے دستور کے مطابق آپ کی دستار بندی بھی ہوگئی اور اسی وقت سے آپ کی ذات بابرکات سے سلسلہ رشد و ہدایت بھی جاری ہو گیا۔

آپ کی نورانی شخصیت میں وہ مقناطیس اثرات تھے کہ سارا زمانہ آپ کی طرف کھینچتا چلا جاتا مقدس جسم میں برقی لہریں دوڑا کرتی تھیں اور آنکھوں میں نور الٰہی کی بجلیاں کوندا کرتی تھیں مشہور تھا کہ آپ کو جس، جس نے ایک بار دیکھا وہ ہمیشہ کے لئے فریفتہ ہو گیا۔

آپ نے مسلسل بارہ سال تک عرب و حجاز، ایران و عراق، فلسطین و شام، مصر و ترکی، روس و جرمنی اور تمام یورپ میں روحانیت کا تبلیغی دورہ فرماتے رہے۔

آپ نے اسلام کی بلند ترین روحانی تعلیمات کو ساری دنیا میں عام کیا اور عشق

الٰہی کی لامحدود ولافانی اقدار کو اپنی بے پناہ قوت باطنی سے دلوں میں جاگزیں فرمایا۔ آپ کی ساری زندگی غم محبت سے شعلہ زور اور عشق الٰہی سے سرشار تھی۔

انوار الٰہی کی شان دیکھنا ہو تو دربار وارث پاک میں آؤ یہاں چھوٹے بڑے پیر مرید سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آئیں گے۔ اللہ کے فقیروں میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ سب کا لباس عاشقانہ فرش زمین سب کا بستر اور فقط اللہ کی ذات پر تکیہ ہے۔

آپ کا وصال مبارک علی الصبح ۴؍بج کر ۱۳ منٹ پر یوم جمعہ یکم صفر المظفر ۱۳۲۳؁ھ بمطابق ۷؍اپریل ۱۹۰۵؁ء کو ہوا آپ کا مزار شریف دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی اتر پردیش علاقہ اودھ میں مرجع خلائق ہے۔

خواجگان سلسلہ چشتیہ لطیفیہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ کلیمہ کے تینتسویں خواجہ حضرت شیخ نور الحق نور محمد چشتی قدس سرہٗ ہیں۔

آپ خواجہ فخر الدین کے اعظم خلفاء میں ہیں۔ کشف و کرامات حالات و مقامات میں مولانا کے تمام خلفاء میں فائق و فاضل تھے۔

ابتدائے حال میں حفظ کلام اللہ شریف کے بعد مزید حصول علم کے ارادے سے ملک پنجاب سے دہلی تشریف لائے علماء دہلی کے خدمت میں حاضر رہ کر تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے کچھ دنوں بعد حضرت خواجہ مولانا فخر الدین چشتی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور انہیں کی صحبت اختیار کر کے علم ظاہری کی تکمیل فرمائی اس کے بعد

۱۱۵۵ھ میں انہیں سے شرف بیعت حاصل کی طرح طرح کے نعمت باطنی جو سردار انبیاء نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینہ بہ سینہ یکے بعد دیگرے حضرت مولانا قدس سرہٗ تک پہنچا تھا اسے حاصل کر کے خرقۂ خلافت پہنا۔

حضرت مولانا قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق پنجاب روانہ ہو گئے ریاست بہلول خان میں مہاران گاؤں کے اندر پاک پٹن شریف سے جانب مغرب تقریباً ایک سو بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر رخت سفر اتار دیا اور اقامت گزین ہو گئے یہاں خلق کثیر نے آپ سے فوائد حاصل کیا اور طالبین درجۂ کمال تک پہونچے جن میں بہت سے لوگوں کو آپ نے اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی۔

آپ کی تاریخ وفات شریف ۳/ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ ہے مزار منیف تاج سرور گاؤں میں ہے جو بہاران سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور زیارت گاہ خلق ہے۔

خواجہ محمد سلیمان چشتی

سلسلہ عالیہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ کلیمیہ کے تیسویں خواجہ آپ ہیں۔ سلطان التارکین حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہٗ حضرت قبلۂ عالم نور العارفین نور الحق خواجہ نور محمد چشتی قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم ہیں کشف وکرامت میں مشرق ومغرب میں مشہور ومعروف ہیں۔

آپ کا وطن اصلی کوہستان میں گرگوہی مقام نہایت سرسبز وشاداب ہے جو توشہ شریف سے جانب مغرب تقریباً نوے کلومیٹر دور واقع ہے۔

ابتدائی حال میں کوٹ مٹھن میں حضرت شیخ قاضی محمد عامل قدس سرہٗ کے مدرسے

میں رہ کر کتب درسیہ پر توجہ صرف کی کچھ دنوں بعد حضرت قبلۂ عالم نورالعارفین نورالحق نور محمد چشتی اپنے خلفاء و مشائخ کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے ایک روز حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کی خانقاہ میں حضرت قبلۂ عالم نورالعارفین تشریف فرماتھے آپ اس جگہ نورالعارفین چشتی کے ہاتھوں پر شرف بیعت سے مشرف ہو گئے وہیں پر نورالعارفین نے خاص نظر توجہ فرمائی جس کی وجہ سے آپ نے بھی شیخ کی بارگاہ کی حاضری اپنے اوپر لازم کر لی اور نعمت خلافت سے مالا مال ہوئے حضرت پیرومرشد کے حکم سے تونسہ شریف میں اقامت گزین ہوکر بیعت و ارشاد میں مصروف ہو گئے مشرق و مغرب کے تقریباً ایک لاکھ خلق خدا آپ کے دامن بیعت سے مستفیض ہوئی۔

۷؍ صفرالمظفر ۱۲۶۷ھ بروز جمعرات واصل بحق ہوئے آپ کا مزار تونسہ شریف میں ہے تقریباً سو سال کی عمر پائی ۶۲ سال تک مسند ارشاد کو آپ نے زینت بخشی۔

شیخ عبداللطیف چشتی

سلسلہ عالیہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ کلیمیہ کے پینتیسویں خواجہ حضرت خواجہ الشاہ محمد ہلال چشتی ہیں چھتیسویں خواجہ حاجی الحرمین حضرت شیخ سیدنا الشاہ عبدالکریم قدس سرہٗ ہیں ذی الحجہ کی ۱۸، ۱۹؍ تاریخ کی درمیانی شب میں آپ کی وفات پاک ہوئی مزار شریف حیدر آباد دکن بیرون شہر ہے۔

اس سلسلہ کے سینتیسویں خواجہ عارف باللہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد شاہ عبداللطیف چشتی ستھنوی قدس سرہٗ ہیں۔

آپ کو حضرت خواجہ محمد ہلال چشتی اور حضرت خواجہ عبدالکریم چشتی سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔

عارف باللہ قطب زمانہ حضرت نور محمد عرف شاہ عبداللطیف ستھنوی قدس سرہٗ کا اسم شریف نور محمد اور عرفیت عبداللطیف ہے آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت شیخ امام الدین قدس سرہٗ ہے آپ نسبی اعتبار سے شیخ فاروقی تھے۔ ننہالی رشتہ پانی پت کے اس مشہور گھرانے سے تھا جس گھرانے سے شریعت کے نکتہ شناش حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے جد مادری کا تعلق تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۸۳۸؁ھ میں ہوئی۔ ۱۶/دسمبر ۱۹۲۰؁ء میں وصال ہوا مستھن شریف ضلع سلطان پور ثم امیٹھی سپرد خاک ہوئے۔

شیخ عبدالغفور چشتی لطیفی

شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت مولانا عبدالغفور لطیفی قدس سرہٗ قطب زمانہ شاہ عبداللطیف ستھنوی قدس سرہٗ کے خلیفہ و مجاز ہیں۔ آپ کے جد امجد حضرت ابو عبداللہ مدنی قدس سرہٗ شہنشاہ بابر کے زمانہ میں مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے موضع بھٹواں ضلع سلطان پور میں قیام پزیر ہوئے جو ستھن شریف سے متصل ہی ہے۔

حضرت ابو عبداللہ مدنی قدس سرہٗ کی اولاد امجاد میں حضرت شاہ مظفر عرف باجھتی پیر گذرے ہیں جو سیر و سیاحت کرتے ہوئے بمقام اجودھیا ضلع فیض آباد یو۔ پی کے محلہ چراغ دہلی دوراہا کنواں کو قدوم میمنت نروم سے مشرف فرمایا۔ اور اسی جگہ مقیم ہو گئے۔

حضرت شاہ عبدالغفور لطیفی چشتی ۱۹۰۷ء میں واصل بحق ہو کر مدفون ہوئے آج بھی مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔ حضرت سیدی عبدالغفور کا سلسلۂ نسب گیارہویں پشت میں حضرت شاہ مظفر بلخی باجھتی پیر سے جاملتا ہے۔

شیخ سید عبدالستار چشتی لطیفی

آپ سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ کلیمیہ لطیفیہ کے انتیسویں خواجہ ہیں۔ شہید ملت حضرت سید شاہ شیخ عبدالستار صاحب چشتی لطیفی عارف ربانی حضرت شیخ سید شاہ عبدالغفور لطیفی کے خلیفۂ مجاز ہیں آپ کو کمسنی ہی میں حضرت سے خرقۂ خلافت عطا ہو چکا تھا۔

قطب زمانہ حضرت شاہ عبداللطیف قدس سرہٗ کی صحبت بابرکت کے بھی فیض یافتہ تھے۔ بلکہ حضرت شیخ عبدالغفور کے ۱۹۰۷ء کو وصال فرمانے کے بعد شاہ عبداللطیف ستھنوی نے شہید ملت حضرت سید عبدالستار چشتی لطیفی کو خلیفۂ مجاز بنایا۔

شب یکم محرم الحرام ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۴ر مئی ۱۹۶۴ء کو جام شہادت نوش فرمایا درگاہ مظفریہ ستاریہ لطیفیہ دوراہا کنواں محلہ چراغ دہلی اجودھیا میں محو خواب ہیں۔

شیخ شعیب الاولیاء چشتی براؤں شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ کلیمیہ میں حضرت شعیب الاولیاء حضرت شاہ یار علی قدس سرہٗ اپنے وقت کے عظیم ترین بزرگ ہیں قطب الاقطاب حضرت شاہ عبداللطیف

چشتی سے خلافت واجازت حاصل تھی۔

حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ عبداللطیف چشتی اتباع سنت اوراحیاء ملت کی وجہ سے اپنے معاصر بزرگان دین میں امتیازی شان کے حامل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت قطب الاقطاب سے امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی بوقت ملاقات نہایت اعزاز واکرام سے پیش آئے تھے۔

حضرت قطب الاقطاب کی صحبت بابرکت سے حضرت شعیب الاولیاء کی اتباع شریعت و استقامت فی الدین میں وہ نکھار پیدا ہوا کہ وہ اپنے اس وصف میں وہ انے معاصرین واقرارن پر سبقت لے گئے۔

ایک سوتیس سال کی عمر میں جب کہ آپ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ ضعف و نقاہت اس درجہ کی دوسرے کے سہارے پر بھی دوقدم چلنے سے معزور تھے مگر اس حالت میں بھی نماز باجماعت کے اس قدر پابند تھے کہ کبھی تکبیر اولیٰ نہ فوت ہوئی آپ باکرامت بزرگ اور خدارسیدہ ولی تھے آپ سے سیکڑوں کرامتوں کا ظہور ہوا انہیں کرامتوں میں سے ایک روشن کرامت یہ ہے۔

دین کی نشر و اشاعت کے لئے ایک مرکزی ادارہ دارالعلوم فیض الرسول کا قیام فرمایا جو آج ہندوستان کے مشہور اداروں میں سے ایک ہے۔

۲۲/محرم الحرام ۱۳۸۷؁ھ مطابق ۴/مئی ۱۹۶۷؁ء کا دن گذار کر شب میں ایک بجکر ۱۵/منٹ پر نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے بعد مالک حقیقی سے جا ملے۔ براؤں شریف ضلع بستی ثم سدھارتھ نگر میں آپ کا مزار شریف فیوض و برکات کا مرکز ہے۔

قائد اہلسنت علامہ شیخ غلام عبد القادر علوی عرف بپو میاں

سلسلہ عالیہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ لطیفیہ کے آپ انتالیسویں خواجہ ہیں حضور شعیب الاولیاء حضرت خواجہ شیخ یار علی چشتی براؤں شریف نے پیر طریقت قائد اہلسنت حضرت علامہ غلام عبد القادر علوی کو اپنے دور آخیر میں اجازت و خلافت کی گراں بہا نعمت و اعزاز سے نوازا۔ بچپن ہی سے موصوف پر حضرت شیخ کی خصوصی شفقت و غایت درجہ محبت کا غیر معمولی انداز جہاں دیگر معتقدین کے لئے باعث حیرت تھا وہیں دیگر صاحبزادگان کے لئے باعث رشک بھی تھا حضور کی اس غیر معمولی شفقت و پیار پر متحیر حضرات کے تحیر کو دور کرنے کے لئے ایک بار حضرت نے مریدین و معتقدین کے بیچ بپو میاں کو اپنی آغوش شفقت میں لے کر پیار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنے اس بچے پر ناز ہے اور دینی خدمات کے سلسلہ میں اس سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔

آپ کو حضور شعیب الاولیاء نے بیعت کرنے کے بعد خلافت جیسی انمول دولت سے سرفراز فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ آں عزیز کو سلسلہ عالیہ قادریہ محبوبیہ اور چشتیہ لطیفیہ کی اجازت و خلافت دیتا ہے کہ جو مرد و عورت ان کے توبہ و بیعت کے لئے حاضر ہوں اس سے توبہ لے کر ان مبارک سلسلوں میں داخل کریں اور مسلک اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے مطابق اسلام و سنیت کا متبع بنائیں۔

۵ رمئی ۱۹۹۲ء کو آپ کو خانقاہ فیض الرسول کا سجادہ نشین اور دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کا ناظم اعلیٰ نامزد کیا گیا۔

حضور سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی علیہ الرحمہ سے سلسلہ

قادریہ برکاتیہ کی اجازت ملی۔

شہزادۂ قطب مدینہ حضرت علامہ ومولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی ثم مدنی سے سلسلہ قادریہ رضویہ ضیائیہ کی اجازت وخلافت کا شرف مدینہ شریف میں حاصل ہوا۔

قطب عالم حضور مفتی عالم حضرت مفتی مصطفیٰ رضا خان بریلوی سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت وخلافت حاصل ہوئی

شیخ العلماء حضرت علامہ ومولانا مفتی غلام جیلانی گھوسوی علیہ الرحمہ سے النور والبھافی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء کی جملہ اجازتیں عطا فرمائیں۔

آپ کے سجادہ نشین منتخب ہونے کے بعد ہند و بیرون ہند کے موقر خانقاہوں کے مشائخ بین الاقوامی شہرت کے حامل قائدین اہل سنت علماء و دانشوروں نے مبارک باد پیش کی اور اپنی مسرت کا اظہار کیا دنیائے سنت کی مشہور شخصیت علامہ ارشد القادری کے مکتوب کے چند جملے ملاحظہ ہوں۔

مولانا جمال صاحب کی زبانی مجلس عاملہ خانقاہ فیض الرسول کے فیصلے کی اطلاع ملی آپ کے انتخاب سے مسرت حاصل ہوئی کہ اس روحانی منصب پر ایک علمی و دینی شخصیت فائز کی گئی ہے مولائے قدیر اس انتخاب کو باعث خیر و برکت بنائے اور خانقاہ کا وقار بلند ہو۔

آپ سجادگی اور دار العلوم کی نظامت کو نہایت ہی حسن وخوبی سے ادا فرما رہے ہیں دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ فقیر راقم الحروف کے حضرت سے خصوصی روابط قائم ہیں۔

حاجی الحرمین حافظ کلام ربانی شیخ اخلاق احمد لطیفی

سلسلہ چشتیہ کمالیہ سراجیہ لطیفیہ کے چالسویں خواجہ ہیں حاجی الحرمین حافظ کلام ربانی حضرت سید شاہ اخلاق احمد چشتی لطیفی ۱۴/مئی ۱۹۶۴ء کو خانقاہ مظفریہ لطیفیہ کے سجادہ نشین مقرر فرمائے گئے آپ کو سلسلہ چشتیہ لطیفیہ کی اجازت وخلافت اپنے والد محترم شہید ملت حضرت صوفی شیخ سید شاہ عبدالستار لطیفی رحمت اللہ علیہ سے حاصل تھی۔

آپ کی زندگی شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے آپ درویش صفت اور پابند صوم وصلوٰۃ ہیں یہاں کہ حتیٰ الوسیع اپنی دانست میں کسی سنت کو بھی نہیں چھوڑتے ہیں حرام وحلال میں پوری طرح احتیاط کرتے ہیں یہاں تک کہ مشتبہ چیزوں سے بھی بچتے ہیں زمانۂ عدالت شدیدہ میں بھی اگر شبہ ہوگیا کہ اس دوا میں کوئی حرام یا مکروہ چیز ملی ہوئی ہے تو قطعی طور پر اس کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں اور اسے ہرگز استعمال نہیں فرماتے ہیں۔

اجودھیا ضلع فیض آباد کی جملہ دینی وسماجی تنظیموں کے آپ سربراہ بھی ہیں خانقاہ میں آپ کے ایک دارالعلوم بھی قائم فرما کر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں فقیر راقم الحروف پر خصوصی کرم فرماتے ہیں۔

سلسلہ حافظیہ اسلمیہ

درگاہ حافظی اسمی قصبہ خیرآباد ضلع سیتاپور علاقہ اودھ یو۔ پی واقع ہے اس درگاہ

شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کی نسبت حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے ذریعہ سے آئی ہے حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کا سالانہ عرس خیر آباد شریف میں بہت ہی تزک احتشام سے منایا جاتا ہے خیر آباد شریف کا یہ سالانہ عرس مہینوں کی تیاری کے ساتھ کیا جاتا ہے خیر آباد شریف کا کوئی علاقہ ومیدان زائرین کی قیام گاہ سے خالی نہیں رہتا نگر پالیکا وغیرہ کی طرف سے کافی تعداد میں رین بسرا بنایا جاتا ہے لیکن ہر سال زائرین کی تعداد کے اعتبار سے ہر انتظام ناکافی ثابت ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ درگاہ حافظی اسی میں منایا جانے والا عرس چراغاں درگاہ واقع حضرت خواجہ حافظ محمد علی شاہ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ سلیمان تونسوی چشتی نظامی کمالی سراجی کے عرس کے موقع پر مقامی درگاہ میں بھی عرس چراغاں منایا جاتا ہے۔ ملک کی مختلف ریاستوں سے آئے لاکھوں زائرین چراغاں کرتے ہیں اور اپنی اپنی ہوئی منتیں اتارتے ہیں یہاں پر رواج یہ ہے کہ جس کو کوئی پریشانی لاحق ہو جاتی ہے یا امراض وعوارجات ہوتے ہیں وہ نذر مانتے ہیں کہ اگر میرا فلاں کام یا فلاں مقصد پورا ہوا تو دربار میں حاضر آکر کے چراغاں کروں گا۔ کافی تعداد میں لوگوں کی ہر سال مرادیں پوری ہوتی ہیں بعد نماز مغرب خواتین اسلام چراغاں کرتی ہیں اور بعد نماز عشاء مرد لوگ چراغاں کرتے ہیں۔

امسال ۶؍۷؍صفر ۱۴۳۸ھ کو سجادہ نشین سید وحید فرقان ہاشمی عرف فرقان میاں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اسلام کی تبلیغ میں نہ جانے کتنے اللہ والوں نے اپنی پوری زندگی قربان کر دی اولیاء اللہ نے اپنی پوری خواہشات کو ترک کر کے اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو عام کیا۔ اللہ والوں کے دعوتی مشن کو آگے بڑھانا آج

وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اولیاء اللہ کی قربانیوں کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے انہوں نے کہا کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو بحیثیت داعی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے امت تک پہونچایا ان کے اس سلسلہ کو اولیاء اللہ نے قائم رکھتے ہوئے دین کی تبلیغ واشاعت کو دنیا میں پھیلایا۔

انہوں نے عقیدت مندوں سے خطاب کے دوران کہا کہ سچا عقیدت مند وہ ہے جو اولیاء اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرتا ہو۔ جن باتوں سے اولیاء اللہ نے منع کیا ان کے بچتا ہو اور جن کاموں کو بتایا ہو اس پر عمل کرتا ہو۔

انہوں نے کہا کہ نماز کی پابندی، روزہ کا اہتمام، قرآن پاک کی تلاوت، غریب و مساکین اور مظلوموں کی مدد کرنا جیسے تمام کاموں کو اپنی عادت بنانا ہوگا اس موقع پر دوردراز سے آئے تمامی سجادگان لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ (روزنامہ انقلاب ۸ رنومبر ۲۰۱۶ء بروز منگل)

۷ رصفر المظفر کو روایت کے مطابق صبح حضرت خواجہ سلیمان چشتی تونسوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا خرقہ شریف زیارت کے لئے درگاہ شریف رکھا جاتا ہے۔ زیارت کے بعد قل شریف ہوتا ہے۔

عرس چراغاں میں آنے والے عقیدت مند قصبہ میں داخل ہوتے ہیں جوتے اور چپل اتار کر ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔

آستانہ درگاہ اسمی میں حاضری کے بعد زائرین قصبہ میں واقع دیگر مزارات پر بھی حاضری دیتے ہیں عقیدت مندوں نے درگاہ شاہ ولایت حضرت مخدوم سعد الدین

المعروف بڑے مخدوم صاحب درگاہ حضرت نظام الدین عرف اللہ دیا عرف چھوٹے مخدوم صاحب میں حاضری دی یہ بزرگان دین حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔

اس کے علاوہ درگاہ قلندریہ حضرت مقبول انور قلندر درگاہ حضرت یوسف خان غازی، درگاہ حضرت حافظ منا شاہ سمیت آرام فرما بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی۔

عرس میں دور دراز سے آنے والے زائرین سے قصبہ گلزار رہتا ہے۔ درگاہ شریف کے قرب و جوار میں جتنے بھی بڑے میدان اور روڈ تھے سب کے سب بس، کار، ماروتی اور دیگر گاڑیوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ کربلا میدان، سی، بی، ایم اسپتال، لکھنؤ چنگی، علامہ فضل حق خیر آبادی چوراہا، محلہ شیخ سرائے، محلہ میاں سرائے، محلہ بھولن پور، محلہ پٹاؤ، محلہ کالا پیادہ، محلہ کروہ، محلہ نئی بازار کے علاوہ بھی دیگر مقامات پر گاڑیوں کی بڑی تعداد نظر آئی۔

درگاہ صمدیہ پھپھوند شریف

درگاہ صمدیہ چشتیہ پھپھوند شریف میں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے خلیفہ حضرت خواجہ حافظ محمد علی شاہ علیہ الرحمۃ الرضوان کے ذریعے سلسلہ چشتیہ کی نسبت آئی ہے۔ اس خانقاہ میں ہمارے محسن و کرم فرما دینی تحریکوں کے سرپرستی فرمانے والے حضرت علامہ مولانا الحاج مفی محمد اختر میاں چشتی صمدی سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی سلسلہ چشتیہ کی نسبت و

تعلیمات بام عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔

اس خاندان میں دینی تعلیمات حاصل کرنے کا عام رواج ہے گھر کا ہر فرد دینی تعلیمات میں یکتائے روزگار ہے اکثر بچے حافظ قرآن، عالم ذیشان اور مفتئ باوقار ہیں فقیر کے اکثر لوگوں سے روابط ہیں۔

حضور صاحب سجادہ کے والد ماجد جب باحیات تھے تو اکثر دینی اسفار کے سلسلے میں لکھنؤ آمد و رفت رہا کرتی تھی فقیر ساتھ ساتھ لگا رہتا تھا اگر حضور اختر میاں چشتی کی شمولیت بابری مسجد ایکشن کمیٹی میں نہ ہوتی تو وہ تحریک اتنی مضبوطی سے کام نہ کر پاتی۔ حضور مجاہد دوراں مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی کے لئے آپ ایک مضبوط پائے کی طرح تھے۔ دیوبندیت اور نجدیت اور صلح کلیت کے لئے یہ خانقاہ ہمیشہ اور ہر دور میں پیش پیش رہی ہے۔

یہ خانقاہ صرف پیری مریدی کے لئے نہیں ہے بلکہ مریدین کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی ہر معاملات میں کڑی نظر رکھی جاتی ہے۔ موقع بہ موقع ان کی اصلاح کے لئے تدبیریں بھی کی جاتی ہیں درجنوں ادارے صاحب سجادہ کی سرپرستی میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں میرا مشاہدہ ہے کہ جو جو خانقاہیں حضرت علامہ کمال الدین چشتی بھانجے حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے سلسلہ سے وابستہ ہیں ان کے یہاں دینی علوم کا رواج خوب پایا۔ موجودہ دور میں خانقاہ صمدیہ ایک مثالی خانقاہ ہے۔ صاحب سجادہ کے چچا اور خسر حضرت پیر طریقت یادگار اسلاف چشتیہ سید شاہ اصغر میاں چشتی رحمت اللہ علیہ فقیر راقم الحروف پر بہت زیادہ مہربانی اور شفقت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مزار

مقدس پر رحمت ونور کی بارش نازل فرمائے۔ آمین۔

یہ خانقاہ ہر دور میں علماء و مشائخ کے لئے مرجع بنی رہتی ہے اگر تاریخ کے اوراق الٹیں گے تو معلوم ہوگا کہ اس خانقاہ نے اہلسنت کی بھنور میں پھنسیں نیا کو پار لگانے میں ہر دور میں کلیدی کردار ادا کیا ہے ۔

ماضی کا ورق الٹو تاریخ وفا دیکھو
ہم اہل محبت کا کردار مثالی ہے

آج بھی خانقاہ کے در بام آپ کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ۔

خون سے سینچا ہے اسے ہم تشنہ لبوں نے
تب جا کے اس انداز کا میخانہ بنا ہے

باب سوم

تذکرہ

اولاد خاندان حضرت خواجہ سید نصیرالدین علی

ابن

حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی

بن

حضرت بڑی بی صاحبہ

حضرت مخدوم شیخ محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول

سے اب تک

اولادخاندان حضرت خواجہ سید نصیرالدین علی ابن حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

حضرت خواجہ سید شاہ محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول شیخ پوری رحمۃ اللہ علیہ (چک حاجی عرف شیخ پور، بلیا یوپی) ابن حضرت خواجہ نصیرالدین علی بن حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی، خواہرزادہ حضرت سید نصیرالدین چراغ دہلوی سے اب تک۔

شہر زعفران خرید

خرید ایک تاریخی شہر ہے۔ اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس کا قدیمی نام غزنفر آباد تھا۔ فوجی طور پر یہ شہر بہت اہم تھا۔ افغان حکمرانوں کے دور میں یہ شہر بہت ترقی پایا، یہ بہار اور بنگال کا گیٹ وے تھا۔ یہ ایک خوبصورت اور شاندار شہر تھا۔ جو گھاگھرہ ندی کے کنارے بسا تھا۔ مولوی سیف علی کی کتاب ''مجمع الارشاد'' میں اس شہر کا تذکرہ ملتا ہے۔ کچھ زمانے کے بعد گھاگھرہ نے اپنے بہاؤ کا راستہ بدل دیا اور دھیرے دھیرے پورا شہر پانی میں غرق ہو گیا۔ اب اس جگہ پر چھوٹی چھوٹی کچھ بستیاں آباد ہیں۔

شہر خرید کا نام ایک تاریخی واقعہ کے بعد پڑا۔ ایک کشمیری تاجر، ۷۰/ اونٹوں پر زعفران رکھ کر بیچنے کے لئے آیا، اس نے شرط لگا رکھی تھی کہ کل زعفران ایک ہی خریدار کو بیچا جائے گا اور ایک ہی سال کے اندر بنے سکّوں سے خریدا جائے گا۔ جب کوئی خریدار نہ ملا تو اس نے طعنہ مارا اور زعفران خریدنے کا چلینج کیا۔ اس وقت کے بادشاہ کے مختار خانِ اعظم خان تھے۔ خانِ اعظم خان یہ طعنہ برداشت نہیں کر سکے اور سبھی شرطیں مان کر کل زعفران خرید لیا۔

اعظم خان نے بعد میں کل زعفران گلاوہ (گارہ) میں ملوا دیا۔ اور اسی خوشبودار زعفرانی گلاوے سے انہوں نے غضنفر آباد سے سٹے ایک مسجد بنوا دی۔

جب سلطان کو یہ پتہ چلا تو وہ اپنے مختار کی نیک دلی اور مذہبی جذبات سے بہت خوش ہوا۔ اس نے زعفران کا پورا پیسہ ادا کیا اور اعظم خاں کو انعام سے نوازا۔ اس نے اس بیش قیمتی خریداری کی یاد میں اور اس جگہ پر جہاں مسجد بنی تھی اس شہر کا نام شہر زعفران خرید

رکھ دیا۔ جو بعد میں خرید کے نام سے مشہور شہر اور پرگنہ بنا۔

شرقی سلطنت جون پور کے دور میں اس شہر کی بہت اہمیت تھی۔ بہار و بنگال کی سرحد ہونے کی وجہ سے یہ شہر کئی جنگوں کا چشم دید گواہ رہا ہے۔ (کبھی کبھی بنگال کی حکومت کا دائرہ شہر خرید کے سرحد تک پہنچ چکا ہے، اس لحاظ سے اس کو بنگال اور بہار کا گیٹ وے کہا جاتا ہے)۔ اس شہر میں بابر، شیر شاہ سوری اور ہمایوں کی آمد بھی ہو چکی ہے۔

اس شہر میں بغرض تبلیغ و اشاعت دین کے لئے حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کے پوتے حضرت مخدوم حاجی شیخ سید محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول سنہ ۸۱۰ھ میں آئے، جس جگہ پر آپ نے سکونت اختیار کیا۔ ان کی نسبت سے یہ جگہ چک حاجی عرف شیخ پور کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان کی اولادیں اسی جگہ پر آباد ہوئیں اور ہند کے بٹوارے کے بعد تمام ممالک میں پھیل گئیں۔ سرکاری دستاویزوں میں بھی چک حاجی عرف شیخ پور ہی نام درج ہے۔ (بلیا گزیٹیر، بلیا اور اس کے نواسی)

حضرت حاجی الحرمین عارف باللہ شمس حقیقت شہباز طریقت جان شریعت خیر المناقب قطب زمانہ نجیب الطرفین حضرت مخدوم خواجہ

شیخ سید محمد عرف حاجی شاہ پھول قدس سرہٗ

نسب نامہ۔ آپ کے والد کا اسم گرامی حضرت سید نصیر الدین علی اور دادا کا نام حضرت خواجہ سید کمال الدین علامہ چشتی ہیں جو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے بھانجے ہیں۔

لقب۔ آپ کو پھولوں سے بڑی رغبت تھی۔ آپ کی بارگاہ میں ہر وقت پھولوں کا انبار لگا رہتا تھا جو پھول نایاب ہوتا۔ اس کا آپ کے پاس ڈھیر لگا رہتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کا نام شاہ پھول ہو گیا۔

آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کی قبر میں پھول پائے گئے اور بعد زمانے میں آپ کی مزار پر پھولوں کی بارش ہوتی تھی۔

۱۱/ذی الحجہ ۱۴۳۶؁ھ کی دن میں ۱/بجے غیب سے پھولوں کی بارش ہوئی جس کے چشم دید گواہ سید فروغ محمد واحدی اور سید تقی حیدر ہیں۔

تعلیم و تربیت۔ آپ ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو علم و تصوف کا مرکز تھا۔ آپ کے والد حضرت نصیر الدین جو خود بھی عالم باعمل اور نہایت پائے کے بزرگ تھے اور آپ کے دادا حضرت خواجہ کمال الدین علامہ علم و فضل عبادت و ریاضت میں بہت مشہور تھے۔

اسی علمی ماحول میں آپ بڑے ہوئے نو سال کی عمر شریف میں آپ حافظ قرآن ہوئے اور سترہ سال کی عمر میں تمام علوم سے فارغ ہوئے۔

پا پیادہ حج کو جانا۔ حضرت مخدوم سید شاہ محمد عرف حاجی شاہ پھول قادری چشتی حسنی جیلانی نے گیارہ حج پا پیادہ کیا تھا۔ آپ کی اولاد میں بھی تمام لوگوں نے پیدل کئی حج کیئے ہیں۔

شادی اور اولاد۔ آپ کی شادی سفر حج میں سید سعید الدین ہمدانی کی دختر سے ہوئی تھی ۔ جن کے بطن مبارک سے آپ کی ایک صاحبزادے تولد ہوئے۔ جن کا اسم شریف حضرت سید شاہ قطب الدین الجیلانی ہے

جون پور کی جانب آمد۔ آپ کے جون پور کی جانب آمد کا ذکر تمام کتابوں اور ملفوضات میں آیا ہے۔ جس میں بحر العرفاں تاریخ شیراز ہند اور تجلی نور ملفوضات ابراھیمی وغیرہ خاص ہیں۔

تجلی نور سے ماحوذ کر کے تاریخ شیراز ہند میں لکھا ہے کہ مخدوم شیخ محمد دہلی کے عالی مرتب بزرگوں میں سے تھے اور انے دور کے اولیاء میں شمار ہوتا تھا۔ امیر تیمور کے دہلی پر حملہ کی وجہ سے وہ بھی ہجر تکر کے جون ور پہنچے اور وہاں ایک ویرانے میں ایک درخت کے نیچے ٹھکانہ بنا کر بیٹھ گئے ۔ ان کو اسی حال میں کئی ماہ گزر گئے یہاں تک کہ موسم گرما شروع ہو گیا لیکن اس پورے عرصے میں کوئی بارش نہ ہوئی اور ایسی قحط سالی پڑی کہ سلطان اور سبھی پریشان و بدحال ہو گئے ۔ اسی طرح دو سال کا زمانہ گزر گیا۔ چنانچہ سلطان ابراھیم شرقی نے اسی صورت حال کا ذکر شیخ المشائخ قاضی نصیر الدین گنبدی سے کیا۔ قاضی صاحب بڑے

صاحب روحانیت بزرگ تھے انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے خیال میں کوئی ولی اللہ بے گھر ہے۔ اور کسی درخت کے نیچے بسر اوقات کر رہا ہے۔ اور اسی کے پاس موسمی اثرات سے بچنے کا کوئی ساز و سامان نہیں ہیں۔

سلطان ابراھیم شاہ شرقی نے اسی بزرگ کی تلاش کے لئے لوگ بھیجے جنہوں نے شیخ محمد کو ایک درخت کے نیچے عبادت میں مصروف پایا۔ سلطان کو آکر بتایا کہ فلاں جگہ ایک درخت کے نیچے ایک درویش صفت بزرگ اپنے اہل و عیال سمیت ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں جن چہرہ جمال روحانی سے منور ہے۔ سلطان ابراھیم شاہ اس خبر کو سنتے ہی فوراً حضرت کی بارگاہ میں پہنچے۔ پہلے ان سے اظہار عقیدت و معذرت کیا۔ اور پھر فوری طور پر انہیں گھاس پھوس کا مکان تیار کروادیا۔ اس کے بعد جیسے ہی حضرت شیخ محمد نے جونہی اس مکان میں قدم رکھا بارش شروع ہوگئی اور اس قدر بارش ہوئی کہ ہر چیز سیراب ہوگئی۔ اسی وقت سلطان ابراھیم شاہ اور دوسرے بے شمار لوگ ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے۔

صاحب بحر العرفان اس واقعہ کو اس طرح سے فرماتے ہیں ۸۱۰ھ عہد دولت سلطان ابراھیم شاہ شرقی میں حضرت حاجی الحرمین شاہ محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول شہر خرید آئے اور گنج شہیدان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر یاد الٰہی میں مصروف ہوئے۔ بعد دو سال کے شاہ جون پور نے آپ کے اہل و عیال کو شہر خرید باعزت روانہ کیا۔ مولانا قطب الدین گھاس کا چھپر دھوپ اور پانی سے بچنے کے لئے بنایا۔ کچھ زمانے کے بعد ابراھیم شاہ شرقی مع ملک العلماء قاضی شہاب الدین خرید آئے۔ صاحب بحر العرفان اس واقعہ کو ۸۱۰ھ میں اور جگہ شہر خرید بتاتے ہیں۔

بادشاہ وقت کی آپ کی بارگاہ میں حاضری

بادشاہ وقت سلطان ابراھیم شرقی آپ سے بہت متأثر تھا اور آپ سے بہت محبت کرتا تھا۔ جب آپ جون پور تھے تو اس نے آپ کے کمالات کا شہرہ بن کر آپ کی زیارت کی تھی۔

اسی کے بعد سلطان خود آپ کی زیارت کرنے شہر زعفران خرید آیا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس دفعہ تمام علماء اور مشائخ تھے جس میں ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین بھی تھے۔

بادشاہ وقت کا نذرانہ کا اصرار

بعد زیارت کے سلطان ابراھیم شاہ شرقی نے آپ کی بارگاہ میں نزرانہ کا اصرار کیا اور خانقاہ کے خرچ کے لئے بائس ہزار روپئے ماہانہ کی جاگیر کا فرمان نذر کیا۔

آپ نے سلطان سے اس جاگیر کو لینے سے انکار کیا سلطان نے بہت اصرار کیا لیکن آپ نہ مانے۔ پھر سلطان نے آپ کے صاحبزادے حضرت قطب الدین کو دینا چاہا آپ نے بھی انکار کیا۔ حضرت قطب الدین کے صاحبزادے حضرت قیام الدین اس وقت پانچ سال کے تھے اور شکل نورانی ایسی تھی کہ دیکھنے والے درود پڑھتے تھے۔ آپ کھیلتے ہوئے آئے۔ بادشاہ نے گود میں لیکر دیر تک پیار کرتا رہا اور چلتے وقت وہ فرمان ان کی جیب میں رکھ کر چلا گیا۔

جب یہ واقعہ حضرت حاجی شاہ پھول قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ’’قیام الدین کا عقد ان کے یہاں دیکھ رہا ہوں‘‘۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ سنہ ۸۶۱ھ میں حضرت سید شاہ قیام الدین کا عقد سلطان محمود شاہ شرقی بن سلطان ابراھیم شرقی کی دختر شہزادی فخر النساء بیگم سے ہوا۔

خانقاہ میں مخدومان کی آمد

شہر خرید میں آپ کی ولادت کا ڈنکا بج رہا تھا اور تمام ادیان باطلا اپنے بد مذہب کو چھوڑ کر آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر رہے تھے۔

اس دوران آپ کی خانقاہ میں تمام مشائخ اور مخدوم حضرات آئے۔ اور آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔ ان کی تعداد کم و بیش ۱۳؍ بتائی جاتی ہے۔ ان میں حضرت شاہ ابراھیم قدس سرہٗ و حضرت احمد عیسیٰ تاج خاص ہیں۔

حضرت سید شاہ محمد ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

میر سید فرخ حسین صاحب رئیس موضع کوتھ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی سید شاہ محمد ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ پورب بہار تک بالغرض تبلیغ تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے واپس آئے اور حضرت حاجی شاہ پھول کی خانقاہ میں قیام کیا اور اس قدر متأثر ہوئے کہ آخری وقت یہیں رہے اور ہم پہلو حاجی شاہ پھول رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔

حضرت سید شاہ محمد ابراھیم قدس سرہ‘ حضرت شاہ سید شہاب الدین گردیزی رحمۃ اللہ علیہ (مزار شریف مانک پور الہ آباد) کی نسل پاک میں۔ حضرت سید شاہ ابراھیم

قدس سرہ؎ کی اولادیں ’’سادات کوتھ‘‘ کے نام سے مشہور ہیں۔

سادات کوتھ:۔

سکندر پور ضلع بلیا سے سات کلومیٹر دوری پر مغرب جانب ایک بستی ہے۔ جس کا نام کوتھ ہے۔ جہاں حضرت سید شاہ محمد ابراہیم قدس سرہ؎ کی اولادیں مقیم ہیں۔ آپ لوگ حسینی سادات ہیں۔ آپ کی اولاد میں ایک سے ایک عالی مرتبت صوفیاء کرام اور مشائخ عظام گزرے ہیں، جن میں حضرت میر سید فرخ حسین رئیس موضع کوتھ، حضرت میر سید مظہر السلام اور حضرت سید محمد نصیر، سید احتشام الدین، سید فیاض الاسلام، سید اعجاز الاسلام عرف ارشاد وغیرہ حضرات کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔

آپ کا فیضان......آپ نے اپنی پوری زندگی عبادت و ریاضت میں گذاری اور تاحیات شریعت مطہرہ پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہے۔ آپ کے اس انداز کو دیکھ کر بہت سارے ادیان باطلہ کے ماننے والے اپنے دین سے توبہ کرکے آپ کے ہاتھ پر صدق دل سے ایمان لائے۔ قرب و جوار میں اور شہر زعفران خرید میں جو بھی صاحب ایمان تھے ان میں اکثر و بیشتر آپ ہی کے دست حق پر توبہ کر کے ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ آپ کا فیضان آج بھی جاری ہے اور تمام عقیدت مند آپ کی بارگاہ سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مخدوم شاہ پھول کا وصال مبارک......آپ کا وصال ۲۸؍ شعبان ؁٨٦١ھ کو جمعہ کے دن ۱۰؍ بجے صبح آپ کی خانقاہ میں چک حاجی عرف شیخ پور میں

ہوا۔ اس دن خوب بارش ہوئی پورا علاقہ پانی سے شرابور تھا لیکن آپ کی قبر میں پانی کی ایک بوند بھی نہ تھی اور پوری قبر گلاب کے پھولوں سے بھری پائی گئی تھی۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہیں۔

حضرت کے شاگرد اور ساتھی...... حضرت حاجی شاہ پھول رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں اور شاگردوں میں ایک سے ایک عابد وزاہد کا نام آتا ہے ان میں خاص طور پر حضرت سید شاہ ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ مخدوم عیسیٰ تاج رحمۃ اللہ علیہ حضرت معین الدین زاری ایرانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بالخصوص سے آتا ہے۔

حضرت مخدوم شاہ میران رحمۃ اللہ علیہ...... اس گاؤں میں حضرت مخدوم شاہ میران کا مزار ہے جس کے بائیں جانب ایک پوکھری تھی جس کو لرزا بخار آتا وہ اسی پوکھری میں غسل کرتا اور پھر دیر تک لیٹ رہتا اسی روز سے اس مرض سے وہ شخص افاقہ پا جاتا تھا اس جگہ کو میران چک کہتے ہیں۔ حوادثات زمانہ کی وجہ وہ پوکھری اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہے۔ دوسری جانب دیگیہاں تالاب کے قریب گنج شہیداں واقع ہیں جو حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کا ہے۔

حضرت مخدوم حاجی شیخ سید قطب الدین جیلانی الحسنی

آپ حضرت مخدوم شیخ الاسلام سید شاہ محمد عرف حاجی شاہ پھول جیلانی حسنی کے فرزند ہیں۔ اور انہیں کے خلیفہ و جانشین بھی ہیں۔ آپ خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کے پرپوتے ہیں۔

تعلیم و تربیت......آپ نے تمام علوم اپنے والد حضرت سے پڑھی۔ آپ حدیث وفقہ وتفسیر میں یگانہ تھے۔ آپ امام شافعی المذہب کے شاگرد تھے۔ آپ ولی زمانہ تھے۔

پاپیادہ حج......حضرت حاجی شاہ قطب الدین جیلانی حسنی اپنے آبا واجداد کی روایت کو نبھاتے ہوئے اور روضۂ رسول کے دیدار کی امنگ لئے ہوئے پاپیادہ پانچ حج پیدل کئے۔

اولاد......آپ کے ایک صاحبزادے جن کا نام حضرت حاجی شاہ قیام الدین تھا۔

کرامت......آپ کی تمام کرامت ظاہر ہوئی۔ ایک مرتبہ آپ حج سے واپس آرہے تھے کہ کسی بادشاہ نے واپسی پر آپ سے دعا کرائی کہ سلطان الشرق جنگ میں کامیاب ہوجائیں۔ آپ نے مسکرا کر دعا کردی اور بارگاہ الٰہی میں یہ دعا مقبول ہوئی۔ اور جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی۔

آپ کے مشائخ آپ کی بزرگی وتقویٰ وطہارت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔

آپ کے وعظ کی مجلسوں میں عوام وخواص کثرت سے شریک رہتے تھے۔ آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ سنا گیا ہے کہ ضعیف لوگوں کو جب غلبۂ عشق ہوتا ہے تو کیوں رقص کرنے لگتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ بوڑھا رقص نہیں کرتا ہے بلکہ عشق رقص کراتا ہے جہاں عشق ہوتا ہے رقص بھی ہوتا ہی ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ شیخ بدر الدین غزنوی جو حضرت خواجہ قطب الدین کاکی کے مرید وخلیفہ تھے اور سماع کے بڑے شوقین تھے بوڑھے ہوجانے کی وجہ سے چلنے اور پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ مگر جب محفل سماع کا انعقاد ہوتا وہاں بعض اشعار سن کر قابو سے باہر ہوکر رقص کرنے لگتے تھے۔

حضرت مخدوم زاہدی کی آمد...... آپ ہی کے زمانہ میں حضرت مخدوم رکن الدین رکن عالم زاہدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ولایت شہر خرید میں آئے۔ اور آپ کی خانقاہ میں مہمان ہوئے کچھ دن آپ کے ساتھ رہے پھر موجودہ زاہدی پور (جو شیخ پورہی کا ایک حصہ ہے) میں ایک برگد کے درخت کے نیچے قیام کیا۔ اسی جگہ ان کا مزار مبارک ہے۔ جن کا ہر سال ۱۱/ذی الحجہ کو عرس ہوتا ہے۔

وصال...... حضرت مخدوم قطب الدین کا وصال ۷۲/سال کی عمر میں ؁۸۸۱ھ میں ہوا۔

حضرت مخدوم شیخ سید قیام الدین قدس سرہٗ

آپ حضرت مخدوم سید شاہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور مخدوم حاجی سید شاہ محمد عرف شاہ پھول رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ آپ کی پیدائش سنہ ۸۴۱ھ میں ہوئی تھی۔

تعلیم وتربیت......آپ نے تمام علوم اپنے والد اور دادا حضرت سے پائی تصوف اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ ۱۸/سال کی عمر میں تمام علوم سے فارغ ہوئے۔

شادی اور اولاد......آپ کا عقد سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شاہ شرقی والئی جون پور کی دختر شہزادی فخر النساء سے سنہ ۸۶۱ھ میں ہوا تھا۔ آپ کی تین اولادیں ہوئیں۔ حضرت شاہ امان اللہ۔ حضرت شاہ پھول۔ حضرت شاہ محمد پیر۔

پاپیادہ حج اور مدینہ منورہ میں قیام......آپ نے بھی اپنے آباء اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پانچ حج پاپیادہ کئے اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ مدینہ پاک میں چار سال قیام کیا آپ سفر حج میں تمام مقدس مقامات کی زیارت بھی فرمائی۔ عراق، بغداد، نجف اور بیت المقدس وغیرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

مشائخ سے محبت......حضرت شاہ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابرین میں ہوتا ہے آپ خود پاک دل اور عالیمقام ولی تھے۔ آپ حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری اور شیخ مجد الدین خیرآبادی کی صحبت میں رہے۔

وعظ و نصیحت ...... آپ دن بھر نماز اور رات بھر عبادت کرتے تھے۔ تہجد کے سخت پابند تھے۔ آپ کے وعظ سے بہت لوگ فیض پاتے تھے اور تمام باطل مذہب کے ماننے والے توبہ کر کے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ کشف و کرامت ذوق محبت کی درخشندہ نشانی تھے ہمیشہ سر و خفی میں کوشا رہتے۔ جس جگہ کے باشندے سند خور ظاہر پرست اور خاص کر فقیر اور درویشوں کے دشمن ہوتے تھے آپ اس جگہ پہنچ کر فرماتے تھے کہ یہ جگہ میرے رہنے کے مناسب ہے۔ چنانچہ آپ وہاں رک کر تبلیغ اسلام اور تصوف کی تعلیم دیتے تھے اور پھر وہاں کے لوگ جب سراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے تو پھر آپ دوسرے علاقے میں تبلیغ کے لئے کوچ کر جاتے۔

کچھ لوگوں کی صبح، صبح کو ہوتی ہے اور عاشقوں کی صبح شام سے شروع ہوتی ہے عشاء سے فجر کی نماز تک شب بیدار رہ کر زندہ و تابندہ رہتے ہیں۔ انہیں لوگوں کو مشائخ کہا جاتا ہے۔

وصال ...... آپ کا وصال مبارک ۹۲۰ھ میں عہد بابر میں ہوا اور آپ کا مزار ملتان میں ہے۔ آپ کی تاریخ وفات حضرت سید شاہ محمد نعیم الحق آزاد شیخ پوری نے یوں لکھی ہے ؎

واقف راہ دین و شرع میں
پاک دل حضرت قیام الدین

کرد رحلت بعهد بابر شاه
زیر خاک است ایں خدا آگاه
چوں بخوبئ دلا نمی کو تاریخ
باد بدر بهشت کو تاریخ

حضرت حاجی شیخ سید امان اللہ قادری چشتی جیلانی

آپ حضرت حاجی مخدوم سید شاہ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔

تعلیم وتربیت...... آپ نے حدیث، فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی آپ عالم باعمل محدث جلیل، فقہ اکمل اور مزکی النفس تھے اور آپ شاعر بھی تھے۔

بیت اللہ کا سفر...... آپ نے بھی اپنے آبا واجداد کے نقش قدم پر چل کر بیت اللہ کا سفر کیا۔ اسی دوران مشائخ اور بزرگوں سے فیض بھی حاصل کیا۔ فلسطین، عراق، شام، مصر وغیرہ مقدس مقامات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

اولاد...... آپ کی دو اولادیں تھیں۔ حضرت سید شاہ فتح اللہ اور حضرت شاہ احمد اللہ حاجی الحرمین۔ اپنے والد کے بعد آپ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ قرب وجوار کے لوگ اکثر و بیشتر آپ کے مرید تھے۔ آپ نے اپنی خانقاہ میں ایک عوام کی تبلیغ کر کے تصوف کی تمام منزلیں طئے کی تھیں۔

آپ فرماتے تھے کہ ہم اپنے آباواجداد اور بزرگوں کی زبانی سنا کرتے تھے کہ ایمان صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے دل خوش ہو اور کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو کم ازکم اسے دل میں ضرور برا تصور کرے۔

ایمان پر استقامت اور ثابت قدمی کی علامت ونشانی یہ ہے کہ علم وایمان کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ ذوق وحال کی بنا پر غیروں کے بجائے صرف خدا تعالیٰ اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب رکھے۔

آپ کی کوئی سانس خدا کے ذکر کے بغیر نہیں نکلتی تھی کیونکہ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جو شخص ذکر الٰہی کے بغیر سانس لیتا ہے وہ اپنے کو ہلاک و برباد کرتا ہے۔ ذکر اللہ کے وقت وساوس شیطانیہ اور خواہشات نفسانیہ سے مکمل گریز کرنے کی کوشش کی جائے۔ جب اس طریقہ کے مطابق ذکر اللہ کیا جائے گا تو ذکر کی نورانیت کی وجہ سے وساوس اور دل میں آنے والے تمام تخیلات خود بہ خود جل کر خاک تر ہو جائیں گے اور پھر ذکر اللہ کی نورانیت سے دل بہت جلد منور ہو جائے گا اور اس میں ذکر کی حقیقت مستقر ہو جائے گی اور اس وقت ذکر کے ساتھ جس کا ذکر کیا جا رہا ہے اس کے جمال کا مشاہدہ زیر نظر رہے گا اور نور یقین سے دل منور و تاباں ہو جائے گا۔ طلب گاروں کا مطلوب اور سالکوں کا مقصود صرف یہی ہے۔

وصال...... آپ کا وصال ۳/ رجب المرجب جمعرات کے دن ۹۵۹ھ میں ہمایوں بادشاہ کے زمانے میں ہوا تھا۔

حضرت حاجی شیخ سید فتح اللہ قدس سرہٗ

آپ حضرت حاجی سید شاہ امان اللہ قدس ارہٗ کے بڑے فرزند اور جانشین ہیں۔

آپ کی پیدائش سنہ ۹۲۵ھ میں ہوئی۔

تعلیم ......آپ اپنے وقت کے مشہور اساتذہ کرام سے حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ ادب اور علم ہیئت میں اچھی نظر رکھتے تھے۔

بیت اللہ کا سفر ......آپ اپنے جد کی روایت پر لبیک کہتے ہوئے ۱۶؍سال کی عمر میں بیت اللہ کا سفر کیا۔ تین سال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کیا۔

بیعت ......آپ حضرت قطب الاقطاب حضرت ابراھیم سرہندی سے بیعت تھے آپ کو مولانا غزالی شہیدی سے محبت اور دوستی تھی۔

اولاد ......آپ کے بیٹے کا نام حضرت سید شاہ ثنا اللہ تھا۔

بادشاہ وقت آپ کی بارگاہ میں ......آپ اکبر بادشاہ کے زمانے میں تھے۔ اکبر آپ کے صوفی الذات اور بزرگیئت کا شہرہ سن کر آپ کی بارگاہ میں حاضری کو بیتاب تھا۔ ایک دفعہ آپ بیت اللہ کے سفر سے واپس آرہے تھے تو اکبر بادشاہ نے آپکی زیارت کی اور فیض حاصل کیا۔

آپ جمال معرفت اور کمال حقیقت سے آراستہ تھے کمال خصوصی کے وجہ سے دریائے احدیت میں غرق تھے۔ ریاضت، مجاہدات اور کرامات میں آپ بے نظیر تھے۔

آپ نے خرقہ خلافت و اجازت حاجی الحرمین حضرت خواجہ سید شاہ امان اللہ جیلانی الحسنی سے حاصل کیا تھا آپ کو اپنے والد ماجد کے ہمراہ ۲۴؍سال رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

جس طرح کہ حق تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جبرئیل علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام کی راہنمائی کرتے تھے اسی طرح اولیاء اور شہداء کی روحانیت حق تعالیٰ کے حکم سے طالبان حق کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے خاص و عام کے ملجی و ماویٰ تھے۔

وصال...... آپ کا وصال ۹۸۵ھ میں ہوا تھا۔ آپ کے بھائی حضرت حاجی الحرمین سید شاہ احمد اللہ نے بہار میں اقامت اختیار کی۔

حضرت حاجی شیخ سید ثناء اللہ جیلانی الحسنی

آپ حضرت حاجی سید شاہ فتح اللہ کے فرزند ارجمند اور جانشین ہیں۔

تعلیم وتربیت......آپ عالم باعمل، فقہ وحدیث کے قوی الحافظ تھے۔

بیت اللہ کا سفر......آپ ۱۳؍سال کی عمر میں بیت اللہ کا سفر کیا اور آپ کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اس قدر تھی کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں پانچ سال تک قیام کیا۔ سفر حج میں مختلف مقامات کا دورہ کیا اور اولیاء اللہ کی درگاہوں میں مشاہدہ کیا اور فیوض وبرکات سے نوازے گئے۔

شادی اور اولاد......آپ کا عقد شاہ زادی شرف النساء بیگم بنت سلطان مسعود شاہ بن سلطان محمود شاہ ثانی بن سلطان حسین شرقی سے ہوا تھا اگرچہ یہ زمانہ ایسا تھا کہ سلطان الشرق کی سلطنت کا خاتمہ ۸۸۱ھ میں ہو چکا تھا شاہ زادی شرف النساء بیگم کے بطن مبارک سے آپ کے ایک فرزند حضرت سید شاہ عبدالوہاب تولد ہوئے۔ یہ زمانہ مسعود شاہ کا معمولی تھا مگر اس پر بھی اپنی موجودہ حالت سے زیادہ ساماں کیا اور آپ کی شادی کی۔

حسن وجمال......تاریخ ابراھیمی میں ہے کہ آپ یعنی حاجی سید شاہ ثناء اللہ بن حاجی سید شاہ فتح اللہ بن حاجی سید شاہ امان اللہ بن حاجی سید شاہ قیام الدین بن حاجی سید شاہ قطب الدین بن حاجی سید شاہ محمد عرف مخدوم شاہ پھول بہت حسین وجمیل تھے۔ جو آدمی جمال دیکھتا بے ساختہ درود پڑھتا۔ ابتداء میں عمدہ لباس کا شوق تھا۔

آپ پیشوائے نام دار اور عظیم الشان اور عالی مقام بزرگ تھے اور تمام اہل دل

آپ کے ظاہری اور باطنی علم کے کمالات کے معترف تھے۔ آپ مریدین کی تربیت میں بے نظیر تھے۔ آپ کو خلافت واجازت اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے کرامات اور کمالات اس قدر ہیں کہ اس کے لئے خود ایک کتاب تیار کیا جائے۔

وصال...... آپ کا وصال مبارک سنہ ۱۰۱۹ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ سید عبدالوہاب جیلانی الحسنی

آپ حضرت سید شاہ ثناء اللہ قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہے آپ کی والدہ کا نام شہزادیٔ سلطان الشرق محترمہ شرف النساء ہے آپ کی ولادت باسعادت ۹۸۵ھ میں ہوئی تھی آپ کا شمار عظیم مشائخ و بزرگوں میں ہوتا ہے آپ ورع وتقویٰ اور علم حدیث وفقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ بڑے مجاہد اور ممتاز تھے۔ آپ طریقت کے سالار تھے محاسلات میں آپ کا بلند مقام ہے۔

اولاد...... تاریخ ابراھیمی میں ہے کہ حضرت سید شیخ عبدالوہاب کے تین فرزند تھے سب سے بڑے فرزند حضرت علامہ سید شاہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ہے پھر علامہ سید شاہ محمد زاہد تھے اور چھوٹے حضرت علامہ سید شاہ عبداللطیف تھے۔

بادشاہ وقت کا آپ کی بارگاہ میں حاضری...... آپ کو سواری کی سپہ گری میں مہارت حاصل تھی آپ کی بہادری اور شجاعت کا چرچا پورے ہندوستان میں ہر عام و خاص کے زبان پر تھا آپ کی بہادری کا شہرہ سن کر بادشاہ وقت شہاب الدین شاہ جہان نے آپ کی زیارت کی۔

صوبہ گجرات کی سپہ سالاری اور پنج ہزاری منصب...... بعد زیارت بادشاہ شاہ جہان نے آپ کو گجرات کا سپہ سالار بنایا اور پنج ہزاری منصب عطا کیا۔ عہد سپہ سالارگی میں آں حضرت نے گجرات کے تمام کارنامے انجام دئے اور بہادوری اور شجاعت کے بنیاد پر گجرات میں تمام جنگ جیتی اور وہاں کی عوام کو بہترین سکون، بے خوف اور بیدار

حکومت مہیا کرائی۔

شاہی پاندان کا خرچ...... صاحب میعار الانساب جزو ثانی، تاریخ انجم حضرت شیخ سید عبدالحق انجم شیخ پوری فرماتے ہیں کہ سلطان مسعود شاہ ابن سلطان محمود شاہ ابن سلطان حسین شرقی نے آپ کی والدہ کی رونمائی کے لئے ایک سوا ایک روپیہ روزانہ خرچ پاندان مقرر کیا تھا جو برابر ملتا رہا جب قیصر ہند ملکۂ وکٹوریہ کا دور آیا تو یہ تعداد میں نصف (آدھا) اور روز کا سال ہو گیا اور ۱۹۴۷ء میں یہ بند ہو گیا یہ نشانی سلطان الشرق کی ہمارے خاندان کی آخری یادگار تھی۔

بعض مؤرخ کا بیان ہے کہ یہ ایک سوا ایک روپیہ جہانگیر بادشاہ نے حضرت حاجی سید شاہ ثناء اللہ کو عطا کیا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ آپ کی روحانیت اور علم کی صفت سن کر جہانگیر بادشاہ خود شہر خرید آیا اور حضرت سید شاہ عبدالوہاب کے خرچ کے واسطے روزانہ ایک سوا ایک روپیہ مقرر کیا واللہ عالم۔ بہرحال یہ انداز اس خاندان میں نشانی شاہان سلف ہے۔

آپ قسم قسم کے کرامات، درجات اور مشاہدات سے آراستہ تھے۔ آپ حرمت وادب میں مخصوص تھے آپ مقبول خلائق تھے۔ صاحب سوز گوار تھے آپ کے مجاہدات بہت سخت تھے مرافیات باکمال اور کلمات بہت پسندیدہ تھے آپ فرماتے تھے کہ جب بندہ اپنے آپ سے فانی ہوتا ہے حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے۔

وصال...... حضرت سید شاہ عبدالوہاب نے وصال کے وقت اپنے برادران حضرت علامہ سید شاہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ سید شاہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت علامہ عبداللطیف کو بلا کر سینے سے لگایا اور چند بند فرما کر کہا ”سنو جس سلطان الشرق کے ہم نواسے ہیں۔ آج نہ وہ خود ہیں نہ ان کے جاہ و حشم کا نشان۔“ ۸۷؍ برس کی عمر میں ۱۰؍ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۳ھ روز پنجشنبہ کو ظہر و عصر کے درمیان راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کا مزار احمد آباد گجرات میں ہے۔ حضرت نعیم الحق آزاد آپ کا تاریخ وصال یوں بتاتے ہیں

رئیس زمن شیخ عبدالوہاب
براوج ریاست بداہ آفتاب
مزارش کہ در احمدآبد ہست
نہ فیضان دل زائران شاد ہست
پی سال کردم چو بادل خطاب
بر آمد زلب شیخ عبدالوہاب

حضرت شیخ سید عبدالواحد جیلانی الحسنی

ابن حضرت شیخ سید عبدالوہاب الجیلانی

آپ حضرت سید شاہ عبدالوہاب کے بڑے صاحبزادے اوران کے جانشین تھے.

شادی اوراولاد......حضرت کا عقد مبارک شمع بی بی بنت شیخ فرید ساکن پسٹن دار قاضی پور سے ہوا تھا۔ ان سے آپ کے ایک صاحبزادے سید شاہ اشرف اور ایک صاحبزادی حضرت آمنہ تولد ہوئیں۔

حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی کی اولاد میں آپ کا نام بڑے حروف میں رقم کیا ہوا ہے۔

زندہ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ
امت مرحوم ہو سکتی ہے مر سکتی نہیں

تعلیم وتربیت......آپ نے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی آپ اکثر اوقات تلاوت قرآن مجید کیا کرتے تھے۔ بابلند آواز تھے۔ آپ جرأت و بہادری کے علم وفضل میں بھی یگانہ تھے۔

خالق کائنات نے آپ کوعلوم عربیہ کی تابش بھی دی، سوزروی بھی، عشق جامی بھی، فلسفہ رازی بھی، حکمت غزالی بھی، فقہانہ عظمت بھی، عالمگیری وقار بھی، شاہانہ تمطراق بھی، فقیرانہ سادگی بھی، عالمانہ رعب و دبدبہ بھی، فاضلانہ فضل و برتری بھی اور قلندرانہ مزاجی بھی عطا فرمائی۔ آپ دنیا کے علم وفضل کے وہ تاجور تھے جن کی دہلیز پر علم وفن پہرا

دیتے تھے۔ جہاں وہ دانش و بینش کے وہ شہنشاہ تھے جن کی چوکھٹ پر تحقیق و تدقیق کی ایک فوج کھڑی رہتی تھی۔

زبان ہو یا قلم جن کو جنبش ہوئی علم و حکمت کے موتی لفظوں کے پیکر میں ڈھلنے لگے۔ عالمانہ اعتراضات ہو تو فاضلانہ جوابات، عارفانہ کلام ہو کہ صوفیانہ اسرار و انوار، شان افہام ہو کہ عظمت تفہیم آپ کی عظمت مآب بارگاہ میں دست بستہ با ادب باقرینہ سلامی کے لئے برافگندہ نقاب حاضر رہا کرتی تھی۔

گجرات میں قیام ...... تاریخ انجم میں ہیں کہ آپ اپنے والد و ماجد حضرت شاہ عبدالوہاب کے ساتھ گجرات میں کچھ وقت قیام کیا۔ آپ نے گجرات میں بڑے بڑے کارنامے نمایا کئے جو یادگار عالم ہیں۔ آپ نے وہاں وعظ و نصیحت بھی کثرت سے کیا اور راہ حق کی تبلیغ میں بھی سرگرم رہے۔

آپ کا خاندان جس کے روشن چراغ حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں ایک اعلیٰ ممتاز رہا ہے۔ آپ باقاعدگی کے ساتھ رشد و ہدایت کے علاوہ وقتاً فوقتاً مجالس علمیہ و محافل ادبیہ میں تشنہ لبوں کی علمی پیاس بجھائی اور بوقت ضرورت لازوال علمی ادبی اور روحانی خدمات انجام دیں اور اپنے لئے توشہ آخرت بنایا۔

وصال ...... آپ جب علیل ہوئے اپنے پسر نیک اختر سید شاہ محمد اشرف کو بلا کر کہا کہ برادرم محمد زاہد و عبداللطیف کو جلد بلاؤ۔ جب یہ حضرات آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہا کہ ’’اب مصارفت دائمی کا وقت آ گیا میں ایک نصیحت کرتا ہوں خیال رکھو اور اپنی

بابرکت زبان سے شعر پڑھنا۔''

اگر خواہی کہ گر دی ہندۂ خاص
مہیا شو برائے صدق و اخلاص

دونوں بھائیوں سے معانقہ کیا اور اپنے فرزند شاہ محمد اشرف کی تعلیم کو کہا بعد چند ساعت کے کلمہ پڑھتے ہوئے جنت کو گئے۔

علم و فضل، زہد و تقویٰ کا یہ چمکتا ہوا ماہتاب اپنی نورانی کرنیں سمیٹتا ہوا روپوش ہو گیا۔ آج بھی اس کے اثرات دلوں میں قائم و باقی ہیں خاندان عبدالوہاب کی یہ شاخ ''واحدی'' کے نام سے مشہور ہوئی حضرت عبدالواحد کی نسل میں تمام اولیاء، مشائخ، عالم اور صوفی شاعر پیدا ہوئے۔

شد نہ خرم و سرور ساکنان بہشت
ازیں سرائے سیجسفی جو قصر جنت کرد
ظہیر سال نوشت انچیس تعلب اسم
جناب واحدعبدالوہاب رحلت کرد

مجاہد اسلام حضرت علامہ شیخ سید محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت شیخ سید عبد الوہاب الجیلانی

آپ حضرت سید شاہ عبدالوہاب کے دوسرے بیٹے ہیں۔ اور عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہے آپ کی پیدائش سنہ ۱۰۱۳ھ میں ہوئی تھی۔

تعلیم و تربیت...... تاریخ ابراھیمی میں ہیں کہ مرزا محمد حسن دانی سے جو غنی کشمیری کا استاد تھا۔ آپ نے چند دن پڑھا ہے۔ مختلف استادوں سے سپہ گیری کا فن سیکھا۔ آپ نے حدیث، فقہ کی تعلیم بھی حاصل کیا آپ عالم، فاضل، ولی تھے۔

اولاد...... آپ کے دو بیٹے تھے حضرت شیخ سید فتح اللہ عرف فتوی اور حضرت سید محمد ضیاء عرف میاں جیا۔

مغل شاہزادے سے تعلق...... صاحب تاریخ ابراھیمی فرماتے تھے کہ شرافت و شجاعت ہر رگ و پے میں بھری تھی۔ اس لئے مرزا شجاع جو شاہجہاں کا بیٹا اور بہادور دوست تھا۔ آپ کی بہت عزت کرتا تھا۔ آپ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا اور ہمیشہ القاب برادر بجاں برابر لکھا کرتا۔

شہزادہ مرزا شجاع کے ساتھ سفر...... مرزا شجاع کے اصرار پر آپ دہلی سے بنگال آئے۔ محمد اشرف اور محمد شریف برادر زادہ بھی ہمیشہ ہمراہ رہا کرتے۔ جب عالمگیر اور شجاع میں اختلاف ہوا اس وقت آپ علیل تھے۔ رخصت لیکر وطن آنے لگے۔

فوج شجاع کی بخشش گری آپ کے متعلق تھی۔ چاہا کہ اس منصب پر دو برادر زادوں میں سے کوئی مقرر ہوں۔ شجاع نے کہا کہ ابھی یہ لوگ کمسن ہیں اور نا تجربہ کار ہیں۔ بہتر ہو گا کہ اپنے ساتھ لیتے چلو۔

وصال......آپ کے وصال کی تاریخ حضرت نعیم الحق آزاد نے لکھی ہے۔

فاضلِ و دم کامل و ہم متقی
بود شیخ زاہد مرد ولی
سرگروہ فاصلاں عصر بود
پیشوائے کاملاں دہر بود
روضہ اش بر تکیہ گاہ شیخ داد
ہمت الاجا نمی دارو ظہور
سال نقلش گفت ہاتف حب خواہ
شیخ مولانا می زاہ وای بود

آپ کی نسل مبارک میں تمام اولیاء و شائخ، صوفی شعراء پیدا ہوئے ہیں۔ جن میں شیخ فتح اللہ ثانی بن علامہ شیخ محمد زاہد، حضرت مولانا شکر اللہ بن حضرت فتح اللہ ثانی، حضرت شیخ امجد علی، حضرت شیخ سید لعل محمد بن حضرت شیخ سید بخش علی رحمہم اللہ

معیار الانساب جز و ثانی، تاریخ انجم کے مصنف حضرت شیخ سید عبد الحق انجم شیخ پوری بن حضرت شیخ سید لعل محمد شیخ پوری متوفی سنہ ۱۳۱۹ھ رنگ خلوت معروف بہ مثنوی حسن و عشق کے مصنف حضرت شیخ سید مولوی محمد نعم الحق آزاد شیخ پوری

صاحب سمات الاخیار (تاریخ مشائخ رشیدیہ) حضرت شیخ سید عبد المجید کاتبؔ مصطفیٰ آبادی ابن شیخ سید حسین علی راغبؔ ابن حضرت شیخ سید امجد علی بن شیخ فتح اللہ ثانی ابن

سید شاہ مولانا شکر اللہ ابن حضرت علامہ سید شاہ محمد زاہد بھی آپ ہی کی نسل بابرکت میں۔

حضرت شیخ سید عبداللطیف باصفار حمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت شیخ سید عبدالوہاب الجیلانی

آپ حضرت سید شاہ عبدالوہاب کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ آ کے تقویٰ و طہارت، اخلاص وایثار، تواضع وانکساری، تعلب فی الدین، دینی غیریت وحمیت توکل وغنا اور جودوسخا کو دیکھ کر عہد ماضی کے ان خرقہ پوشوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے جنہوں نے رب کی رضا کی خاطر دنیاوی عیش وعشرت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اور بھی بے شمار خوبیاں و کمالات اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکات میں ودیعت فرمائے تھے۔

سینچا ہے اسے خون سے ہم تشنہ لبوں نے
تب جا کے اس انداز کا میخانہ بنا ہے

آدرمیانی اور حقائق محمدی کا ایک سمندر تھے جو نہایت آشکارا اور پنہاں ہے۔

اولاد...... آپ کے ایک بیٹے جن کا نام حضرت سید شاہ محمد شریف اور آپ کی صاحبزادی جن کا نام شاہا بی بی عقد از حضرت سید شاہ محمد اشرف ابن حضرت سید شاہ عبد الواحد ہیں۔

تعلیم وتربیت...... آپ نے خاندانی روایات کے مطابق حدیث، فقہ کا علم دیگر اساتذہ سے سیکھا۔ آپ بڑے متقی اور بڑے خوش الحان تھے۔ قرآن شریف ایسی خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ راہی کھڑے ہوجاتے تھے۔ آپ کے دست حق پر اکثر کفار ایمان لائے۔

آپ کی کرامتیں......آپ بہت عبادت گزار شخص تھے۔ آپ تصوف کی تمام منازلیں طے کیں۔ آپ کشف و کرامت کے بے مثال ولی تھے۔ ایک رات جب حضرت عبادت میں مشغول تھے۔ آواز آئی عبداللطیف! عبداللطیف! شاہ صاحب، اس آواز پہ لبیک کہتے ہوئے باہر نکلے اور غیب کے پردے میں چلے گئے۔

بارہ سال کے بعد ایک روز اچانک واپس آئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے ایک دن فرمایا کہ صاحبزادی کی شادی طے ہو چکی ہے۔ مہمانوں کی ضیافت اور تحفہ کا انتظام نہیں ہو سکا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ 'اسی لئے آیا ہوں' آپ نے صحن میں پڑے ہوئے تنکوں اور جو کی بالیوں کو اٹھا کر دینے کو کہا۔ اور پھر وہیں بیٹھے بیٹھے ان تنکوں سے اپنی یادداشت کے مطابق اپنی بیٹی کے لئے زیورات تیار کیا۔ اور اسے اپنی جانماز کے نیچے رکھ دیا۔ فجر کی نماز کے بعد اپنی اہلیہ سے انہیں نکال لینے کو کہا۔ اور مہمانوں کی خاطر و تواضع کے سلسلے میں حضرت نے ایک صاف ستھری ڈیگ منگائی اور اس میں اپنی زبان بابرکت سے کچھ دم کیا۔ پھر اس کو صاف کپڑے سے ڈھک دیا اور فرمایا کہ شادی کے دن بلا ڈیگ میں دیکھے جو جی میں آئے اسے دل میں تصور کر کے ڈیگ سے نکال کر سب کی خاطر و مدارات کر دی جائے۔

شادی کی تاریخ کے دن نماز صبح کے بعد جانماز ہٹائی گئی تو خالص سونے کے زیورات نکلے اور جب ڈیگ سے بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ ڈالا گیا تو دل میں جو تصور کیا تھا وہ سامنے آیا۔ شادی کے بعد بھی یہ کرامت جاری رہی اور پھر کسی نے نادانی میں وہ کپڑا ڈیگ سے ہٹا دیا تو دیکھا گیا کہ ڈیگ پوری طرح سے خالی اور صاف ستھری ہے۔ اگر یہ غلطی نہ کی

جاتی تو شاید آج تک حضرت عبداللطیف باصفا کی کرامت سے لوگ فیضیاب ہورہے ہوتے۔ اس کرامت کے انجام دینے کے بعد آپ ایک بار پھر پردۂ غیب میں چلے گئے۔

آپ کا غیب کے پردوں میں دوبارہ جانا......تاریخ ابراہیمی میں ہے کہ آپ کی حکایت عجیب ہوش رہا کرتی تھی۔ آپ جمعہ کے روز پہروں چڑھے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے فرزندار جمند سید شاہ محمد شریف کو جو بہت کمسن تھے گود میں لے کر پیار کررہے تھے کہ اچانک آواز آئی عبداللطیف! عبداللطیف یہ آواز ایسی خوش آئندار دلکش تھی کہ سامعین بیتاب ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد تیسری آواز ایسی دردناک آئی کہ آپ چل نکلے۔ پچاسوں آدمی ساتھ گئے، مگر کسی نے نہ پایا۔ خدا کو علم ہے کہ کہاں گئے۔

آپ کی نسل بابرکت میں ایک سے ایک اولیا، صوفیا اور مشائخ پیدا ہوئے ہیں۔

آپ کے بیٹے حضرت سید شاہ محمد شریف کی شادی بتول بی بی سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن مبارک سے حضرت سید شاہ بیان اللہ۔ حضرت سید شاہ عبدالوالی تھے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔ حضرت محمد عبدالوہاب صاحب واہبؔ، حضرت عبدالاحد مصطفیٰ آبادی آپ ہی کی نسل بابرکت میں سے ہیں۔ آپ کی اولادیں مصطفیٰ آباد جو شیخ پور کی چھاؤنی تھی وہیں پر آباد ہوگئیں۔

حضرت شیخ سید محمد اشرف الجیلانی الحسنی

آپ حضرت سید شاہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔

شادی اور اولاد......آپ کا عقد آپ کے چچا کی صاحبزادی بی بی شاہ سے ہوا تھا۔ جن کے بطن مبارک سے تین اولادیں پیدا ہوئیں۔ سید شاہ محمد فاضل، سید شاہ محمد عادل، سید شاہ محمد بدل۔ آپ پاکیزہ دم، ذی حیا اور صاحب وقار تھے۔ خدا کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ آپ عالم باعمل اور فقہ کے استاد تھے۔ تصوف رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔

وصال......آپ کا وصال مبارک ۱۱۳۶؁ھ میں ہوا تھا۔

حضرت شیخ سید محمد عادل الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید شاہ محمد اشرف الجیلانی کے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔

شادی اور اولاد......آپ کا عقد بی بی سہاگن بنت محمد شریف مصطفیٰ آبادی سے ہوئی۔ ان کے بطن مبارک سے ایک صاحبزادی رحم بی بی زوجہ امجد علی شیخ پوری اور ایک صاحبزادہ لطف اللہ تولد ہوئے۔ آپ نے علم حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ پابند صوم وصلوٰۃ تھے اور خوبیوں کے مجموعہ تھے۔

وصال......آپ کا وصال ۱۱۷۸؁ھ میں ہوا تھا۔

حضرت شیخ سید لطف اللہ الجیلانی قدس سرہٗ

آپ حضرت سید شاہ محمد عادل کے فرزند ارجمند ہیں۔

شادی اور اولاد......آپ کا عقد شریف کلثوم بی بی بنت سید شاہ بیان اللہ مصطفیٰ آبادی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن مبارک سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ حضرت شاہ عطاء علی متوفی ۱۲۲۷ھ حضرت سید شاہ ہمت علی، حضرت سید شاہ شمشیر علی، حضرت سید شاہ ثابت علی، حضرت سید شاہ مراد علی، سیدہ رمضانی بی بی، سیدہ زینب بی بی، سیدہ ارزانی بی بی۔

وصال......آپ کا وصال مبارک ۱۲۱۵ھ میں ہوا تھا۔

حضرت شیخ سید مراد علی الجیلانی قدس سرہٗ

آپ حضرت سید شاہ لطف اللہ کے صاحبزادے ہیں۔

شادی اور اولاد......آپ کی شادی بی بی وحیدن عرف بی بی جبیں وجیہہ بی بی بنت وارث علی چنداڑی سے ہوئی تھی۔ آپ کے سات بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ جمال علی، کمال علی، خصال علی، طالب علی، مبارک علی، ممتاز علی، باقر علی اور بیٹی کا نام موتی بی بی تھا۔ آپ ذی وقار عالم تھے اور روزہ خوب رکھا کرتے تھے۔ نمازی، سخی مزاج تھے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے علم کے ہر گوشے پر کتاب لکھی ہیں۔

خاندانی مسجد کی نو تعمیر...... آپ ہی کے زمانے میں اپنے مورثان کی خانقاہی مسجد کو پھر سے تعمیر کرایا۔ جو آج تک چک حاجی عرف شیخ پور میں قائم ہے۔

وصال...... آپ تقریباً سو برس کی عمر پائی اور ۱۲۷۵ھ میں دار فانی سے کوچ کیا۔

حضرت شیخ سید کمال علی الجیلانی

ابن حضرت سید شاہ مراد علی

آپ حضرت سید شاہ مراد علی کے بیٹے ہیں۔ آپ روزہ دار نمازی اور سخی مزاج بھی تھے۔ جھوٹ سے بہت سخت پرہیز کرتے تھے۔ گاؤں میں ہر دل عزیز تھے۔

شادی اور اولاد...... آپ کا عقد صبوحی بی بی بنت طاہر علی شیخ پوری سے ہوا۔ جن کے بطن سے سید شاہ عبدالرحمن (لاولد) سید شاہ عبدالنور، شاہ ضیاء الحق، قدیرن بی بی، ولیین بی بی، شجیہ بی بی ہوئی۔

حضرت شیخ سید عبدالنور قادری الجیلانی

آپ حضرت کمال علی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ روزہ دار اور نماز کے پابند تھے۔ معاملات خانہ داری اور عدالت کے کام میں آپ کی سوجھ بوجھ بہت اچھی تھی۔ کاغذات کو بہت اچھی طرح سے ترتیب دیتے تھے۔ تمام زمینداران عدالتی معاملات میں

ان کی رائے لیتے تھے۔

شادی اور اولاد......آپ کی پہلی شادی بی بی ریاضن سے ہوئی ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی عقد ثانی حمید النساء بیگم (وفات: صفر ۱۹۰۶ء) بنت بخشش علی سے ہوئی۔ ان سے یہ اولاد ہوئیں۔ سید شاہ محمد حبیب، سید شاہ مجید، سید شاہ محمد وکیل سید شاہ عبد الباسط، سید شاہ جمیل احمد دختران میں عزیز النساء، انیس النساء، کنیز النساء، حفیظ النساء اور رئیس النساء تھیں۔ **وفات**......آپ کی وفات ماہ رجب، ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۸ء میں ہوئی تھی۔

شیخ سید محمد حبیب الجیلانی

آپ حضرت عبد النور قادری الجیلانی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نہایت ہی نیک، سچے اور مسئلہ ومسائل سے واقف اور معاملات عدالتی میں مہارت رکھتے تھے۔

شادی اور اولاد......آپ کی دو شادی ہوئی تھی۔ پہلی زوجہ عابدہ بی بی تھیں۔ جن سے چھ بچے۔ سید محمد منیر (فوت)، سید محمد نظیر (فوت) سید مولوی محمد کبیر، سید مولوی محمد امیر، سید مولوی محمد قدیر تھے اور چار بیٹیاں حنیفن بی بی، لطیفن بی بی (زوجہ سید شاہ نبی احمد سکندر پوری) شریفن بی بی، کلثوم بی بی اور عقد ثانی سے چھ بیٹے۔ سید نظام الدین، سید حسام الدین، سید قیام الدین، سید بدر الدین، سید صدر الدین، سید فخر الدین تھے اور دو بیٹیاں مہر النساء اور قمر النساء تھیں۔ سید نظام الدین، سید حسام الدین، سید قیام الدین، سید بدر الدین، سید صدر الدین کی اولادیں لندن (انگلینڈ) میں مقیم ہیں۔

آپ کی وفات ۱۴؍مئی ۱۹۳۹ء، میں ہوئی، چک حاجی عرف شیخ پور بلیا میں مدفون ہیں۔

شیخ سید بدرالدین کا عقد نسیم النساء بنت سید شاہ نبی احمد سکندر پوری سے ہوا، آپ کے بطن سے مذکورہ اولادیں وجود پذیر ہوئیں۔ سید خورشید، سید جاوید، سید پرویز بدرالدین، سید توصیف، سید توحید، سید توقیر (بیٹے)، انور جہاں، سرور جہاں، حمیدہ جہاں (بیٹیاں) یہ تمامی لندن انگلینڈ میں مقیم ہیں۔

حضرت مولوی سید محمد قدیر کے صاحبزادے حضرت مولانا سید عبید اللہ تھے، جو بہت ہی مشہور و معروف عالم دین تھے۔

حضرت علامہ نشورؔ واحدی

آپ کا نام سید شاہ حفیظ الرحمٰن واحدی تھا۔ نشورؔ آپ کا تخلص تھا، آپ کے والد کا نام سید شاہ جمیل احمد یکتاؔ تھا۔ آپ کے دادا کا نام سید شاہ عبدالنور قادری تھا۔

پیدائش:۔ آپ کی پیدائش ۱۵؍اپریل ۱۹۱۲ء میں ہوئی تھی۔

شادی: آپ کی شادی مومنہ چشتی بنت مولوی محمد حامد چشتی ایڈوکیٹ دیوریا سے ہوئی تھی، جن کے بطن مبارک سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تولد ہوئیں۔

(۱) سید شاہ نیاز واحدی (۲) سید شاہ امتیاز واحدی

(۳) ثروت واحدی (۴) عشرت واحدی

آپ نے الٰہ آباد کے مشہور مدارس میں تعلیم حاصل کیا، جن میں مدرسہ سبحانیہ اور مدرسہ مصباح العلوم سرفہرست ہیں۔

بیعت:۔ آپ دائرہ محمدیہ الٰہ آباد کے مشہور صوفی حضرت خواجہ عبدالشکور چشتی

قادری کے مرید ہوئے۔ آپ حلیم انٹر کالج کانپور میں اردو فارسی کے استاد تھے۔

آپ کا شعر وسخن:۔

حضرت نشورؔ واحدی ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جو علم وفضل اور رشد وہدایت کے لئے مشہور تھا۔ گھر کے اسی ماحول کا اثر تھا کہ بچپن سے ہی انہیں علم حاصل کرنے اور شعرو سخن کا شوق پیدا ہوا۔ ۱۳؍ برس کی عمر سے ہی وہ فارسی اور اردو کے شعر کہنے لگے۔ ۲۲؍ سال کی عمر میں آپ نے اپنا پہلا مجموعۂ کلام ''صہبائے ہند'' مرتب کرلیا تھا، جس کی اشاعت ۱۹۳۹ء میں ہوئی تھی۔

''اردو زبان کا سب سے قیمتی سرمایہ غزل ہی ہے، اور غزل نے بین الاقوامی شہرت اور مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر چہ اردو غزل فارسی غزل کے نقش پر ہے، پھر بھی اپنی خصوصیت کے لحاظ سے فارسی غزل سے زیادہ پیچیدہ، زیادہ فکرانہ اور زیادہ لچکدار ہے''۔ (اشک چکاں سے اعصر رواں تک، ص ۹۵)

آپ اردو ادب کے مشہور ومعروف شاعر ہیں۔ آپ کی تمام کتابیں شائع ہوئیں۔ اشک چکاں سے عصر رواں تک، آتش ونم، دانش آخر الزماں، فروغ جام، صہبائے ہند، سواد منزل اور تاریخ فلسفۂ خودی وغیرہ ہیں۔

وفات:۔ آپ کا وصال مبارک ۴؍ جنوری ۱۹۸۳ء کو کان پور میں ہوا، اور آپ کو کان پور میں ہی سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت شیخ سید جمال علی ابن سید شاہ مراد علی

آپ بڑے دیندار اور صاحب سخن تھے۔

شادی اور اولاد......آپ کی شادی فاطمہ بی بی بنت شیخ مصاحب علی سے ہوئی تی جن سے ایک صاحبزادے سید شاہ الٰہی بخش اور دیگر دختر بھی تھیں۔ سید شاہ الٰہی بخش غازی پور میں پولیس انسپکٹر تھے۔ حضرت طالب علی، حضرت الٰہی بخش اور حضرت مولانا واجد علی یہ تینوں حضرات حج بیت اللہ کو جا رہے تھے۔ ابھی کلکتہ پہنچے تھے کہ ندی میں طوفان آ گیا اور آپ لوگ شہید ہو گئے۔ نابدان باغ میں مدفن ہیں۔

حضرت شیخ سید باقر علی ابن سید شاہ مراد علی

شادی اور اولاد......آپ کا عقد باندی بی بی بنت میر کرامت علی کوتھوی سے ہوا تھا جن سے ایک بیٹے عبدالجلیل شیخ پوری تھے۔

وفات......آپ کی وفات ؁۱۲۷۵ھ میں ہوئی۔ حضرت شیخ سید عبدالجلیل شیخ پوری کے تین بیٹے۔ شیخ سید جمیل احمد شاداںؔ، شیخ سید محمد یاسین (فوت) شیخ سید محمد طٰہٰ شیخ پوری ہیں اور تین بیٹیاں فاطمہ بی بی، سائرہ بی بی حمیدن بی بی تھیں۔

شیخ سید محمد طٰہٰ شیخ پوری......آپ کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی زوجہ تارہ بی بی بنت شیخ سید محمد ابراہیم سے دو بیٹے شیخ سید محمد شمس الضحیٰ اور شیخ سید آفتاب احمد تسکین واحدیؔ ہیں۔ محل ثانی۔ منورالنساء بنت قاضی محمد قاضی پوری سے ایک صاحبزادے شیخ سید صلاح الدین واحدی اور چھ بیٹیاں راشدہ خاتون، ظاہرہ خاتون (زوجہ شیخ سید نجیب اللہ واحدی عرف شبو)، صابرہ خاتون، صدیقہ خاتون، سمیہ خاتون، سعیدالنساء ہیں۔

شیخ سید محمد شمس الضحیٰ واحدیؔ

آپ کا عقد سروری خاتون بنت سید بدرالسلام کوتھوی سے ہوا۔ جن کے بطن سے ایک بیٹے سید شاہ فروغ محمد واحدی اور دو بیٹیاں شگفتہ خاتون اور ساجدہ خاتون ہیں۔

ساجدہ خاتون کا عقد سید سراج الاسلام کوتھوی سے ہوا ہے۔ جن سے ایک بیٹا اور

دو بیٹیاں تولد ہوئیں۔

(۱) سید معراج الاسلام

(۲) فرحت جہاں زوجہ ڈاکٹر سید شاکر الاسلام

(۳) نزہت جہاں

شیخ سید فروغ محمد واحدی

آپ کا عقد مبارک سیدہ فائزہ خاتون بنت سید فیاض السلام سے ہوا۔ جن کے بطن سے ایک صاحبزادہ سید شاہ محمد ہارون واحدی اور ایک بیٹی سیدہ فریدہ ارم واحدی ہیں۔

شیخ سید آفتاب احمد تسکینؔ واحدی

آپ کا عقد رحمت النساء بنت علی حماد بی بی پور اعظم گڈھ کے ساتھ ہوا۔ آپ سے ایک بیٹے سید شاہ ظفر احمد اور ایک بیٹی بشریٰ خاتون ہیں، جن کا عقد شیخ سیّد مصباح الحق سے ہوا، جن سے ایک بیٹا شیخ سیّد معین الحق ہے۔

شیخ سید صلاح الدین واحدی

آپ کا عقد زیب النساء بنت محبوب الحق چندائری سے ہوا۔ جن کے بطن سے دو بیٹے سید شاہ نواز واحدی اور سید مسعود واحدی اور ایک بیٹی ساجدہ خاتون زوجہ سید تقی حیدر سیوانی ہیں۔

حضرت شیخ سید خصال علی ابن شیخ سید مراد علی قدس سرہٗ

آپ حضرت سید شاہ مراد علی رحمۃ اللہ کے پسر سوم ہیں۔ اور ان کے جانشین ہیں۔

شادی اور اولاد......آپ کی دو شادی ہوئی تھی۔ عقد اول سیدہ سلیمہ بی بی بنت سید میر شجاعت علی کوتھوی سے ہوئی۔ جن کے بطن مبارک سے حضرت شیخ سید شاہ ابراہیم عاجزؔ، سید عبد الواحد اور واحدہ بی بی تولد ہوئیں۔ عقد ثانی۔ وزیرن بی بی بنت طاہر علی کوٹھیا اعظم گڈھ سے ہوا تھا جن کے بطن مبارک سے حضرت سید شاہ عبد الرؤف ناظم واحدی، سید شفیع الحق، سید ولی الحق اور تین بیٹیاں محمودن بی بی، مطلوبن بی بی سعیدہ بی بی تولد ہوئیں۔ حضرت سید شاہ عبد الواحد قدس سرہٗ کی اولادوں میں حضرت سید خصال علی قدس سرہٗ کا نام نامی اسم گرامی مثل آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن و منور ہوا ہے۔ آپ کو خاندانی خلافت واجازت حاصل تھی اور آپ مریدوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔

خانقاہ رشیدیہ جون پور سے خلافت......سمات الاخیار میں ہے کہ آپ حضرت قیام الحق شاہ امیر الدین قدس سرہٗ سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ صاحب حال و عالی شان بزرگ تھے۔ آپ تمام صفات حمیدہ سے موصوف تھے۔ آپ کے مجاہدات سخت تھے اور اخلاق نرم اور عشق راز ہمت بلند اور کرامت منور کے مالک تھے۔ آپ جمیع کمال ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ کمال حضور کی وجہ سے آپ کی روش عجیب تھی۔ مریدین اور طالبان حق کی تربیت میں آپ اپنے وقت میں بے نظیر تھے۔ آپ علم وفضل بذل و لطافت طبع عطائے تمام میں عام وخاص میں بے نظیر تھے اور جمال با

کمال آپ کے چہرۂ مبارک پر روشن تھا۔

آپ کے وصال کے متعلق صاحب سمات الاخیار فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں کے ایک بزرگ شیخ سید خصال علی شیخ پوری کی نقل حضرت (مولانا شاہ عبدالعلیم آسیؔ قدس سرہٗ کو) فرماتے تھے کہ وہ حضرت قیام الحق شاہ امیر الدین قدس سرہٗ کے خوش اوقات مرید وخلیفہ تھے۔ مرض اسہال (دست) میں مبتلا تھے۔ وفات سے کچھ پیشتر اپنے بیٹے مولوی محمد ابراہیم عاجزؔ کو پکارا اور جب وہ آئے تو کہا کہ حضرت ابھی ابھی تشریف لائے تھے اور یہ فرما کر چلے گئے ہیں کہ خصال گندگی بہت ہے۔ میں آنا چاہتا ہوں، تم جلد زمین کو پاک و صاف کرادو۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب نے زمین پاک کرائی اس کے بعد کا معاملہ معلوم نہیں۔ کچھ دیر کے بعد حکم دیا کہ سورہ یاسین پڑھو۔ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ جب میں نے قیل ادخل الجنۃ تک پہنچا ہوں۔ طائر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا۔ اس قسم کی بہت سے حکایتیں ہیں جن کا ذکر باعث طوالت ہے۔

آپ کا وصال ۱۲۷۸ھ میں ہوا تھا۔ آپ کی تاریخ وصال دیوان عاجزؔ میں حضرت ابراہیم عاجزؔ صاحب یوں فرماتے ہیں......

حکیم حازق و صاحب دل و خدا آگاہ
امام حلقۂ زہاد و شیخ وقت ولی
حلیم و شاکر فصیح و اہل ورع
رحیم و صاحب صدق و صفا خصال علی
زشخصیت شدہ واز چہار مزاج

چوں اولیاشدہ واصل تقریب کم یزلی
برائے صال فنائش چوں کردد اند کثیر
غلام بارگہ خاص عاجزؔ حنفی
مگفت از مرالہام ہاتف غیبی
حکیم ماہر صاحب حیا خصال علی

۸ ۷ ۲ اھ

حضرت شیخ سید محمد ابراہیم عاجزؔ ابن حضرت شیخ سیّد خصال علی قدس سرہٗ

پیدائش: آپ حضرت سید شاہ خصال علی کے بڑے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کی ولادت ؁۱۲۵۰ھ میں ہوئی تھی۔ حضرت عاجز نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے پدر بزرگوار سے پائی اور شادی کے بعد جون پور جا کر علوم عربیہ کی تحصیل کی۔

شادی اور اولاد:۔

آپ کا عقد مبارک صبیحن بی بی بنت عنایت حسین صاحب شیخ پوری سے ہوئی، جن سے الہاً بی بی، عندہ بی بی، امیر النساء اور ایک صاحبزادے حضرت سید شاہ مولوی محمد اصغر واحدی صاحب شیخ پوری تولد ہوئے۔

آپ ایک عظیم ہستی اور صوفی شاعر بھی تھے۔ آپ کا ایک مرتب دیوان نافہمی کی نذر ہوا اور کچھ فارسی و اردو کی غزلیں کم خوردہ حالت میں دستیاب ہوئیں، جسے ” دیوان

عاجز'' کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ آپ کو فارسی زبان سے بہت محبت تھی۔ جب تک فارسی زبان میں انشاء پردازی اور سخن فہمی اور شعر گوئی پر کسی کو قدر نہ ہو اس کو لائق تعلیم یافتہ نہیں سمجھتے تھے۔

مرشد کا نام: ۔ آپ کے مرشد کا نام حضرت شیخ غلام معین الدین امیری حیدری رشیدی قدس سرہٗ (سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور) ہیں۔

وصال: آپ کا وصال ۴۸ سال کی عمر میں سنہ ۱۲۹۹ھ میں ہوا تھا۔

حضرت مولانا عبدالعلیم آسی سکندر پوری قدس سرہٗ (سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور) جو آخری وقت میں قطب زمانہ ہوئے اور ان کے برادر امجد، مولانا وکیل احمد اور مولانا بخشش علی قاضی پوری اور مولانا واجد علی چندائری آپ کے ہم عصر تھے۔ اور ان حضرات میں اکثر آپ کے ہم درس بھی تھے۔

حضرت حکیم سید مولوی محمد اصغر واحدی الجیلانی

ابن حضرت شیخ سید محمد ابراہیم عاجز

شادی اور اولاد...... آپ کا عقد مبارک ام ہانی بی بی بنت سید حافظ علی کوتھوی سے سنہ ۱۳۱۳ھ میں ہوا تھا۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں عارفہ بی بی (فوت) سید حفیظ الرحمن واحدی، سید عزیز الرحمن واحدی، پروفیسر سید عبدالرحمن واحدی، رشیدہ خاتون زوجہ انعام الحق شیخ پوری (داروغہ)

آپ سینٹ اینڈ ڈریوز کالج گورکھپور میں فارسی کے استاد تھے۔ آپ صوفی بزرگ اور مشہور شاعر بھی تھے آپ کا دیوان جزبات الروح اور جزبات اصفیاء کے نام سے موجود ہے۔

آپ اپنے جد کی طرح خانقاہ رشیدیہ جونپور سے بہت لگاؤ رکھتے تھے اور حضرت عبدالعلیم آسی قدس سرہٗ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ عین المعارف (دیوان آسی) میں حضرت شاہد علی سبز پوش قدس سرہٗ نے آپ کا کئی جگہ پر ذکر کیا ہے۔ آپ کی اولادوں میں تینوں بیٹے بھی صوفی مزاج تھے جن میں سید حفیظ الرحمن واحدی عقد از نور جہاں بنت سراج الحق شیخ پوری جن کے بطن سے غالب (فوت) سید حضور الرحمن واحدی (فوت) سید حاضر الرحمن واحدی، سید ظل الرحمن واحدی، سید غیر الرحمن واحدی اور بیٹیاں عزرا خاتون، فائفہ خاتون، محمودہ خاتون تولد ہوئیں۔ آپ کے دوسرے بیٹے سید عزیز الرحمن واحدی عقد از آمنہ بی بی بنت عبدالخالق کوریا پاری سید ناظم الرحمن واحدی، مفیظ الرحمن واحدی، ودود الرحمن واحدی، فیضان الرحمن واحدی، مودود الرحمن واحدی اور بیٹیاں انیسہ خاتون، نفیسہ خاتون، رئیسہ خاتون، منیسہ خاتون، مومنہ خاتون زوجہ سید صبغت اللہ عرف مختار حسین غازی پوری رضیہ خاتون آپ کے چھوٹے بیٹے پروفیسر سید عبدالرحمن واحدی سینٹ اینڈ ڈریوز کالج گورکھپور میں فارسی کے استاد تھے۔

پروفیسر عبدالرحمن واحدی کی دو شادیاں تھی عقد اول فہیم النساء بنت شیخ سید محمد طہٰ شیخ پوری سے بدیع الجمال زوجہ اکرام الحق شیخ پوری (لندن میں سکونت اختیار کی) رفعت خاتون، نزہت خاتون، عصمت خاتون تولد ہوئیں۔ عقد ثانی خدیجہ خاتون سے فرحت خاتون،

عفت خاتون، سید ابو یوسف واحدی، سید محمد موسیٰ واحدی، سید ابو نعیم واحدی تولد ہوئیں۔

حضرت سید شاہ عبد الرؤف ناظمؔ واحدی الجیلانی ابن سید خصال علی قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ خصال علی کے چھوٹے بیٹے ہیں، آپ کی والدہ کا نام وزیرن بی بی بنت طاہر علی کوٹھیاں اعظم گڈھ، وفات: ۱۹۰۸ء شیخ پور میں ہوئی۔

شادی اور اولاد...... آپ کا عقد کنیز النساء (وفات: یکم ذیقعدہ ۳/ اکتوبر ۱۹۴۳ء) بنت سید عبد النور قادری سے ہوا جن کے بطن مبارک سے شیخ سید ابو محمد افضلؔ واحدی، شیخ سید ابو حامد اکملؔ واحدی (پروفیسر کوئنس کالج بنارس) لاولد اور چار بیٹیاں فہمیدہ خاتون زوجہ شاہ ولی احمد سکندر پور، حشمتی بی بی (فوت طفلی) فریدہ بی بی زوجہ شیخ مجاہد حسین، احمدی بی بی زوجہ شاہ نور الحق۔

آپ ایک ممتاز صوفی بزرگ تھے آپ کے آبا و اجداد میں اکثر حضرات عالم فقہ و تجوید کے بادشاہ تھے۔ آپ صاحب دیوان شاعر تھے آپ کے دیوان کا نام ''متاع ناظم ہے''

وفات:۔ ۷ء ذیقعدہ ۱۷ء دسمبر ۱۹۳۵ء کو شیخ پور میں ہوا۔

حضرت سید ابو حامد اکملؔ واحدی

آپ حضرت عبد الرؤف ناظمؔ واحدی کے بیٹے ہیں، آپ کوئنس کالج بنارس میں فارسی کے پروفیسر تھے۔ آپ کا عقد حافظہ بنت حامد کوریا پاری سے ہوا۔ آپ لاولد تھے۔

وفات: ۲۳؍جنوری ۱۹۴۴ء کو بنارس میں ہوئی۔

حضرت سید ابو محمد افضلؔ واحدی

آپ حضرت سید عبدالرؤف ناظم واحدی کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔

شادی اور اولاد......آپ کی تین شادیاں ہوئیں۔ پہلی زوجہ جوہی بی بی بنت شیخ عبدالکریم کوٹھیا (لاولد) تھیں۔ عقد ثانی سیدہ خیرالنساء (وفات: ربیع الاول ۱۹۱۴ء) بنت سید شاہ فدا حسین ابن سید شاہ ریاضت حسین محلہ بڈھا سکندر پور سے ایک صاحبزادے مولانا سید محمد ارشد واحدی تولد ہوئے۔ عقد سوم آسیہ خاتون بنت شیخ محمد یعقوب ساکن ولید پور اعظم گڑھ سے ہوا جن کے بطن سے سید اسد واحدی، سید احسن واحدی متوفی پاکستان) سید اسلم واحدی (متوفی لکھنؤ) حمیدہ خاتون واحدی عقد از محمد شرف الدین اور رشیدہ خاتون عقد از معید اعظمی بی بی پوری سے ہوا۔

برٹش دور میں آپ گونڈہ یوپی میں منصف (جج) تھے اور آپ صاحب دیوان شاعر بھی تھے۔ صوفی شاعری آپ کا مجاز تھا آپ عالم، فاضل صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے تہجد کثرت سے پڑھتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۷؍اپریل ۱۹۴۹ء گونڈہ میں ہوئی۔

حضرت مولانا شیخ سید محمد ارشد واحدی جیلانی۔

پیدائش......آپ کی پیدائش یکم جولائی ۱۹۱۲ء میں سید شاہ فدا حسین کے

آبائی گھر محلہ بڈھا سکندر پور میں ہوئی تھی۔

تعلیم وتربیت......آپ نے اسلام کی بنیادی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی اور پھر گورمنٹ اسکول مرزاپور سے ۱۹۳۱ء میں کامل کا امتحان پاس کیا۔ آپ نے مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور سے بھی تعلیم حاصل کی تھی۔

شادی اور اولاد......آپ کا عقد مبارک سیدہ کریم النساء بنت سید شاہ نبی احمد سکندر پوری (خلیفہ حضرت عبدالعلیم آسی سکندر پوری) سے ہوئی۔ آپ سے نو بیٹے اور پانچ بیٹیاں تولد ہوئیں۔ سید مظہر السمیع عرف راشد (فوت)، سید محمد رشید واحدی (فوت)، سید محمد مرشد واحدی، سید محمد ارشاد واحدی (فوت)، سید آل احمد واحدی، سید محمد غوث (فوت) عرف چنّو، سید نجیب اللہ واحدی، سید عباد اللہ واحدی، سید احمد اللہ واحدی، جنت النساء، صوفیہ خاتون، فردوسیہ خاتون (فوت) فوزیہ خاتون، طلعت آرا (متوفی ۲۰۰۹)۔ آپ جہاں اخلاق وکردار کے پیکر جمیل تھے۔ وہیں جن صورت و پاکیزہ سیرت کے کامل نمونہ تھے۔

بیعت......آپ حضرت سید طیب ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

وصال......۱۸/ ذیقعدہ، ۱۱۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو سکندر پور میں ہوا تھا۔ آپ گاندھی انٹر کالج میں لکچرر تھے۔

سید مرشد واحدی

پیدائش۔ ۱۹۳۹ء میں سکندر پور میں ہوئی تھی۔

شادی:۔ آپ کا عقد ۱۹۷۲ء میں بشریٰ خاتون بنت قاضی قسیم الحق معصوم پوری

سے ہوا۔ آپ بلیا سٹی کے گورنمنٹ بیسک اسکول میں استاد تھے۔

وصال:۔ ۲۲/رجب، ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء سنیچر کے دن صبح ۴/ بجے ہوا۔ اور ان کی زوجہ کا انتقال ۸/جولائی ۱۹۹۹ء میں ہوا۔

حاجی سید آل احمد سرؔور واحدی الجیلانی ابن سید ارشد واحدی

پیدائش......۱۹۵۰ء میں ہوئی تھی

شادی......آپ کا عقد عالم آرا بنت سید مبین احمد بہرائچ سے ۱۹۷۹ء میں ہوا۔

آپ کی اعلیٰ تعلیم گورکھپور یونیورسٹی سے ہوئی۔ آپ گاندھی انٹر کالج سکندر پور ضلع بلیا، یوپی میں لکچرر رہے۔ آپ دار العلوم سرکار آسی سکندر پور کے صدر بھی رہے ہیں۔ آپ ایک با وقار و غیور انسان ہیں صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اپنے خاندانی صوفیانہ مجاز رکھتے ہیں۔ آپ سرؔور واحدی کے نام سے شاعری بھی کرتے ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں کئی نوحہ اور سلام بھی لکھے ہیں جو ''داستان کربلا'' میں ہے، جو سکندر پور بلیا سے شائع ہوئی تھی۔ آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت اہلیہ کی معیت میں ۲۰۱۰ء میں کیا۔

سید نجیب اللہ واحدی الجیلانی عرف شبّو ابن سید ارشد واحدی

پیدائش......۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے۔

شادی......آپ کی شادی ۱۵؍مئی ۱۹۸۴؁ء کو ظاہرہ خاتون بنت سید طٰہٰ شیخ پوری سے ہوئی تھی جن کے بطن سے ایک صاحبزادی غوثیہ خاتون تولد ہوئی تھی۔ آپ بہت پاکیزہ مزاج صوم وصلوٰۃ کے پابند اور سچے انسان تھے۔

غوثیہ خاتون......آپ کا عقد سید شاہ محمد عدیل واحدی ابن سید شاہ فخر الدین شیخ پوری ثم بنارسی سے ہوا۔ آپ کے ایک صاحبزادہ سید خالد احمد اور ایک صاحبزادی سید علیزا فاطمہ ہیں۔

سید عباد اللہ واحدی ابن سید محمد ارشد واحدی

پیدائش: یکم اکتوبر ۱۹۶۳؁ء کو ہوئی۔

شادی اور اولاد......آپ کا عقد مبارک ۲؍مئی ۱۹۹۱؁ء مطابق ۱۶؍شوال المکرم ۱۴۱۱؁ھ کو سیدہ خاتون بنت سید فیاض الاسلام احساسؔ کوتھوی (سجادہ نشین درگاہ حضرت وارث علی شہسرامی، مجھولیا، نوانگر، بلیا) سے ہوا۔ جن کے بطن مبارک سے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

جن کے نام یوں ہیں۔ سید رضوان اللہ واحدی الجیلانی، سید ریحان اللہ واحدی الجیلانی، سید کامران اللہ واحدی الجیلانی، سیدہ فرحین بانو، سیدہ یسرا خاتون، سید ماجد واحدی، سید عاقب واحدی۔ آپ بیسک ایجوکیشن کے گورنمنٹ اسکول شیخ پور، بلیا میں پرنسپل ہیں۔

سید رضوان اللہ واحدی (بی ٹی سی، پی جی) اور سید ریحان اللہ واحدی نے بی ٹیک (انٹیگرل یونیورسٹی لکھنؤ) سے کیا۔ سید کامران اللہ واحدی نے گورنمنٹ پالی ٹیکنک بہرائچ سے ڈپلوما کیا، اس وقت انڈین ریلوے میں لوکو پائلٹ کے منصب پر فائز ہیں۔

سید احمد اللہ واحدی الجیلانی ابن مولانا محمد ارشد واحدی

شادی اور اولاد......آپ کا عقد ۲۰/ جنوری ۲۰۰۰ء کو عرفانہ خاتون بنت سید اخلاق احمد اعظم گڑھ سے ہوا۔ جن سے آپ کو تین بیٹے اور دو بیٹیاں تولد ہوئیں۔ باصرہ خاتون، صابرہ خاتون، سید جنید احمد واحدی (فوت طفلی)، سید محمد کیف واحدی، سید محمد اویس واحدی۔

سیدہ صوفیہ خاتون بنت سید ارشد واحدی

شادی اور اولاد......آپ کا عقد ۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو سید احتشام الدین بن سید مولوی محمد نصیر غازیپوری سے ہوا۔ جن سے آپ کو دو بیٹے اور چار بیٹیاں تولد ہوئیں۔ سید فیضان احمد فیضی، راضیہ خاتون (فوت طفلی)، عائشہ خاتون (زوجہ سید صلاح الدین اعظمی عرف ادیب کانپور)، آصفہ خاتون (فوت طفلی)، ناظرہ خاتون، حافظ سید فرقان اللہ واحدی۔

فوزیہ خاتون بنت سید ارشد واحدی

شادی اور اولاد......آپ کا عقد ۱۵/ شعبان، مطابق ۱۵/ مئی ۱۹۸۴ء میں

سید جاوید احمد شیخ پوری ثم لکھنوی سے ہوئی۔ آپ کو چار اولادیں تولد ہوئیں۔ سید مسعود احمد، میمونہ خاتون (زوجہ سید عالم ہاشمی نیپال گنج، نیپال)، سید سعود احمد، ثمینہ خاتون (فوت طفلی)

سیدہ کریم النساء بنت سید شاہ نبی احمد سکندر پوری

پیدائش: ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔ آپ کے والد سید شاہ نبی احمد سکندر پوری (وفات: ۲۸/ جمادی الاول مطابق ۲۰/ مئی ۱۹۴۸ء، شیخ پور، بلیا) ہیں۔ جو حضرت عبد العلیم آسی غازی پوری کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام کاشفہ بی بی بنت عبد الواصع چندائری تھا۔

تعلیم و تربیت:۔ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ نبی احمد قادری چشتی سکندر پوری سے ہوئی۔ آپ کو عربی فارسی اور اردو علوم میں عبور حاصل تھا۔

عقد مبارک: آپ کا عقد مبارک حضرت مولانا سید محمد ارشد واحدی سے ہوا۔ آپ کے وطن بابرکت سے ۹/ صاحبزادے اور ۵/ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ جن میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں فوت طفلی کے شکار ہو گئے۔

روحانی فیوض و برکات: آپ کا خانوادہ علم و تصوف و روحانیت کا مرکز تھا۔ آپ کے اجداد میں اولیاء، صوفیاء، علماء بلغاء، ادباء اور شعراء گزرے ہیں، جن سے سینہ بہ سینہ خاندانی فیوض و برکات آپ کو حاصل ہوا۔

بیعت:۔ آپ کے پیر مرشد حضرت سید شاہد علی سبز پوش ''سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور'' تھے۔

تبلیغ دین: ۔ آپ نے اپنے اجداد کی روایت پر لبیک کہتے ہوئے پوری زندگی دین کی تبلیغ میں صرف کردی۔ چونکہ آپ کا گھرانہ خانقاہی مزاج کا تھا جو سکندر پور میں سینکڑوں سالوں سے تبلیغ روحانیت کا مرکز تھا۔ جس کی وجہ سے ہر دور میں اہل سکندر پور آپ کے خانوادے سے علم دین حاصل کرتے رہے۔ اس سلسلے کو آپ نے بھی قائم رکھا، آپ سے کم و بیشتر بچوں اور عورتوں نے قرآن، نماز اور دین کی تعلیم حاصل کی۔

خاندانی وراثر کو بچانے کی جدو جہد: ۔

ہندوستان کے بٹوارے کے بعد آپ کا پورا کنبہ پاکستان ہجرت کر گیا۔ آپ کے بھائی بہن اور والدہ پاکستان ہجرت کرنے پر آپ کے اوپر صدموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ان لوگوں نے آپ کو بھی پاسکتان چلنے کے لئے بہت زور دیا، لیکن آپ نے سختی سے انکار کر دیا اور فرمایا ”آپ لوگوں کو جانا ہے تو جائیں، میری فکر نہ کریں، میرے لہو کا ایک ایک قطرہ اپنے آبا و اجداد کے تاریخ کی حفاظت کرتا رہے گا“۔

آپ اپنی مادر و خواہر اور برادر کے جدائی کے غموں میں مبتلا تھیں کہ حکومت کی جانب سے آپ کی زمین و جائیداد کو ضبط کر لیا گیا۔ آپ پر غموں کا دہرا پہاڑ ٹوٹ پڑا، مگر آپ نے ان مصیبتوں کا سامنا بڑی ہمت و بہادری کے ساتھ کیا۔ اور ۲۸؍سال مسلسل مقدمہ چلنے کے بعد آپ کو فتح حاصل ہوئی، اور اس طرح آپ نے اپنے اجداد کی وراثت کو پھر حاصل کیا اور تا زندگی اس وراثت کو سنبھالا۔

آپ کا فیضان: ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس قدر روحانیت سے نوازا تھا کہ آپ کا شمار اپنے وقت کی

عابدہ، زاہدہ اور بزرگا کی فہرست میں ہوتا تھا۔ آپ کے در سے ہزاروں لوگ مستفید ہوئے۔ لوگ آپ کے دم کئے ہوئے پانی کو بیماروں اور آسیب زدہ کو پلایا کرتے تھے۔ جن کو ہر طرح کی آفت و بلاؤں سے نجات ملتی تھی۔ آپ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی سپاہی تھیں۔

سکندر پور کی سرزمین پر جب جب بدعقیدگی نے سر اٹھانا چاہا، آپ نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور فتنوں کا خاتمہ کیا۔

وصال: آپ ۱۵/ جون ۲۰۰۸؁ء کو رات دس بج کر تیس منٹ پر دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں اور آبائی قبرستان مدّن، سکندر پور میں مدفن ہوئیں۔

آپ کے بھائیوں میں سید شاہ رسول احمد (۱۹۱۳؁ء زوجۂ اول سے)، سید شاہ مقبول احمد (۱۹۱۸؁ء)، سید شاہ قبول احمد (۱۹۱۹؁ء)، سید شاہ منظور احمد (۱۹۲۵؁ء) اور سید شاہ محمود احمد (۱۹۲۹؁ء) زوجۂ ثانیہ سے ہیں۔ جبکہ نعیم النساء (۱۹۰۷؁ء) اور امین النساء (۱۹۱۰) زوجۂ اول سے جبکہ علیم النساء (۱۹۲۲؁ء) نسیم النساء (۱۹۲۳؁ء)، زاہد النساء (۱۹۲۷؁ء)، واحد النساء (۱۹۳۱؁ء)، طیب النساء (۱۹۳۳؁ء) اور مذیب النساء (۱۹۳۵) چھ بہنیں زوجۂ ثانیہ سے ہیں۔

شعرائے شیخ پور کا تذکرہ

ان مبارک ہستیون کے علاوہ یہاں کی خاک سے بے شمار جید علماء اور نامور شعراء پیدا ہوئے ہیں جن کی ادبی خدمات اردو ادب کی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ انھیں تین دور میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا دور...... اس میں سب سے پہلے مولانا حسین علی راغب مصطفیٰ آبادی کا نام آتا ہے۔ آپ کے ہم عصروں میں مولانا محمد ابراھیم شیخ پوری، مولانا عبدالحق انجم شیخ پوری مولانا غضنفر علی دلارن پوری (من محلات قاضی پور) مولوی عبدالوہاب مصطفیٰ آبادی، مولانا شاہ مقبول، شاہ عزیز الحق اور مولانا محمد سلیم عاجز زاہدی پوری شامل ہیں۔

دوسرا دور...... مولوی عبدالمجید کاتب، مولوی اصغر حسین، منشی نعیم الحق آزاد، عبدالرؤف ناظم واحدی شیخ پوری، عبدالرؤف زاہد، شاہ وزیر حسن، جمیل احمد شاداں، جمیل احمد یکتا، حکیم شاہ نذیر احمد عیسیٰ تاجی۔

تیسرا دور...... شیخ ابو محمد افضل واحدی، شیخ ابو حامد اکمل واحدی، شاہ محمد عمر اجمل، نشور واحدی، محمد رفیق عابد زاہدی۔

موجودہ دور...... تسکین واحدی، شعود واحدی، شیخ عبداللہ سوزش لطیفی، پرویز لطیفی، ڈاکٹر محمد عاصم واحدی۔ (۱) مولانا حسین علی راغب بڑے صاحب علم اور پختہ کلام شاعر تھے، آپ کے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔ (۲) مولانا محمد ابراھیم صاحب عاجزؔ عربی و فارسی کے عالم فاضل اور خوش فکر شاعر تھے۔ (۳) مولانا عبدالحق انجم شیخ پوری ایک

اچھے شاعر اور اعلیٰ درجہ کے خطاط تھے معیار الانساب آپ ہی کی تاریخی کتاب ہے۔ (۴) مولوی عبدالوہاب صاحب اردو اور فارسی تاریخ گوئی میں بڑی مہارت اور ملکہ رکھتے تھے، ان حضرات کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ (۵) مولانا شاہ مقبول صاحب (ابن شہامت حسین صاحب) کو اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر یکساں قدرت حاصل تھی، آپ کا اردو اور فارسی کا کلام بہت مقبول تھا۔ آپ مہاراجہ دربھنگہ کے مدار المہام بھی تھے۔ (٦) آپ کے چھوٹے بھائی شاہ عزیز الحق شاعری کے علاوہ فن خطاطی کے بھی ماہر تھے۔ (۷) ان سے چھوٹے مولانا محمد سلیم عاجز فارسی و عربی کے عالم اور ایک خوش گو شاعر تھے۔ آپ نے ایک مثنوی ''فرخ''، لکھی جو میر فرخ حسین کے نام سے منسوب تھی۔ ان تینوں بھائیوں کا موروثی مکان زمین بوس ہو گیا جہاں اور چیزیں برباد ہوئیں وہیں ان کا ذخیرہ کلام بھی ضائع ہو گیا۔ (۸) مولوی عبدالمجید صاحب کاتب، مصطفیٰ آبادی، مولانا حسین علی راغب کے صاحبزادے اور شاگرد تھے بعد میں حضرت آسی سکندر پوری کے شاگرد ہوئے۔ تاریخ خانقاہ رشیدیہ ''سمات الاخیار'' آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (۹) مولوی محمد اصغر واحدی صاحب، مولانا محمد ابراہیم عاجزؔ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ آپ سینڈ اینڈ ڈریوز کالج گورکھپور میں پروفیسر تھے۔ آپ نے دو تصانیف چھوڑی ہیں 'جذبات الروح' اور 'جذبات الاصفیاء' اور ایک 'دیوان' جس کو آپ کے صاحبزادے پروفیسر عبدالرحمن صاحب نے نامی پریس گورکھپور سے شائع کرا دیا تھا 'شہر زعفران خرید' یہ ایک تاریخی کتاب ہے جو 'تاریخ فرشتہ' کے حوالے سے لکھی گئی ہے اس کی اشاعت نہیں ہو سکی۔ (۱۰) منشی نعیم الحق آزاد شیخ پوری، مولانا عبدالحق صاحب انجم کے صاحبزادے تھے۔، آپ امیر مینائی کے ہم عصروں میں

تھے۔ آپ نے اپنی تین تصانیف چھوڑی ہیں ’تذکرۃ الشعراء‘ اور ’زہرۂ عشق‘ ’مثنوی‘ راجہ پڈرونہ کی فرمائش پر ’طلسم ہوش ربا‘ کے جواب میں نثر میں ایک کتاب لکھی جو تشنۂ اشاعت رہ گئی۔ (۱۱) عبدالرؤف صاحب ناظم واحدی آپ نے اپنا ایک دیوان ’متاع ناظم‘ چھوڑا ہے۔ (۱۲) عبدالرؤف صاحب زاہدؔ، مولانا محمد سلیم عاجزؔ کے صاحبزادے تھے۔ آپ اردو فارسی کے ایک اچھے شاعر، افسانہ نویس اور ’اودھ پنچ‘ ’سرپنچ‘ ’حیرت‘ ’دہلی اور ’ملا دو پیازہ‘ لاہور کے مستقل مزاحیہ کالم نگار تھے۔ آپ نے اردو اور فارسی کلام پر مشتمل اپنا ایک دیوان بھی ترتیب دیا تھا۔ اس کے علاوہ نثر میں ’مکالمات زاہدی‘ ’مکاشفات زاہدی‘ ’مشاہدات زاہدی‘ آپ کی تصانیف میں ایک قابل قدر کتاب ترجمہ ’وہب الزبیر‘ ہے جس کو مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی نے شائع کرادیا تھا۔ یہ کتاب آج بھی کہیں کہیں ملتی ہے۔ مکان کے حادثے میں آپ کا بھی ادبی سرمایہ ضائع ہوگیا۔ (۱۳) شاہ وزیر حسن صاحب۔ آپ مولوی عبدالمجید کاتب کے ایک ہونہار شاگرد تھے اور عربی وفارسی کے عالم وفاضل تھے۔ یوپی اور بہار کے سینکڑوں طلبہ نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ آپ کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ (۱۴) جمیل احمد شاداںؔ۔ آپ شاہ وزیر حسن صاحب کے شاگرد اور امیر مینائی کے ہم عصروں میں ہیں۔ آپ کا مختصر تعارف اور نمونۂ کلام کتاب میں شامل ہے۔ (۱۵) جمیل احمد یکتاؔ۔ آپ شاہ وزیر حسن صاحب کے دوسرے ہونہار شاگرد تھے۔ آپ کی بھی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ (۱۶) حکیم شاہ نذیر احمد عیسیٰ تاجیؔ۔ آپ بھی شاہ وزیر حسن کے شاگرد تھے۔ زود گو بھی تھے اور کہنہ مشق بھی۔ آپ کا پہلا دیوان ’فغان نذیر‘ کے نام سے شائع ہوا۔ دوسرا ’کلیات نذیر‘ چھپنے کے لئے مئو بھیجا گیا تھا۔ وہاں پریس سے کلیات کا

مسوہ غائب ہوگیا۔ (۱۷) شیخ ابو محمد افضل واحدی (۱۸) شیخ ابو حامد اکمل واحدی دونوں حقیقی بھائی تھے۔ اور عبدالرؤف صاحب ناظمؔ کے صاحبزادے تھے۔ اکمل صاحب کوئنس کالج بنارس میں پروفیسر تھے۔ (۱۹) شاہ محمد عمر اجمل شاہ زبیر حسن صاحب کے صاحبزادے تھے۔ ان تینوں شعراء کی کسی بھی تصنیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ (۲۰) نشور واحدی۔ آپ جمیل احمد صاحب یکتاؔ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مختصر سوانح حیات اور نمونۂ تخلیق کتاب میں شامل ہے۔ (۲۱) محمد رفیق عابد زاہدی۔ آپ عبدالرؤف صاحب زاہد کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کو بھی ادبی حلقہ اچھی طرح جانتا ہے۔ وانح حیات اور نمونۂ کلام کتاب میں شامل ہے۔ (۲۲) تسکین واحدی (۲۳) شعور واحدی کے بھی حالات مع کلام کتاب میں شامل ہیں۔ (۲۴) شیخ عبداللہ سوزشؔ لطیفی ایک منجھے ہوئے صحافی ہیں۔ متعدد اخبارات و رسائل کے مدیر رہ چکے ہیں۔ (۲۵) پرویز لطیفی۔ آپ کے صاحبزادے ہیں۔ (۲۶) ڈاکٹر محمد عاصم واحدی انصار ہائی اسکول گورکھپور میں معلم ہیں اور یہیں سے ہفتہ روزہ 'مشرق' نکالتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے اسلاف کی ادبی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور اردو ادب کی بے لوث خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (ماخوذ از: سکندر پور کی ادبی تاریخ)

درگاہ بڑی بوا میں روپوش ماہ ونجوم

پیتم تمرے سنگ ہے اپنا راج سہاگ
تم نہیں تو کچھ نہیں تم ملے تو جاگے بھاگ
نینن نیر بہائے کہ پونجی گئے سب ہار
اوگھٹ ہاتھ پسارے چلے سائیں کے دربار

ابونصر شیخ عبداللطیف رشید الدین ابن امین الدین الجیلانی حسنی قادری دادا بڑی بوا صاحبہ۔

ابوالفقیر خواجہ یحییٰ محمود الجیلانی حسنی قادری، چچا اور خسر حضرت بڑی بوا صاحبہ

المعید حضرت خواجہ یحییٰ یوسف رشید جیلانی حسنی قادری

والد محترم حضرت بڑی بوا اور خواجہ چراغ دہلی۔

دادی صاحبہ، والدہ صاحبہ، چچی یعنی ساس صاحبہ، حضرت بڑی بوا صاحبہ

ابوالفضل شیخ عبدالرحمن قادری جیلانی حسنی، خلیفہ حضرت خواجہ محبوب الٰہی دہلی

شوہر حضرت بڑی بوا صاحبہ

ان جملہ بزرگان دین کے مزارات حضرت بڑی بوا کے سرہانے اور داہنے پہلو میں ہیں۔ آج تک ان کا کوئی فرداً فرداً تعین نہ کرسکا۔ کوئی صاحب کشف وکرامت ہی اس کو واضح کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کوئی نہ کوئی سبب پیدا فرمادے گا۔

آج بھی درگاہ بڑی بوا صاحبہ سے یہی صدا عالم ہست وبود میں گونج رہی ہے کہ......

دریں زمانہ صنم قائد صراط اللہ
زحدّ کا ور تا آستانۂ اقصیٰ

روندگان معارف مرا کجا بینند
کہ ہست منزل جانم بما وریٰ و وریٰ

راقم الحروف فقیر قاسمی و برکاتی انوار احمد نعیمی جلال پوری کا حال تو یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت شیخ سیف الدین علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ......

ہر شب بمثال پاسبان کویت
مے گردم گرد آستان کویت
باشد کہ بر آی اے صنم روز حساب
نامم زجریدۂ سگان کویت

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگان دین کا زیادہ سے زیادہ تذکرہ کرنے، لکھنے اور پڑھنے کا موقع نصیب فرمائے اور ان بزرگان دین کے روحانی وعرفانی تجلیات کو نور سے ہم سب کے دلوں کو تابناکی عطا کرے۔ آمین یارب العالمین بجاہ جد الحسن و الحسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فقط العارض انوار احمد نعیمی جلال پوری (پرنسپل) دار العلوم بہار شاہ فیض آباد ساکن محلہ بازید پور قصبہ جلال پور، ضلع امبیڈکر نگر یوپی۔ ۱۶/ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰/ اگست ۲۰۱۶ء شب ہفتہ دو بجکر بیس منٹ برمکان ماسٹر ذاکر خان پٹھان ٹولیا، نزد مسجد غوثیہ فیض آباد شہر۔

آپ کے در کا گدا سلطان ہے

(از حاجی عبدالوحید، وحیدؔ جلال پوری)

سرور کونین کی کیا شان ہے
آپ کے در کا گدا سلطان ہے
مدحت سرکار ہو کس سے بھلا
رحمتیں جب بھیجتا رحمن ہے
پڑگئی جس پر نبی کی اک نظر
وہ بلال وبوذرو سلمان ہے
یار غار مصطفیٰ نے دین پر
کل اثاثہ کردیا قربان ہے
عہد میں اپنے عمر کا یہ طعام
سادہ پانی اور جو کی نان ہے
گھر میں رہ کر بدر کا حصہ ملے
کتنی اعلیٰ قسمت عثمان ہے
فیصلہ چاروں کتابوں سے کرے
یہ علی کا علم اور عرفان ہے

کردیا جب چاک مکتوب نبی
پارہ پارہ مملکت ایران ہے
انگلیوں سے آپ کی چشمہ بہا
سارا عالم آج تک حیران ہے
آپکے محبوب ہیں غوث الوریٰ
ہر ولی پر آپ کا احسان ہے
رکھ بھروسہ اے وحیدؔ اس ذات پر
کیا ہوا جو سامنے طوفان ہے

السّلام علیك

(از حاجی محمد معراج رسول صدیقی معراجؔ لکھنوی)

اے شہنشاہ جن و بشر السلام علیک
اے آمنہ کے لخت جگر السلام علیک
کیا چیز میرے پاس ہے کیا نذر میں کروں
یہ جان آپ کی ہے جگر السلام علیک
دونوں جہاں میں آپ کا ثانی نہیں کوئی
ہیں نقش پائے نقش و قمر السلام علیک
پہنچے ہیں آپ ہی کے قدم اس مقام پر
جبرئیل کے جبیں جہاں پر السلام علیک
پیش نظر ہو وقت نزع آپ کا جمال
کہہ کر ہو اس جہاں سے سفر السلام علیک
چھوڑا نہ ساتھ آپ کا صدیق نے کبھی
ہجرت میں شریک سفر السلام علیک
اعلان حق جو کرتا ہے ڈنکے کی چوٹ پر
وہ شیر ہے نبی کا عمر السلام علیک

عثمان کی حیا سے فرشتوں کو ہے حیا
رکھی ہمیشہ نیچی نظر السلام علیک
فرمایا مصطفیٰ نے علی باب علم ہیں
اور آپ علم کا ہیں شہر السلام علیک
یہ روضۂ رسول ہے پاس ادب رہے
آہستہ چل نسیم سحر السلام علیک
معراجؔ زندگی کا بھروسہ نہیں کوئی
پھر دیکھ لو حضور کا در السلام علیک

مناجات

فضل کر یارب محمد مصطفیٰ کے واسطے
سید کونین شاہ انبیاء کے واسطے
یا الٰہ العٰلمیں یہ عرض ہو میری قبول
استجب ہٰذا دعائی مصطفیٰ کے واسطے
دور کر رنج دلی ہے سخت مجھ کو بے کلی
اس شہ صدیق اکبر با صفا کے واسطے
فضل کے ہاتھوں سے مجھ کو میوۂ مقصد کھلا
اس عمر فاروق عادل بے ریا کے واسطے
دو جہاں میں حضرت عثمان کی رو سے مجھے
مت خجل کیجو تو اس صاحب مشکل کشا کے واسطے
بارگاہ عالی میں تیری ہے میری التجا
ہوئے حل مشکل میری مشکل کشا کے واسطے
بلبل باغ مدینہ قرۃ العین رسول
یعنی بی بی فاطمہ خیر النساء کے واسطے
دے خوشی دل کو مرے سرسبز کر نخل مراد
اس جگر خستہ حسن صاحب لوا کے واسطے

ہر طرف سے فوج غم نے آ کے گھیرا ہے مجھے
دے پناہ یارب شہید کربلا کے واسطے
کون تجھ بن دادرس اس عاجز کے دیوے یا خدا
زود تر فریادرس زین العبا کے واسطے
میں بہت حیران ہوں کر رحم کی مجھ پر نظر
باقر و جعفر علی موسیٰ رضا کے واسطے
موسیٰ کاظم تقی حضرت تقی و عسکری
اور امام مہدی خیرالوریٰ کے واسطے
یاالٰہی سب اٹھادے داد و اندہوں کے بوجھ
غوث الاعظم پیر و مرشد رہنما کے واسطے
میں ہوں مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن
ہاتھ اُٹھاتے شرم آتی ہے دعا کے واسطے
کردو اب میری شفاعت یا نبی بہر خدا
اے خدا تو عشق احمد مصطفی کے واسطے

مؤلف کی دیگر کتابیں

۱......برکات حاملان قرآن
۲......تنویر القرآن
۳......بے غبار مسلک
۴......سرخیلان آزادی
۵......سرکار مخدوم سریا
۶......گوہران چشت
۷......عرفان مینا
۸......سفینۂ نجات
۹......اسلام دشمنی
۱۰......انوار حضوری
۱۱......روداد مناظرہ توپ خانہ بازار
۱۲......انوار کالپی شریف
۱۳......آداب ملاقات
۱۴......شہید ملت
۱۵......دربار بڑی بوا
۱۶......بافیض آستانے
۱۷......انوار امام الاولیا اول
۱۸......آئینہ اجودھیا
۱۹......علامہ فضل حقؒ خیر آبادی حیات اور کارنامے
۲۰......انوار خورد مکّہ
۲۱......خاندان بڑی بوا کے انوار و برکات
۲۲......شراب اور شرابی

مآخذ و مراجع

۱) بخاری شریف
۲) مسلم شریف
۳) طبرانی شریف
۴) اخبار الاخیار
۵) ہشت بہشت ملفوظات
۶) ہشت بہشت سوانح
۷) سیر الاولیاء و محفل اولیاء
۸) انوار اصفیاء
۹) تذکرۂ اولیاء ہند
۱۰) بزم صوفیا
۱۱) شہر اولیاء
۱۲) گم گشتہ حالات اجودھیا
۱۳) آئینہ اجودھیا
۱۴) مرأۃ الاسرار
۱۵) تذکرہ مشائخ بالا پور
۱۶) خزینۃ الاصفیا
۱۷) انوار العارفین
۱۸) تذکرہ اولیائے ہندو پاک کلاں
۱۹) خیر المجالس
۲۰) تکملہ سیر الاولیا
۲۱) مناقب المحبوبین
۲۲) بستان الصالحین مخطوطہ
۲۳) بزم اصلاح المسلمین، سکندر پور
۲۴) دہلی کے بائیس خواجہ
۲۵) سیر العارفین
۲۶) مجالس حسنیہ
۲۷) خلاصۃ السلوک
۲۸) دیار بڑی بوا
۲۹) بافیض آستانے
۳۰) انوار خورد مکّہ

۳۱)مزارات دہلی

۳۲)مصحف بیدم وراثی

۳۳)حضرت بدرالدین اوگھٹ شاہ وارثی حیات اور کارنامے

۳۴)فیضان وارثی

۳۵)تاریخ پارینہ اجودھیا

۳۶)شجرۂ طیبہ

۳۷)فتویٰ فیض الرسول (۲)

۳۸)خاندانی بیاض خاندان واحدی شیخ پور، بلیا

آستانہ حضرت خواجہ سید کمال الدین علامہ چشتی، درگاہ چراغ دہلی

درگاہ شریف
حضرت بڑی بی [illegible] رحمۃ اللہ علیہ
दरगाह शरीफ
हजरत बड़ी बी साहिबा रह

آستانہ حضرت رابعۂ زمن سیدہ بی بی قطانہ عرف بڑی بوا صاحبہ، اجودھیا

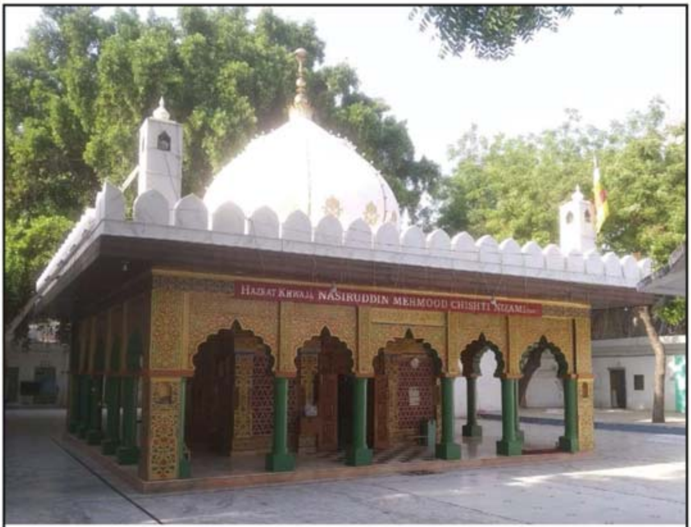
HAZRAT KHWAJA NASIRUDDIN MEHMOOD CHISHTI NIZAMI

آستانہ حضرت خواجہ سید نصیر الدین چراغ دہلی

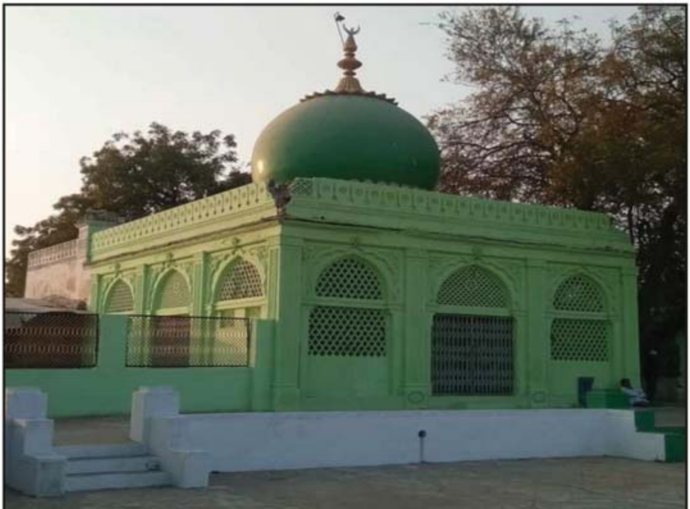

آستانہ حضرت خواجہ سید سراج الدین چشتی پاٹن شریف، گجرات

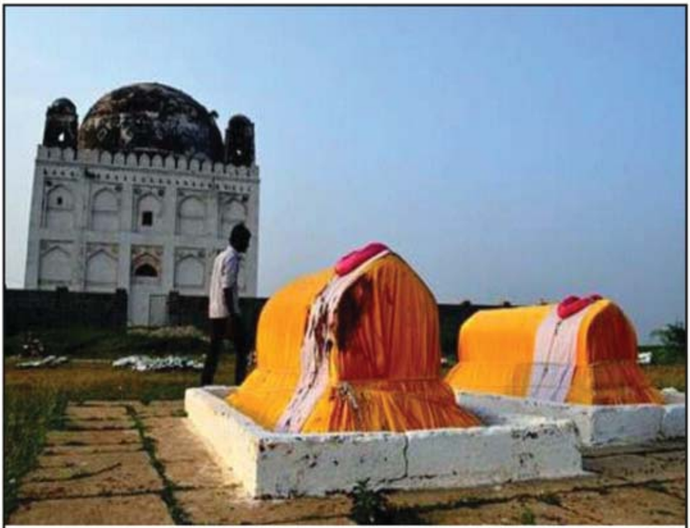

درگاہ حضرت خواجہ نصیر الدین علی بن خواجہ کمال الدین علامہ چشتی، گلبرگہ

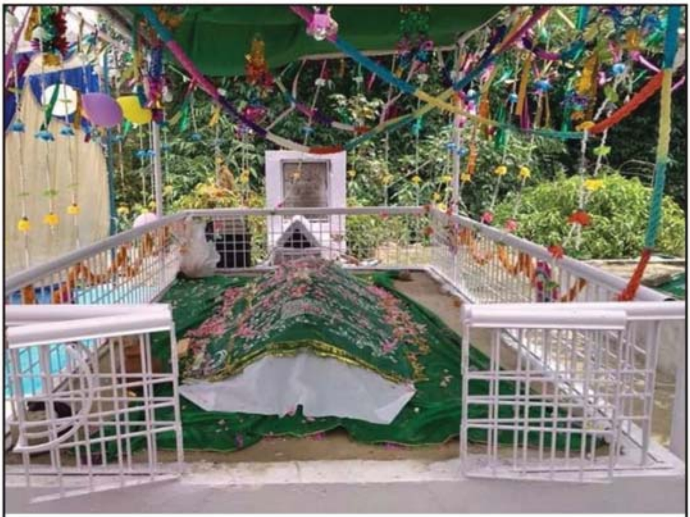

درگاہ حضرت مخدوم حاجی شیخ سید محمد عرف مخدوم حاجی شاہ پھول، چک حاجی عرف شیخ پور، سکندر پور، بلیا

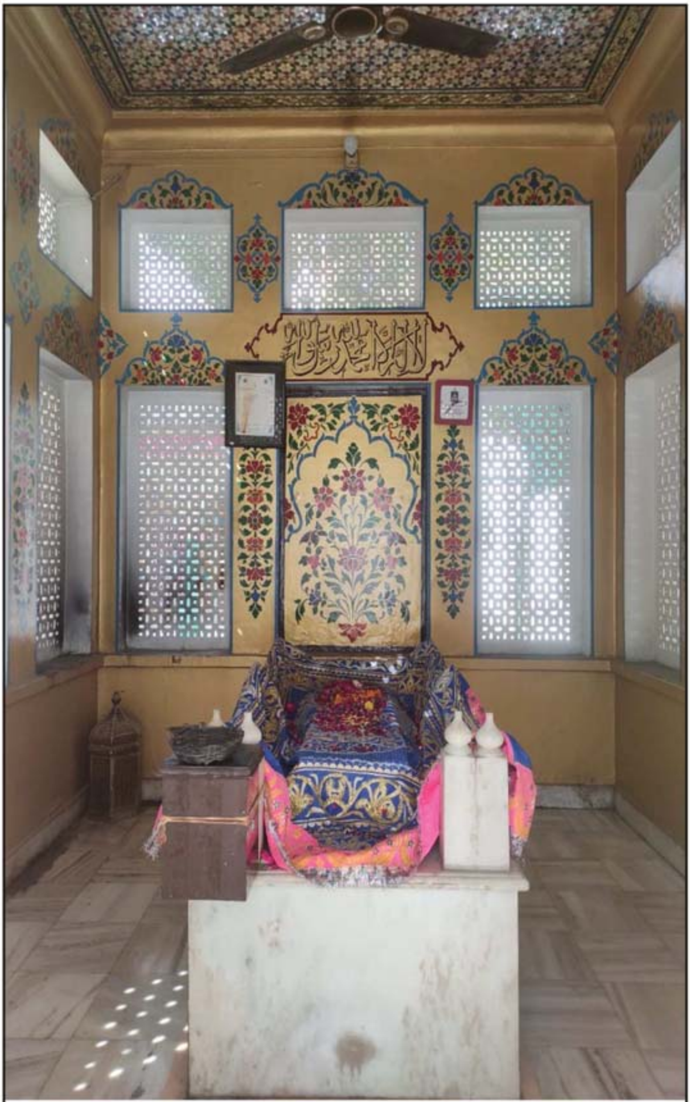

اندرونی منظر آستانہ حضرت خواجہ سید کمال الدین علامہ چشتی، درگاہ چراغ دہلی